جامعہ کا پیغام طلبائے مدارس اسلامیہ کے نام

شاہراہِ علم

دفاعِ
حبیبِ کبریا
صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقت کروں گا بیاں دوستو!
چاہے کٹ جائے زبان میری دوستو!
جس زمیں پر نبوت کی توہین ہو
گر پڑے نہ کہیں آسماں دوستو!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں عالم اسلام کا اتحاد



نائب مدیر
ابوعبدالفتاح

محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہ العالی

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا ضلع نندوربار

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ)

شاہراہِ علم

(جامعہ کا پیغام طلبائے مدارس اسلامیہ کے نام)

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہٗ العالی

مدیر: ابوحمزہ نائب مدیر: ابوعبدالفتاح

جلد	:	۳
شمارہ نمبر	:	۲۱، ۲۲، ۲۳
ماہ	:	محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاول ۱۴۲۷ھ
زرِ تعاون	:	سالانہ ۳۰/روپئے۔ خارج از جامعہ ۵۰/روپیہ

ترسیلِ زر کا پتہ

"دفترِ شاہراہ علم"

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، ضلع نندوربار، مہاراشٹر، ۴۲۵۴۱۵

جمال حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم
کارٹون کے ذریعہ کئے گئے اعتراضات کے مدلل جوابات

از قلم: مدیر ابوحمزہ

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ، حبیب کبریا، سید کون ومکاں امام الانبیاء، خاتم الرسل والانبیاء علیہ الف الف تحیۃ وسلام پر ہماری جان نچھاور ہو، ہم اللہ عز وجل کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اس لیے کہ بغیر مطالبہ کے اللہ نے ہمیں اتنے عظیم نبی کی امت کا امتی ہونے کا شرف عطا کیا، ہم اللہ سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں آخری دم تک اس کے نام پر مر مٹنے کی توفیق عطا فرمائے، اس کی اداؤں اور سنتوں کو زندہ کرنے اور اس پر دل وجان سے عمل کرنے کی توفیق سے ہمیں مالا مال فرمائے، اس لیے کہ اسی میں ہماری کامیابی وکامرانی مضمر ہے۔

آج اپنی اس تحریر میں، میں آپ کو جمال حبیب کبریاء اور اخلاق محسنِ کائنات کی سیر کرانا چاہتا ہوں اس لیے کہ یورپ کے کچھ بدباطن اور مجہول النسب بدبختوں اور ملعونوں نے اپنے اخبارات میں گستاخانہ خاکے (کارٹون) شائع کرکے امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کے دلوں کو مجروح کیا ہے اور پھر اس پر آزادی رائے کا لیبل چسپاں کرکے معافی اور معذرت سے انکار کردیا بل کہ ان بدبخت حاکموں نے ان خبیث کارٹون بنانے والوں اور شائع کرنے والوں کی تائید ہی نہیں بل کہ پذیرائی اور حوصلہ افزائی کی ہے، ان کارٹونوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو (العیاذ باللہ) ظالم وجابر بتلانے کی جھوٹی اور ناکام کوشش کی ہے کون ظالم اور بدبخت ہے؟ اس کو تاریخ ہی بیان کررہی ہے، مگر پھر بھی مسلمان اس امر شنیع پر کبھی خاموش نہیں رہ سکتا تھا اس نے جو کچھ کیا صحیح کیا ہے بل کہ اور اس سے زیادہ سخت کرنے کی ضرورت ہے قبل اس کے کہ میں جمال حبیب کبریاء کو بیان کروں ان بدبختوں کی حیوانہ حرکات کا تاریخی جائزہ لیتا چلوں اور ساتھ ہی ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے افراد کی ایک مختصر فہرست ذکر کرتا چلوں تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تعلیمات کے اثرات وثمرات اور مغربی تعلیمات اور ا

س کے ثمارت کھل کر سامنے آجائے اور اس طرح دلائل سے ثابت ہوجائے کہ:

آئے دنیا میں بہت پاک و مکرم بن کر
آیا نہ مگر کوئی رحمت عالم بن کر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کا وجود دنیا کے لیے سراپا رحمت ہی رحمت ہے جب کہ مغربی تہذیب کا ارتقاء دنیا کے لیے سراسر زحمت ہی زحمت ہے۔

توہین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخی حقائق:

ویسے تو اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اہانت رسول کا آغاز یہود و نصاریٰ کی جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہی ہو گیا تھا، بعثت نبوی سے قبل تو یہ لوگ مشرکین جزیرۃ العرب کو کہا کرتے تھے کہ اب ایک آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لانے والے ہیں ہم ان کے ساتھ مل کر تم سب کو ملیا میٹ کر دیں گے، مگر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت بار برکت کا اعلان کیا تو مشرکین مکہ و جزیرۃ العرب کے ساتھ ساتھ ان یہود و نصاریٰ نے بھی آپ کی مخالفت شروع کر دی، یہود و نصاریٰ کی جانب سے مخالفت میں پیش پیش ان کے سردار اور علماء تھے جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی صورت میں اپنی سرداری کے ضائع ہونے کا خدشہ تھا تو وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہی کے راستے پر لگا دیا، حالاں کہ اگر وہ اس فانی سرداری کی قربانی دے دیتے، تو جنت کی صورت میں دائمی سرداری کی نعمت سے مسرور ہو جاتے، اللہ رب العزت خود پسندی اور خود غرضی اور خود بینی سے ہماری حفاظت فرمائے، اور تادم اخیر اتباع سنت کی توفیق سے مالا مال فرمائے، اور ہر قسم کے شرور و فتن سے ہماری حفاظت فرمائے اور اللہ دین اسلام رسول اللہ اور اصحاب رسول اور اہل سنت والجماعۃ کی راہ میں سب کچھ کھپا دینے کی توفیق عطا فرمائے، مال کی ضرورت ہو تو مال، جان کی ضرورت ہو تو جان، عزت کی ضرورت ہو تو عزت، وقت کی ضرورت ہو تو وقت، قلم کی ضرورت ہو تو قلم۔ غرض کہ ہر طرح کا مطالبہ دل و جان سے حق کی راہ میں قربان کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

میں تحریر کرنا چاہتا تھا کہ اہانت کا آغاز کہاں سے ہوا، ویسے تو اس کا آغاز مشرکین مکہ سے ہوا مگر اس کو تقویت یہود و نصاریٰ سے ملی، وہ نبوت و رسالت سے ناواقف تھے جب کہ یہ لوگ نبوت اور رسالت سے آشنا ہی نہیں بل کہ اس پر ایمان رکھتے تھے مگر وہی خود پسندی نے ان کو قعر مذلت میں ڈال دیا اور یوں انہوں نے پس پردہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے پر اکتفا نہیں کیا

بل کہ کھل کر مخالفت کی جن میں پیش پیش کعب ابن اشرف، ابورافع، حی ابن اخطب وغیرہ تھے، یہ سب کے سب (العیاذ باللہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہجویہ اشعار کہتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی اور ایذا رسانی کی کوشش کرتے مگر سب کو اللہ رب العزت نے ان کے انجام تک پہنچا دیا اور ذلت آمیز موت سے دوچار ہو کر واصل نار ہوئے، میں اس کی پوری تفصیل کو نہیں جاتا مگر مختصراً دوسرے مرحلہ کے آغاز پر کچھ روشنی ڈالنا چاہوں گا۔

۱۹۶۵ء میں لندن سے شائع ہونے والی جے جے ساؤنڈر کی کتاب "A History of Medieval" میں اس نے اس تاریخی پس منظر کو ان الفاظوں میں بیان کیا:

"اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ پیغمبر عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عیسائیوں نے کبھی بھی ہمدردی اور حسن توجہ کی نظر سے نہیں دیکھا جن کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شفیق ہستی ہی آئیڈیل رہی ہے، صلیبی جنگوں سے آج تک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو متنازعہ لٹریچر میں بطور خاص پیش کیا گیا ہے ان کے متعلق بے ہودہ کہانیاں پھیلائی گئیں اور طویل عرصہ تک اس پر پورا یقین کیا جاتا رہا"۔(A History of Medieval Islam London, 1965, (p35, J.J. Saunders

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کشی میں سب سے زیادہ حصہ لینے والا "جان آف دمشقی ۷۰۰-۷۵۴ء) ہے جان کو بازنطی روایات کا بانی تصور کیا جاتا ہے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف دوسرے دور میں نفرت دشمنی اور سب وشتم کا بازار اسی نے گرم کیا یہی وہ پہلا بدبخت ہے جس نے (العیاذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر جنسی وشہوانی الزامات کی بھرمار کر کے اس غلط سلسلہ کا آغاز کیا اسی مردود کا لٹریچر از منہ وسطیٰ سے لے کر آج تک مغربی دنیا کے لیے ماخذ ومرجع کا کام دیتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ (العیاذ باللہ) ان مردودوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بابرکت میں ایسے ایسے الفاظ کہے کہ ایک مسلمان نقل کے طور پر بھی اس کو اپنی زبان وقلم میں لینے کے بارے میں تھراتا ہے، اور وہ نقل کفر کفر نہ باشد کے طور پر بھی اس کو اپنی تقریر وتحریر میں نہ لا سکے۔

دراصل بات یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ جب مسلمانوں کے خلاف جنگی محاذ پر شکست خوردگی کا شکار ہوئے تو انہوں نے ایک نیا حربہ اختیار کیا اور فکری سطح پر الحاد اور زندقہ کا بازار گرم کیا کبھی بہاء اللہ کو، کبھی باب اللہ، کبھی بابیت اور بہائیت کے روپ میں کبھی غیر مقلدیت کو اہل حدیث اور سلفیت کا لیبل لگا کر تو کبھی کبھی نیچریت کو علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کے نام پر، تو کبھی غلام احمد قادیانی کو نبوت کا

دعویدار بنا کر کبھی، رافضیت کے روپ میں مختلف افراد و جماعتوں کو، کبھی اشتراکیت اور سرمایہ داریت کے معاشی نظاموں کے نام پر، کبھی منکرین حدیث کو اکتفا بالقرآن کے نام پر کبھی امینہ ودود کو امامۃ المرأۃ کے نام پر، گوہر شاہی کو تصوف واتحاد کے نام پر، کبھی طاہر اسلم گورہ کو نئے اسلام کے نام پر، کبھی الفرقان الحق کے نام پر قرآن کے مد مقابل کتاب، کبھی سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین، اسری نعمانی (زانیہ) نوال السعادی، وحید الدین خان وغیرہ کو کھڑا کیا، مگر الحمد للہ امت نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا اور اللہ کا وعدہ سچ ثابت ہوا۔ **یریدون لیطفؤ نور الله بأفواهم و الله متهم نوره و لو كره المشركون**۔ کہ یہ مشرکین دین اسلام مٹانے کی سازشیں کر رہے ہیں جب کہ اللہ رب العزت اس کے اتمام کا فیصلہ کر چکا ہے۔

بات درحقیقت یہ ہے کہ دشمنان اسلام اپنی پوری فکری صلاحیتوں کو اسلام کے خلاف صرف کر چکے ہیں، اب وہ ٹیسٹ لینا چاہتے ہیں کہ ہماری اس مسلسل محنت کے نتیجہ میں مسلمانوں کا ایمان کس پوزیشن میں ہے ان کی غیرت ایمانی اور حمیت دینی کا کیا حال، آیا اس میں کچھ کمی آئی یا نہیں اور اگر آئی تو کتنی اور نہیں آئی تو کیوں نہیں، اور آئندہ کیا لائحہ عمل تیار کیا جائے تا کہ وہ ایمان پر مضبوطی کے ساتھ جم نہ سکے جیسا کہ قرآن نے بیان کیا۔

ود كثير من اهل الكتاب لو يردونكم من بعد ايمانكم كفارا۔ کہ اہل کتاب کی اکثریت یہ تمنا لیے بیٹھی ہے کہ مسلمان، مسلمان نہ رہے اور وہ کفر وشرک کی تاریک کوٹھیوں میں بھٹکتا رہے اور مسلمان کے ایمان کو جانچنے کا تھرمامیٹر حب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اسی طرح کفر کی شدت کو جانچنے کا تھرمامیٹر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت بغض ہے اور ان اہل کتاب کے بغض رسول کا حال کیا ہے (العیاذ باللہ) تو ایک انگریز کی تحریر سے معلوم کر لیجیے، چناں چہ ایک انگریزی مؤرخ Dr. Watt اپنی کتاب Muhammed at Macca میں رقم طراز ہے:

"تاریخ کی عظیم ترین شخصیات میں سے قربب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے کم پذیرائی ہوئی، مغربی مصنفین محمد کے بارے میں (العیاذ باللہ) بدترین امر بھی یقین کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں، اور جہاں کہیں اپنے کسی فعل کی قابل اعتراض توضیح ممکن دکھائی دے تو اس کو فورا تسلیم کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ (Muhammed at Macca Dr. Watt)

اسی طرح انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا (۱۹۸۴ء) کے ایڈیشن کے آخری صفحات پر ہے کہ۔

"بہت کم لوگ اتنے زیادہ بدنام کیئے گئے ہیں (العیاذ باللہ) جتنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کیا گیا قرونِ وسطیٰ کے مسیحی پادریوں اور اسکالروں نے ان کو (العیاذ باللہ) فریبی اور عیاش اور خونی انسان کے روپ میں پیش کیا حتی کہ آپ کا اسم مبارک ایک بگڑا ہوا تلفظ مہاونڈ (نعوذ باللہ من ذالک) ایک شریر مخلوق کے ہم معنی بن گیا، لعنۃ اللہ علیھم و الملائکۃ و الناس اجمعین۔

یہ قوم بڑی احسان فراموش اور خود غرض اور عیار ہے، کیا وہ بھول گئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان فاتحین نے ان کے ساتھ کتنا اچھا سلوک کیا یہ جدید علوم وٹیکنالوجی بھی ان انگریزوں نے علمائے اسلام ہی سے حاصل کیا، ابوحیان غرناطی بوعلی سینا ابوبکر رازی خوازمی جیسے مجددین علوم مسلمان ہی رہے، مگر انہوں ان کے ناموں کو ختم کر دیا اور ایجادات واختراعات کا سہرہ اپنے سر پر رکھ لیا اور پھر یہ لوگ انہیں مسلمانوں کے خلاف کمر بستہ ہو گئے، جس کا انجام یہ ہوا کہ جہاں دنیوی اعتبار سے یہ علوم بظاہر ان کے لیے مفید ہیں اپنی محسنوں اور استاذوں سے بدسلوکی کی وجہ بباطن مضر ثابت ہو رہے ہیں اور اخروی اعتبار سے تو دین بیزاری اور خدا بیزاری اور دنیا پرستی کی وجہ سے وصال نار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اللہ رب العزت اساتذہ کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے ہماری حفاظت فرمائے۔

قارئین یہ کوئی پہلا موقعہ نہیں بل کہ مذکورہ تفصیل کے مطابق ان کا قدیم طرز عمل ہے اور جب بھی انہوں نے یہ طرز عمل اپنایا اللہ رب العزت نے ان کو ذلت اور رسوائی سے ضرور رسوا کیا، جیسا کہ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ جب انہوں نے بدسلوک کیا تو کبھی ان کے سردار ذلت آمیز قتل سے دوچار ہوئے جیسے کعب ابن اشرف اور ابورافع وغیرہ اور کبھی اجتماعی طور یا تو ملک بدر کیئے گئے یا قتل کر دیئے گئے، جیسے قبیلہ بنو نضیر وقریظہ اور جب قرون وسطیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی تو اللہ رب العزت نے صلاح الدین ایوبی محمد فاتح جیسے بے باک وبہادر مسلمان سالاروں کو ان پر مسلط کر دیا، اور یوں وہ ہزیمت وشکست سے دوچار ہوئے پھر جب برصغیر ہندوپاک میں ہندوؤں کو گستاخی رسول پر آمادہ کیا تو ان گستاخوں کو اللہ نے غازیان اسلام کے ہاتھوں قتل کر دیا مگر گستاخی کے اصل محرک کو برطانوی گورنمنٹ کی صورت میں جو دنیا پر غالب تھی شکست سے دوچار کیا اور جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ ان کا سورج کبھی غروب نہ ہوگی وہ بھی الحمد للہ ڈوب گیا اور اب جب دوبارہ سُپر پاور کے نشے میں مست ہو چکا ہے اپنی نیا کو ٹھیکانے لگانے سے اسباب اختیار کر رہا ہے انشاء اللہ یہ گستاخی ضرور انہیں دیر

سویری سہی لیکن ڈوبالے گی ضرور۔

یہ کوئی پہلا موقعہ نہیں جو وہ اس جرم میں کا ارتکاب کر رہے ہیں بل کہ یوں سمجھئے کہ پہلا دور قرون اولیٰ یعنی پہلی صدی پر مشتمل تھا دوسرا دور ساتویں صدی دسویں صدی گیارھویں صدی پر مشتمل تھا اور تیسرا دور بارھویں تیرھویں صدی پر مشتمل تھا اور اب یہ چوتھے دور کا آغاز ۱۹۷۰ء یا ۱۹۸۰ء یعنی چودھویں کے اواخر سے ہو چکا ہے جس کا آغاز جرمنی سے ہوا جہاں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اہانت سے پر انتہائی مسخ شدہ حقائق پر مشتمل احوال شائع کئے گئے، پھر نیویارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مجسمہ بنا کر ایک عمارت میں رکھنے کی کوشش کی گئی تھی جس کو سعودی حکومت اور دیگر مسلم حکومتی کی دخل اندازی کی بنا پر ملتوی کر دیا گیا، پھر امریکی رسالہ "Life" کے ایک خصوصی شمارے میں افضل البشر سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا الصلاۃ والسلام کی (العیاذ باللہ) ننگی تصویر کشی کی گئی۔ اسی طرح یہودی مصنفین نے متعدد کتابوں میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کی متعدد مفروضہ تصاویر شائع کی گئی یہ ایک مختصر فہرست ہے ورنہ یہ داستان بڑی طویل ہے، **اللھم العن علیھم و اھلکم کما اھلکت عادا و ثمودا اللھم دمر دیارھم و مزق جمعھم و فارق بین کلھم۔** آمین!

یہ تو اہانت سے متعلق تاریخی حقائق آئے اب آپ کی تعلیمات سے کیسے لوگ پیدا ہوئے مختصراً اس کا بھی تذکرہ پڑھتے چلیے۔

ان ملعون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (العیاذ باللہ) ظالم و جابر جتلانے کی کوشش کی تو آئیں میں آپ کو بتاؤں کہ ظالم کون ہے، خود انگریز یا (العیاذ باللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا، یہ چنگیز اور ہلاکو سے بھی بدتر ظالم ہے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عین جنگ کے موقع پر بھی دشمن پر زیادتی و ظلم کرنے سے روکا ہی نہیں خود عمل کر کے دکھلا دیا، تو ہم صلیبی جنگوں اور عہد نبوی ہوئی جنگوں کا موازنہ کریں اعداد و شمار میں واضح کر دیں گے کہ حقیقت کیا ہے۔

انشاء پرداز ادیب علامہ ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ اپنے مقالے "رحمت و شفقت کا کھربار" تحریر فرماتے ہیں کہ:

"رمضان ۱ھ مارچ ۶۲۳ء سے ۹ھ ۶۳۰ء تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حق و باطل کے درمیان جتنی جھڑپیں یا کشمکش یا جنگیں ہوئیں ان میں مسلمانوں اور مخالفوں کا جانی نقصان زیادہ سے زیادہ ایک ہزار اٹھارہ نکلتا ہے، اور اتنا بے حقیقت نقصان ہے کہ

جب میں نے مختلف احباب سے اس کا ذکر کیا تو انہیں ابتدا میں یقین ہی نہ آیا کہ جو کچھ عرض کیا جا رہا ہے وہ حقیقت ہے، اچھا آپ فرض کر لیں کہ یہ نقصان حقیقت کا صحیح مرقع نہیں اس عدد کو دو گنا یا تگنا کر لیجئے، پھر نقصان زیادہ سے زیادہ تین ہزار جانوں کا ماننا ہوگا۔

یاد رہے کہ اس حساب میں ہم نے غزوات ۔ ۔۔۔ کی نوعیتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے ہر چھڑپ کہ نتائج یکجا کر لیے ہے۔ انھیں آٹھ سال پر پھیلا لیا جائے تو فی سال کے حساب سے پونے چار سو آدمیوں کا نقصان ہوا اور یہ ان جنگوں کا نقصان ہے جنکے نہ رسول اللہ علیہ وسلم خواہاں تھے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی میں پیش دستی کی معاملہ محض پیغام حق کی تبلیغ کا تھا جو صلح دامن کے ساتھ رزم قطع نظر کرتے ہوئے۔ برابر جاری رہا کس طرح اور کیونکر اس کے مفصل حالات ہمیں معلوم نہیں ۔ یہ ہجرت کے آٹھویں سال عرب اندرونی کشمکشیں ختم ہو گئے اور تبلیغ نے پہلے منزل کامیابی سے طے یعنی عرب ذوق درذوق گروہ در گروہ قبیلہ در قبیلہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے جو وجوہ اقدس حق و باطل کی پہلی امتحان گاہ یعنی غزوہ بدر میں صرف تین سو تیرہ جان باز لا سکا تھا وہ تبوک کے جانب روانہ ہوا تو اس کا پرچم حق تیس ہزار سر فروشوں پر لہرا رہا تھا اللہ اور دین کی راہ میں سب کچھ نثار کر دینے والا اتنا بڑا لشکر پہلے عرب کی سرزمین سے نہیں اٹھا۔

کیا حقیقتاً ہزار سوا ہزار یا زیادہ سے تین ہزار جانوں کی نقصان کے ساتھ اتنا عظیم القدر کارنامہ انجام دینے کی کوئی مثال روئے زمین کی سرگزشت کے کسی بھی حصے سے پیش کی جا سکتی ہے اس سرگزشت میں ظہور اسلام سے پیشتر کا دورہ بھی شامل ہے اور بات کا دورہ بھی پھر یہ روشن حقیقت بھی ہر لحظہ سامنے ذہنی چاہیے کے یہ صرف زمین کی تسخیر نہ تھی یہ تخت حکومت اور سریر سلطنت آراستہ کرنے کا معاملہ نہ تھا۔ اس دور میں ایک نئی قوم وجود پزیر ہو چکی تھی کیسی قوم؟ قرآن مجید گواہ ہے: **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر وتؤ منون باللہ۔**

مسلمانو! تمام امتوں میں بہتر امت ہو جو عالم انسانیت کے ارشاد و اصلاح کے لیے ظہور میں آئی۔ تم نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ پر سچا ایمان رکھنے والے ہو۔

(آل عمران:۱۱۰)

ان تین چھوٹے جملوں میں سب کچھ فرما دیا گیا، جو کسی انسانی گروہ کی مدح، ستائش میں کہا جا سکتا تھا۔ اللہ پر ایمان، معروف کا حکم اور منکر کی روک تھام کے بعد کون سی چیز باقی رہ گئی، خواہ اس کا دائرہ

کوئی ہو؟

پھر عربوں کی حالت ظہور اسلام سے پیشتر کیا تھی؟ جنگل کے وحشیوں اور درندوں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے تمام قبیلوں اور گروہوں کے چلن وحشیانہ تھے لوٹ مار کے سوا ان کا کوئی پیشہ نہ تھا۔ ان کی زندگیاں فتنہ وفساد میں کٹتی تھیں۔ دو شخصوں میں معمولی بات پر جھگڑا ہو جاتا تو قبیلوں کے قبیلے اس آگ میں کود پڑتے تھے۔ خواجہ حالی مرحوم کے قول کے مطابق۔

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا　　کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا　　کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہیں روز رہتی تھی تکرار ان میں　　یونہیں چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

قرآن مجید ہی گواہ ہے کہ اس قوم کو جو شیدہ ہائے انسانیت کے اعتبار سے شاید روے زمین کی پست ترین قوم تھی، بلند ترین مسند پر لا بٹھایا اور امامت روے زمین کا منصب سونپ دیا:

وذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم علي شفا حفرة من النار فانقذكم منها (آل عمران:۱۰۳)۔ اللہ نے تمہیں جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کی یاد سے غافل نہ ہو تمہارا حال یہ تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے (لیکن اللہ کے فضل وکرم سے ایسا ہوا کہ) بھائی بھائی بن گئے تمہارا حال تو یہ تھا آگ سے بھری خندق کے کنارے کھڑے تھے (ذرا پاؤں پھسلتا اور شعلوں میں جا گرتے) اللہ نے تمہیں اس خطرناک حالت سے نکالیا۔

والف بين قلوبهم لو انفقت مافي الارض جميعاما الفت بين قلوبهم ولكن الله الف بينهم (انفال:۶۳)۔ اور اللہ ہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں باہم الفت پیدا کردی، گر تو وہ سب کچھ صرف کر ڈالتا جو روے زمین میں ہے۔ جب بھی ان کے دلوں میں باہمی الفت نہ جوڑ سکتا یہ اللہ ہے جس نے ان میں باہمی الفت پیدا کردی۔

اسی مختصر سی مدت میں جس میں تسخیر ارض کی پہلی منزل طے ہوئی، نئی قوم معرض وجود میں آگئی ایک نیا نظام بھی پوری کامیابی سے جاری ہو گیا جو روئے زمین کے انسانوں کی تقدیر پلٹ دینے والا تھا اور کیسی قوم!

سب اسلام کے حکم بردار بندے　　سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفا دار بندے　　یتیموں کے رانڈوں کے غم خوار بندے
وہ کفر وباطل سے بیزار سارے　　نشے میں مئے حق کے سرشار سارے

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے | کہانت کی بنیاد ڈھانے دینے والے
سر احکام دیں پر جھکا دینے والے | خدا کے لیے گھر مٹا دینے والے
ہر آفتیں سینہ سپر کرنے والے | فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے
نہ کھانوں میں تھی واں تکلف کی کلفت | نہ پوشش سے مقصود تھی زیب وزینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک ضرورت | فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا | نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا
خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہباں | نہ تھا عبد وحر میں تفاوت نمایاں
کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی | زمانے میں ماجائی بہنیں ہوں جیسی

اگر تاریخ میں ایسی دوسری قوم کی مثال ہے تو تلاش کر لیجیے اتنے معمولی سے جانی نقصان کی بناء پر جس کی حقیقی مقدور سوا ہزار سے زیادہ تھی، صرف آٹھ نو سال میں یہ سبب کچھ عملی صورت میں دنیا کے سامنے آگیا کیا اس وجود اقدس کے "رحمۃ للعالمین" ہونے میں کسی کو دم بھر کے لیے تأمل ہوسکتا ہے؟ لوگ معجزوں میں کلام کرتے ہیں اس سے زیادہ پر تاثیر اور یقینی طور پر نا قابل انکار معجزہ کون سا ہوسکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے ارشاد:

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے فرمایا:

۱۔ مدینہ منورہ کی شہری مملکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں روزانہ دوسو چوہتر مربع میل کے اوسط وسعت اختیار کرتی گئی۔

۲۔ تقریباً ہندوستان کے برابر وسیع علاقے کی فتح میں دشمن کے بہ مشکل ڈیڑھ سو آدمی قتل ہوئے اور مسلمان فوج کا اس دس سال میں مشکل سے ایک سپاہی ماہانہ شہید ہوتا رہا۔

میں ان اعداد کا معاملہ سمجھ نہیں سکا۔ بعض اعداد معلوم نہیں۔ لیکن جو معلوم ہے، انھیں جمع کر لیا جائے تو ڈیڑھ سو سے یقیناً زیادہ ہوں گے اور کہنا غالباً قرین صحت نہ ہو کہ دس سال تک ہر مہینے مسلمانوں کا صرف ایک سپاہی شہید ہوتا رہا یعنی تمام جنگوں میں کل ایک سو بیس مسلمان شہید ہوئے۔

اعداد سے اختلاف کے باوصف محترم ڈاکٹر صاحب کے اس ارشاد کی تائید وحمایت میں ایک لمحے کے لیے بھی تامل نہیں ہوسکتا کہ انسانی خون کی عزت جس پیمانے پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، وہ تاریخ عالم میں بے نظیر ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ:

یہاں تقابل مقصود نہیں، کیونکہ تقابل بہ ہر حال کسی نہ کسی مناسبت کی بناء پر کیا جاسکتا ہے اور یہاں مناسبت کا ملاً ناپید ہے۔ ہاں، عبرت کی غرض سے کچھ اعداد وشماران قوموں اور حکومتوں کے پیش کیے جاتے ہیں، جو بہ زعم خویش تہذیب وشائستگی کے سدرۃ المنتہیٰ پر بیٹھے ہیں۔ دوسری عالم جنگ کے ابتدائی دور میں انگریزوں کو اپنی اور فرانسیسیوں کی فوجیں ڈنکرک سے نکالنی پڑی تھیں تو آدمیوں کو بچالانا مقدم قرار دے دیا گیا اور بھاری سامان جنگ مشینوں میں ڈھالا جاسکتا ہے لیکن آدمی مشینوں میں نہیں ڈھالے جاسکتے۔ تاہم آپ خوب پہچان کرلیں کہ مہذب یورپ نے باہمی جنگوں میں اور خصوصیت سے ان جنگوں میں جو ایشیائی اور افریقی خطوں میں کی گئیں، انسانی خون کو پانی سے بڑھ کر ارزاں بنائے رکھا یا نہیں اور یہ سلسلہ مشرق وسطی یا ہند چلینی میں آج بھی انتہائی بے پروائی سے جاری ہے۔ گویا وہاں انسان نہیں بستے جن کے خون کا احترام اہل مغرب میں سے کسی کے لیے قابل توجہ ہو۔

مرقع عبرت:

آپ نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخواستہ جنگوں کے اعداد ملاحظہ فرمائے، جنہیں زیادہ سے زیادہ بڑھا کر بھی آٹھ نو سال میں تین ہزار تک پہنچا جاسکتا ہے۔ اب داعیان تہذیب کی رزم آرائیوں کا پورا مرقع نہیں، بل کہ اس کی صرف چند جھلکیاں دیکھ لیجئے: اب اسی سالہ جنگ؛ ۱۶۱۸ء سے ۱۶۴۸ تک تیس سال جاری رہی ،جس میں جرمنی، فرانس، آسٹریا، سویڈن وغیرہ نے حصہ لیا۔ اس میں صرف جرمنی کے ایک کروڑ بیس لاکھ آدمی مارے گئے۔

۲۔ امریکی خانہ جنگی ۱۸۶۵ تک جاری رہی۔ اس میں ایک فریق شمالی ریاستیں اور دوسرا فریق جنوبی ریاستیں تھیں اور جنگ کا سبب غلامی کا مسئلہ تھا، اس میں تین لاکھ آدمی شمالی ریاستوں کے اور پانچ لاکھ جنوبی ریاستوں کے مارے گئے، چوہتر کروڑ پونڈ خرچ ہوئے، اس رقم سے دنیا بھر کے غلام قطرہ خون بہائے بغیر کرائے جاسکتے تھے۔

امریکہ میں غلامی قانوناً ختم ہو چکا ہے، لیکن اس کی تمام نعمتیں آج بھی وہاں کروہ ترین صورت میں موجود ہیں۔

۳۔ پہلی عالمی جنگ میں ایک کروڑ آدمی مارے گئے تھے اور دو کروڑ مجروح ہوے تھے، خدا

جانے ان میں سے کتنے لولے لنگڑے، اندھے اور اپاہج ہوے اور کتنوں نے ہسپتالوں میں جا نیں دیں۔ پھر اس جنگ ہی سے انفلوئنزا شروع ہوا، جس میں مزید ایک کروڑ آدمی مر گیئے۔ ایک انسا نیت دوست صاحب علم کا اندازہ ہے کہ اس جنگ پر اسی ارب پونڈ خرچ ہوے۔ اس رقم سے فرانس اور بلجیم کی نہ صرف زمین بل کہ ہر چیز پانچ پانچ مرتبہ خریدی جا سکتی تھی۔

(Book of Facts:615)

دوسری عالمی جنگ:

۴۔ دوسری عالمی جنگ کے صرف مقتولین کی فہرست پر ایک نظر ڈال لیجیے:

چین	۱۳۱۰۲۲۴	(تیرہ لاکھ دس ہزار دو سو چوبیس)
فرانسی	۲۰۰۰۰	(بیس ہزار)
جرمنی	۶۳۰۰۰۰	(چھ لاکھ تیس ہزار)
صرف فضائی بمباری	۵۰۰۰۰	(پچاس ہزار)
جاپان	۵۳۵۷۹۵	(پانچ لاکھ پینتیس ہزار سات سو پچانوے)
بم باری سے	۲۴۱۳۰۹	(دو لاکھ اکتالیس ہزار تین سو نو)
یونان	۴۱۵۰۰۰	(چار لاکھ پندرہ ہزار)
برطانیہ	۳۵۳۶۵۲	(تین لاکھ ترپن ہزار چھ سو باون)

ان اعداد کی میزان قریباً ایک کروڑ بنتی ہے لیکن ان میں بہت سے جنگ کے مقتولین شامل نہیں مثلاً چیکوسلواکیا، پولینڈ، روس، فن لینڈ، یوگوسلافیا، بلغاریا، ناروے، ڈنمارک، ہالینڈ، اٹلی مختلف ملکوں کے ان گروہوں کا جانی نقصان معلوم نہ ہوسکا، جنھیں ہٹلر کی فوجیں جبری مزدوری کے لیے جرمنی لے گئیں تھیں۔ اور جنگ کے اختتام تک وہ لوگ واپس نہ ہو سکے یہ تمام اعداد جمع کیے جائیں تو دوسری عالمی جنگ کا نقصان دو ۲ کروڑ افراد سے بھی بڑھ جائے گا۔

آتش ریز اور آتش خیز بموں سے شہر، قصبے، کارخانے، کھیتیاں، زمینیں، گاؤں، بندرگاہیں، بجلی، اور پانی کے مرکز جس طرح تباہ ہوئے ان کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ ہیروشیما اور ناگاساگی نے ایٹمی بموں سے جو قیامت برپا ہوئی اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔

ربانی سیاست اور شیطانی سیاست:

رحمۃ للعالمین ربانی سیاست پر کاربند تھے اور اسی سیاست کو اولاً آدم کا دائمی مسلک

بنا دینے کا پیغام پہنچا گئے اور جو اعداد او پر پیش ہو چکے ہیں اور ان گروہ، جماعتوں اور قوموں کے کارنامے ہیں، جنہیں ربانی سیاسی سے دور کا بھی واسطہ نہیں، ان کا مدار شیطانی سیاست ہے، ربانی سیاست کا پورا ربانی صفات کے مرکز پر گھوم رہا ہے جس میں رحمت شفقت رافت کارفرما ہوتی ہے انسانوں کی مادّی اور معنوی تربیت صحیح اصول پر کی جاتی ہے۔شیطانی سیاست عالمِ انسانیت کے لیے شدید طوفان برق وباریا نہایت خوفناک بھونچال کی حیثیت رکھتی ہے جس کے جزوی مظاہرے جا بجا ہوتے رہے ہیں اس کا نتیجہ تخریب در تخریب اور باعدام در باعدام کے سوا کچھ نہیں سوچئے کہ اگر نوعِ بشر کے ہوش وحواس سلامت ہیں تو وہ کسی سیاست کو اپنی بہتری اور بہبودی کے لیے چنے گی، وہ سیاست جسے تھوڑی مہلت مل جائے وہ روئے زمین کے خطوں کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالے اور انسانوں کی عظیم صفوں کی مہلتِ حیات آب اور خون کے طوفانوں میں ڈبو دے انسانیت کی بہتری صرف ربانی سیاست میں ہے جیسے عرب کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں لے کر نکلی تو جہاں پہنچی تاریکیوں میں اجالا کر دیا "صلح وامن" اور "محبت ومواخات" کے سلسلے قائم کر دئے اور انسانوں میں حبّ باری تعالی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور انسانیت کی حب کی لگن پیدا کر دی آج حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے کرڑوں ماننے والے موجود ہیں مگر کہیں کوئی ایسا منظر نہیں ملتا جو قلب وروح کے لیے وجہ اطمینان یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذات بابرکات سے انتصاب کے پیشِ نظر زیبا ہو۔

نہ داغ تازہ لے کر ، نہ زخم کہنہ مے خارد بودہ

یارب دلے کہ ایں صورت بے جاں نمی خواہم

پڑھ لیا ہوگا آپ نے جائزہ، اللہ علامہ ابوالکلام آزاد پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرما، اس اسلامی بطل عظیم نے کتنا واضح اور جاندار تجزیہ پیش کیا۔

یہ تو خونی معرکہ پر تجزیہ ہوا، اب اگر علمی معرکہ پر تجزیہ کیا جاوے تب بھی تعلیمات نبوی کے حاملین اخلاق حمیدہ سے مزین اور اخلاق رذیلہ سے صاف وشفاف نظر آئیں گے، جب کہ مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کا حال بالکل اس کے برعکس ہوگا۔

درسگاہ نبوت کے فیض یافتہ حضرات صحابہ کی زندگی کا مطالعہ کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ سراپا انسانی فلاح وبہبود کی فکر میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے، وہ صلح اور آشتی ، امن وسلامتی کو تمام امور پر مقدم رکھتے تھے کیا آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی کا مطالعہ نہیں کیا؟ جب انہوں نے اپنے فوجی کمانڈروں کے نام خطوط ارسال کیے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا حتی الامکان مکان صلح کی کوشش کی جائے اور اگر صلح نہ ہو سکے تو قتال کے دوران عورتوں اور بچوں اسی طرح

کمزوروں اور ضعیفوں، بوڑھوں سے تعرض نہ کیا جائے نہ کھیتی کو نقصان پہنچایا جائے نہ مکانات کو، اسی طرح آپ خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی کا مطالعہ کیجئے جو عدل و انصاف میں بے مثال تھے امن وسلامی کے اتنے پاسدار تھے کہ جب نصاری نے بیت المقدس کی صلح میں یہ شرط عائد کی کہ ہم خلیفہ کے ہاتھ میں اس کنجی کو تھمائیں گے تو باوجود طاقت وقوت اور غلبہ کے خود اتنا لمبا سفر کر کے وہاں پہنچے ورنہ یہ کہہ سکتے تھے کہ کنجی دینا ہو تو ہمارے کمانڈر کو دیدو میں کوئی فرصت میں نہیں؟ کہ اتنا طویل سفر کروں، مگر قربان جائیے ایسا نہیں کیا اور امن وسلامتی کے خاطر خود طویل سفر طے کر کے وہاں پہنچے اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لے لیجئے باوجود بلوائیوں کو قتل کرنے کی قدرت کے ان سے تعرض نہ کیا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کے بارے میں کیا وصیتیں کی باوجود آپ کو شدید زخم زدہ کرنے کے۔ میں آپ کو کتنے صحابہ کے واقعات اور اخلاق حسنہ بتلاؤں اس کے لیے تو صفحات کے صفحات بھی ناکافی ہے، اسی لیے ایک انگریز کہتا ہے کہ میں نے سو عظیم انسانوں کے حالات پر کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر جب میں نے سیرتِ مصطفیٰ اور بیشتر صحابۂ مصطفیٰ کے کارنامے کا الگ سے مطالعہ کیا، تو میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا کیوں کہ اصحاب محمد میں ہی ایسے عظیم عظیم انسان پائے جاتے ہیں کہ سو کے بعد بھی باقی ان میں عظماء کی لمبی قطار باقی رہ جاتی۔ اسی طرح ایک انگریز نے کہا کہ اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا بڑا معجزہ ہے کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت پر کسی دوسرے معجزہ کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ تو صحابہ کی اخلاقی صورت حال تھی رہ گئی علمی صورت حال تو آپ بخوبی جانتے ہوں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جتنے اختلافات ہوئے ابوبکر نے اپنی علمی صلاحیت کے بلبوتے پر تمام کو حل کر دیا حضرت عمر وعثمان وعلی کے دور میں جتنے بھی نئے مسائل درپیش ہوئے ان سب کو اپنی علمی صلاحیتوں سے حل کیا، پھر حضرت عبداللہ ابن مسعودگ، عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن زبیر، معاویہ ابن ابی سفیان، حضرت ابوہریرہ، ابوموسیٰ اشعری، معاذ ابن جبل، حضرت ابوسعید خدری، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہم۔ یہ تو وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست کسب فیض کیا پھر بعد میں آنے والوں میں جو آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا ان کی بھی ایک لمبی فہرست ہے آپ کی تعلیمات کی برکت سے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ، امام ابن حزم ظاہریؒ، امام اوزاعیؒ، امام طبریؒ، امام ابولیثؒ، امام شعبیؒ، امام حمادؒ، امام ابراہیم نخعیؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام ابن ابی لیلیٰؒ، امام سعید ابن المسیبؒ، امام قاسم ابن محمدؒ، امام عبیداللہ ابن عبداللہ ابن مسعودؒ، امام

حارثہ ابن زید ابن ثابتؒ، امام عروہ ابن زبیر ابن العوامؒ، امام مزنیؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام طحاویؒ، امام عبدالرحمٰن ابن القاسمؒ، امام اسد ابن فراتؒ جیسے فقہاء پیدا کیے۔ اسی طرح امام یحیٰ بن معینؒ، امام یحیٰ القطانؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ، امام ترمذیؒ، امام ابن ماجہؒ، امام عبدالرزاقؒ، امام خزیمہؒ، امام ابن حیانؒ، امام ابن ابی شیبہؒ، امام حاکم نیشاپوریؒ، امام علی ابن المدینیؒ، امام مکی ابن ابراہیمؒ، امام حمیدؒ، امام ابن حجر عسقلانیؒ، امام بدرالدین عینیؒ، امام علی قاریؒ، امام شاطبیؒ، امام اسماعیل ابن کثیر ابن شہاب زہریؒ جیسے محدثین پیدا کیے۔ اسی طرح جنید بغدادیؒ، امام شبلیؒ، امام عبدالقادر جیلانیؒ، امام منصور حلاجؒ، امام عطارؒ، معین الدین اجمیریؒ، امام مجدد الف ثانی سرہندیؒ، امام نظام الدین اولیاؒ جیسے صوفیاء پیدا کیے۔ اسی طرح امام طاؤسؒ، امام عکرمہؒ، امام مجاہدؒ، امام ضحاکؒ، امام ابن کثیرؒ، امام رازیؒ، امام طبریؒ، امام آلوسیؒ، امام بغویؒ، امام عبدالعزیز دہلویؒ، امام شبیر احمد عثمانیؒ، امام عبدالماجد دریابادیؒ جیسے مفسرین پیدا کیے، اامام رومیؒ، امام ابوحامد غزالیؒ، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، امام ابن القیم الجوزیؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام اشرف علی تھانویؒ جیسے شریعت کے اسرار ورموز کو جاننے والے پیدا کیے علامہ اقبال عارف باللہ، اکبر الہ آبادی شوقی جیسے شعراء پیدا ہوئے، فارابی، بوعلی سینا، طوسی، خوازمی، رازی، غرناطی جیسے اطباء پیدا کیے غرض یہ چند مثالیں مشت از خروارے کے پیش کی گئی ان میں سے ایک بھی آپ زانی، غدار، دھوکہ باز، قاتل، چور، ڈاکو نہیں ملے گا۔ وللہ الحمد علی ذالک۔

اب رہ گیا مغربی تعلیم کے حاملین کا تذکرہ تو آیئے ان کے بھی نام شمار کرتے جائیں اور ان کے اخلاق وکردار پر نظر ڈالتے جائیں، لارڈ میکالے، ڈارون نپولین، لینن، مسولینی، ہٹلر، نیوٹن، اسپنسر، جولیس سریز، کلیسن بٹن، ٹونی بلیر، بش، گورباچوف، گولڈ زہر، اسمتھ، برکشتریر، تاری، بنسی، راڈسر، شیلیڈون امیوز، شاخت، دومی نی، سپر نگر، بل کلنٹن وغیرہ وغیرہ جیسے مکار، فریبی، خونخوار، ظالم، جابر، زانی عیاش، آوارہ، جھوٹے، اور شریر پیدا کیے، ان میں ایک بھی شرافت کا حامل نہیں یہ ہے موازاہ۔ گویا وہ کارٹون جو تم نے بنائے تمہاری اپنی طبیعت کی عکاس اور آئینہ دار ہے، یہ ہمارے رسول کی تصویر نہیں تمہاری اپنی تصویر تو اس سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔

اب آیئے میں آپ حضرات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حسن وجمال سے آشنا کروں تو تو میرے پیارے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ ایسا نہیں جیسا ان کم بختوں نے اور مردوں نے کارٹونوں میں بنایا یعنی پراگندہ حال بڑی بڑی مونچھیں طویل داڑھی وہ بھی منتشر اور بکھری ہوئی ایک دیہاتی کے مانند نعوذ باللہ من ذالک یہ ہمارے نبی کی تصویر نہیں تمہاری تصویر ہے اس لیے کہ

بڑی بڑی مونچھیں چھوڑ کر فخر کرنا ہمارا نہیں تمہارا شیوہ ہے، تو آیئے اب ہم جمال مصطفیٰ کا دیدار کرتے ہیں۔

حقیقت کروں گا بیان دوستو! چاہے کٹ جائے میری زبان دوستو!
جس زمیں پر نبوت کی توہین ہو گر پڑے نہ کہیں آسمان دوستو!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان شہید ملت اسلامیہ عاشق رسول وصّاف حبیب کبریاء حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات بیان کی:

"دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں جو اللہ کو مانتا ہو اور اللہ کے حبیب کو نہ مانے جس کے چہرے قسم قرآن نے کھائی۔ جس کے چہرہ کو قرآن نے والضحیٰ کہا، جس کے زلفوں کو لیل کہا، جس کے دانتوں کو یٰس، کہا جس کے سینے کو الم نشرح کہا جس کے اخلاق کو انک لعلی خلق عظیم کہا، جس کی چادر کو یاایھا المدثر کہا جس کی کمبل یا ایھا المزمل کہا جس کی آنکھوں کو ماز غ البصر و ماطغی کہا جس کے آنے کو لقد جاء کم رسول من انفسکم کہا جس کی رحمت کو و ماارسلناک إلا رحمۃ للعالمین کہا جس کی ہمہ گیری کو و ماأرسلناک إلا کافۃ للناس کہا جس کی حیثیت کو بشیر کہا نذیر کہا جس کی عظمت کو سراجا منیرا کہا جس کو کبھی رؤف کہا کبھی رحیم کہا۔

یہ تو ایک رسول کے عاشق زار کا عاشقانہ کلام جس سے معلوم ہوا کہ قرآن جیسی عظیم المرتبت کتاب میں آپ کی ایک ایک ادا ہی نہیں کسی نہ کسی بہانے آپ کے عضو تک کا ذکر موجود ہے اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت ظاہر وباطن ہر اعتبار سے کامل مکمل تھی۔

جمال حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم:

امام ترمذی نے اپنے سند متصل کے ساتھ حضرت براء ابن عاذب رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ذکر کی جس میں حضرت براء ابن عاذب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارکہ کو بیان کیا، فرماتے ہیں:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے آپ کا سینہ مبارک وسیع تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال گنجان تھے جس کی درازی کان کی لو تک تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ دھاری دار کپڑا زیب تن کیا ہوا تھا، میں نے آپ سے زیادہ حسین کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ براء ابن عاذب ؓ کی

اس بات کو حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ شاعرِ رسول اللہ نے ان الفاظ میں بیان کیا:

احسن منک لم تر قط عینی
و اجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرأ من کل عیب
کأنک قد خلقت کما تشاء

امام طبریؒ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کو اپنی مایاناز تصنیف "سیرۃ سید البشر" میں ذکر ہیں کا ترجمہ حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ نے کیا ہے، جو مختصر اور اتنا جاندار ہے کہ خود بخود پڑھتے ہوئے آنکھوں میں آنسوں کی سری بندھ جاتی ہے تو آئیے ہم اسی کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور حلیہ مبارک وغیرہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد لوگوں میں تھے، نہ زیادہ دراز تھے، نہ ایسے پست قامت تھے کہ کوئی آنکھ آپ کی طرف سے اعراض کر کے دوسری کے طرف راغب ہو، بل کہ آپ متوسط قد والے تھے، دونوں کندھوں کے درمیان کا رنگ سفید تھا جس میں سرخی جھلکتی تھی، بعض نے کہا ہے کہ: اس میں بجائے سرخی کے سنہرا پن تھا، خالص سفید چونے کی طرح نہیں تھا، نہ بالکل گندمی تھا جس میں سانولا پن ہو۔ بال مبارک گھونگھریالے تھے، جب دراز ہوتے تو کانوں کی لو تک پہنچ جاتے، جب قصیر ہوتے تو کانوں کے نصف تک رہتے، سفیدی سر اور ریش مبارک میں بیس بالوں تک بھی نہیں پہنچی تھی۔ گردن مبارک گویا چمکدار صاف خوشنما چاندی یا ہاتھی دانت کی مورت تھی، چہرۂ انور روشن تھا چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، تمام اعضاء نہایت معتدل اور مناسب تھے، سر مبارک اچھا بڑا تھا، بال گنجان تھے، سر کے بال اڑے نہیں تھے، چہرہ مبارک دبلا نہیں ہوا تھا، بل کہ ہمیشہ تر و تازہ اور بارونق رہا۔

آنکھوں کی سیاہی نہایت عمدہ اور تیز تھی، مژگان دراز تھیں، آواز میں قوت اور گرج تھی، گردن میں خوشنما درازی تھی، ریش مبارک گنجان تھی۔

خاموشی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وقار طاری رہتا تھا، تکلم فرماتے رونق اور نور کا غلبہ ہو جاتا، دور سے دیکھو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بارونق اور جمیل۔ نزدیک سے دیکھو تو سب زیادہ شیریں اور حسین، بات میں رس اور مٹھاس تھی، بات بہت زود فہم درمیانہ درجہ کی

اور صاف ہوتی تھی، نہ بالکل مختصر نہ زیادہ لمبی، الفاظ گویا کہ بیش بہا موتی ہیں جو ایک ایک کر کے پروئے ہوئے ہیں۔

پیشانی مبارک کشادہ، ابرو گنجان کشیدہ باریک، لیکن دونوں ابرو ملے ہوئے نہیں تھے، بل کہ ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کی حالت میں ابھر آتی تھی۔ ناک بلندی مائل تھی، اس پر ایک شعلہ نما چمک تھی، اول وہلہ میں دیکھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ آپ کی ناک ہی اتنی اونچی ہے۔

آنکھ کی پتلی خوب سیاہ تھی، دہن مبارک کشادہ تھا، دندان مبارک آبدار تھے، سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی، سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی جیسے تلوار کی دھار، سینہ اور شکم مبارک پر اس کے علاوہ بال نہیں تھے، کندھوں اور بازوؤں پر بال تھے۔

آپ جسیم تھے، اور بدن گھٹا ہوا تھا، آپ کا سینہ اور شکم دونوں ہموار تھے، چکنا اور صاف تھا، جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط تھیں، جسم مبارک کا کھلا ہوا حصہ چمکدار تھا، سینہ فراخ تھا، کلائیاں دراز تھی، ہتھیلی کشادہ، ہاتھ اور پیر خوب گوشت سے پر تھے، انگلیاں اچھی لمبی تھی، قد مبارک بالکل سیدھا تھا، تلوے گہرے تھے، قدم چکنے اور صاف تھے، جن پر پانی کا کوئی قطرہ نہیں ٹھہرتا تھا، چلتے وقت قدم قوت سے اٹھاتے اور کسی قدر آگے کو جھوک کر تیزی اور نرمی سے چلتے تھے، چلتے وقت ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہیں، کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے جسم سے متوجہ ہوتے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جیسے مسہری کی گھنڈی ہو یا کبوتری کا بیضاء ہو، اس کا رنگ جسم مبارک ہی جیسا تھا، اس پر تل تھے، پسینہ مبارک ایسا تھا جیسے موتی، پسینہ مبارک کی خوشبو مشکِ اذفر کی خوشبوں سے زیادہ نفیس تھا، آپ کے اوصاف بیان کرنے والا کہتا تھا کہ: میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا شخص نہیں دیکھا، صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حلہ حمراء پہنے ہوئے دیکھا تو آپ سے زیادہ حسین میں نے کوئی شئ کبھی نہیں دیکھی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی لا سے زیادہ نرم نہ کسی ریشم کو مس کیا نہ دیباج کو، اور آپ کی خوشبوں سے عمدہ کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی، اور انہیں سے روایت ہی کہ: حضرت ابوبکرؓ جب آپ کو دیکھتے تو فرمایا کرتے تھے:

أمین مصطفے بالخیر یدعو

کضوء البدر زایله الظلام

ترجمہ: آپ امانت دار ہیں، چنیدہ ہیں، خیر کی دعوت دیتے ہیں، جیسے چودھویں رات کے چاند کی

روشنی سے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں. حضرت ابوھریرہ سے مروی ہے کہ. حضرت عمرؓ، زھیر بن أبی سلمیٰ کا یہ شعر:

لو كنت من شئى سوى البشر

كنت مضيء ليـــلة البـــدر

ترجمہ: اگر آپ بشر کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتے، بو چودھویں رات کو روشن کرنے والے ہوتے، پھر حضرت عمرؓ اور ان کے ہم مجلس کہتے کہ: یہ شان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی، کسی اور کی نہیں تھی، آپ کی شان میں آپ کے چچا ابوطالب کہتے ہیں:

و أبيض يستسقىٰ الغمام بوجهه

ثمال اليتامىٰ عصـــمةٌ للأرامـل

يطيف به الهلاک من آل هاشم

فهم عنده في نعمـــة و فضائل

مـيزان حق لا يخيس شعـــيرة

و وزان عدل وزنه غـــير عائل

ترجمہ: آپ خوشنما سفید رنگ والے ہیں، آپ کی برکتوں سے پانی طلب کیا جاتا ہے، آپ یتیموں پر رحم کرنے والے اور بیواؤں کی حفاظت کرنے والے ہیں، آل ہاشم کے ہلاک ہونے والے لوگ آپ کے پاس آ کر ٹھہرتے ہیں، تو وہ آپ کے پاس خوش عیشی اور فضائل میں ہیں، آپ حق کی ترازو ہیں، ایک جو کی بھی کمی نہیں کرتے، اور انصاف کے ساتھ وزن کرنے والے ہیں، آپ کا وزن کرنا ذرا بھی زیادتی نہیں کرتا، صلى الله عليه وعلى آله وازواجه وصحبه وسلم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ معنویہ:

جس میں صحابہ کے ساتھ اخلاق کریمانہ گذران، خود اپنے متعلق اور صحابہ کے ساتھ برتاؤ، آپ کے بیٹھنے، عبادت کرنے، سونے، بات چیت کرنے، ہنسنے، کھانے پینے، لباس، خوشبو، سرمہ، کنگھا کرنے، مسواک کرنے، حجامت، خوش طبعی فرمانے کا ذکر ہے۔

حضرت عائشہ سے آپؐ کے خلق کے متعلق دریافت کیا گیا؟ تو جواب آپ کا خلق قرآن (پر عمل) تھا، جس سے قرآن ناراض اس سے آپ ناراض، جس سے قرآن راضی اس سے آپ راضی۔ آپ کا غصہ اور انتقام اپنے نفس کی خاطر نہیں ہوتا تھا، لیکن اللہ کے حرام کی ہوئی چیزوں کی

ہتک ہوتی تو آپ اللہ کے لیے انتقام لیتے اور غصہ فرماتے، اور جب آپ غصہ فرماتے تو کوئی تاب نہیں لاسکتا تھا۔

آپ کا سینہ مبارک سب سے زیادہ سخت اور گھمسان کی لڑائی کے وقت ہم آپ کی پناہ میں اپنا بچاؤ تلاش کیا کرتے تھے۔

سب سے زیادہ سخی اور جواد تھے کبھی آپ نے سوال کے جواب میں "لا" نہیں فرمایا، جود وسخا کا زیادہ زور ماہ رمضان المبارک میں ہوتا تھا۔ دینار و درہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ میں رات کو گذارہ نہیں کر سکتے تھے، اگر کبھی کچھ بچ گیا اور لینے والا نہیں مل سکا اور اسی حالت میں رات ہوگئی، تو آپ شب باشی کے لیے دولت خانہ پر تشریف نہیں لاتے تھے۔ جب تک وہ بچا ہوا کسی حاجت مند کو دے کر فارغ البال نہ ہو جاتے۔

جو کچھ اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرماتے آپ اس میں صرف (سال بھر کے خرچ کے لیے) اتنی مقدار رکھ لیتے جو آپ کے لیے انتہائی ضرورت کی حالت میں کفایت کرتی، وہ بھی بہت معمولی درجہ کی چیز جیسے کھجور اور جو، اور باقی سب کا سب اللہ کی راہ میں صرف فرماتے، اور اپنی ذات کے لیے بطور ذخیرہ کچھ بھی نہ رکھتے تھے، پھر اپنے اہل کی بقدر حاجت روزی میں سے بھی ایثار فرماتے، حتیٰ کہ بسا اوقات سال بھر گذرنے سے بھی پہلے ہی پہلے وہ ختم ہو کر احتیاج ہو جاتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سچے، سب سے زیادہ پابند عہد، باوفا، سب سے زیادہ نرم طبیعت تھے، آپ کا قبیلہ سب سے زیادہ با کرامت تھا (۳) آپ مخدوم ومطاع تھے کہ خدام خدمت کے متمنی اور اطاعت کے لیے بسر وچشم حاضر تھے۔

آپ ترش رو سخت مزاج نہیں تھے۔ آپ عظیم القدر اور معظم تھے، سب سے زیادہ حلیم تھے۔ پردہ نشین کنواری سے زیادہ باحیا تھے، کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے نیچی نگاہ رکھتے تھے، نظر مبارک زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی، آسمان کی طرف کم اٹھتی تھی، عامۃً گوشہ چشم سے جلدی سے دیکھنے کی عادت تھی۔

سب سے زیادہ متواضع، منکسر المزاج تھے، غنی، فقیر، شریف، ادنیٰ، حر، عبد، جو بھی دعوت پیش کرتا قبول فرما لیتے، فتح مکہ کے روز جب حضرت ابوبکرؓ اپنے والد کو قبول اسلام کے واسطے خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئے، تو ارشاد فرمایا کہ: " ان بڑے میاں کو کیوں تکلیف دی! ان کو وہیں رہنے دیتے، میں خود ان کے مکان پر ان کے پاس چلا جاتا" جواب میں عرض کیا کہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت کے

بھی زیادہ مستحق ہیں۔

آپ سب سے زیادہ رحم فرمانے والے تھے، پانی کا برتن ﷺ بلّی کے لیے جھکا دیتے تھے، جب تک وہ سیراب نہ ہو جائے برتن ہٹاتے نہ تھے، عین نماز کی حالت میں کسی بچہ کی رونے آواز سنتے، اور اس کی ماں آپ کے پیچھے نماز میں ہوتی، تو آپ ﷺ نماز میں تخفیف فرما دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ عفیف تھے، اپنی منکوحہ، محرم، باندی کے علاوہ کسی عورت کو دست مبارک نے نہیں چھوا۔

اپنے اصحاب کا اکرام کرنے میں آپ سب سے بڑھے ہوئے تھے، کبھی کسی مجلس میں آپ کو کسی کی طرف پیر پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا گیا، جب ان کے لیے جگہ میں تنگی ہو جاتی، تو آپ (سکڑ کر) ان کے لیے گنجائش نکال لیتے، آپ کے گھٹنے کبھی کسی ہم نشین کے گھٹنے سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جو شخص اچانک آپ کو دیکھتا، تو غیر معمولی وقار کی وجہ سے ہیبت زدہ ہو جاتا، اور جو شخص میل جول کر کے آپ سے ربط پیدا کرتا، تو انتہائی کمالات ظاہرہ و باطنہ کی وجہ سے آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

آپ کے رفقاء آپ کی صحبت میں آپ کے ارد گرد جمع رہتے تھے اگر آپ کچھ فرماتے تو سب سننے کے لیے خاموش ہو جاتے، اگر کوئی حکم دیتے تو سب تعمیل کے لیے پھرتی کرتے۔ آپ اپنے اصحاب کو چلتے وقت آگے بڑھا کر خود پیچھے ہو جاتے، جو بھی ملتا آپ ابتداء بالسلام فرماتے۔

فرمایا کرتے تھے کہ میری تعریف میں مبالغہ مت کرو، جیسا کہ حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں نصاری نے مبالغہ کیا، میں صرف بندہ ہوں لہذا مجھے اللہ کا بندہ ہی کہا کرو، آپ جس قدر اپنے گھر والوں کے خاطر تجمل فرماتے، تو اصحاب کے خاطر اسے زیادہ تجمل فرماتے، اور ارشاد فرمایا کرتے کہ "اللہ پاک اپنے بندے کی اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ جب اپنے بھائیوں سے ملاقات کے لیے نکلے، تو لباس وغیرہ ٹھیک کر کے تجمل کے ساتھ نکلتے"۔

ذ آپ نے اصحاب سے بے فکر اور بے خبر نہ رہتے، بل کہ انکو دیکھ بھال کرتے، اور ان کے حالات کی خیر و خبر دریافت فرمایا کرتے تھے، بیمار کی عیادت کرتے، مسافر کے لیے غائبانہ دعا فرماتے، مرنے والے پر انا للہ پڑھ کر دعا فرماتے، اور جس کو یہ خیال ہوتا کہ آپ جی میں اس سے کچھ ناراض ہیں، تو آپ خود فرماتے کہ:

"شاید فلاں شخص کسی بات کی وجہ سے ہم سے ناراض ہے، یا ہمارا قصور دیکھا ہے، چلو اس کے پاس ہو کر آئیں پھر آپ اس کے مکان پر تشریف لاتے آپ کبھی صحابہ کے باغوں میں تشریف

لے جاتے اور جو شخص وہاں آپ کی ضیافت کرتا تو کچھ نوش بھی فرما لیتے“۔

آپ اہل عزت و شرف سے الفت رکھتے، اور اہل علم و فضل کا اکرام فرماتے تھے، اور پیشانی پر بل کسی سے بھی ناراض ہو کر نہیں ڈالتے تھے، اور درشتی و سخت گیری کا برتاو کسی کے ساتھ بھی نہیں کرتے تھے، بغیر پیشگی احسان کے کسی کی ثناء و تعریف کو قبول نہیں کرتے تھے، عذر خواں کے عذر کو قبول کر لیتے تھے، حق کے معاملہ میں آپ کے نزدیک، قوی ضعیف قریب، بعید سب یکساں تھے۔

آپ کسی کو اپنے پیچھے چلنے کے اجازت نہیں دیتے تھے، بل کہ اس کو بھی اپنے ساتھ سوار کر لیتے تھے، ”یہ جگہ ملائکہ کے لیے چھوڑ دو“ اور بحالت سواری کسی کو اپنے ہم رکاب پیدل چلنے کی بھی اجازت نہیں دیتے تھے، بل کہ اس کو بھی اپنے ساتھ سوار کر لیتے تھے، اگر وہ انکار کرتا تو فرماتے کہ: ”جہاں جانا ہو مجھ سے آگے چلے جاؤ“۔

قُبا تشریف لے جانے کے لیے ننگی کمرِ حمار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، اور حضرت ابو ہریرہؓ آپ کے ساتھ تھے، تو ارشاد فرمایا کہ: ”اچھا آجاؤ، تم بھی سوار ہو جاؤ“ حضرت ابو ہریرہؓ میں کافی وزن تھا، چڑھنے کے لیے اچھلے مگر نہیں چڑھ سکے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لپٹ گئے، جس سے دونوں گرے، پھر سوار ہوئے اور فرمایا کہ: ”ابو ہریرہؓ! تمہیں بھی سوار کر لوں؟“ عرض کیا، جیسے رائے عالی ہو، فرمایا کہ ”اچھا چڑھ جاؤ“ وہ نہیں چڑھ سکے بل کہ حضور کے ساتھ لے کر گرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سوار کرنے کے لیے پوچھا؟ تو ابو ہریرہؓ نے عرض کیا کہ، اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، کہ تیسری دفعہ میں آپ کو نہیں گراؤں گا، لہٰذا اب سوار نہیں ہوتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے باندیاں غلام بھی تھے، مگر آپ لباس و طعام میں ان سے برتر ہو کر نہیں رہا کرتے تھے، اور جو بھی آپ کی خدمت کرتا آپ بھی اس کی خدمت فرماتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تقریباً دس برس آپ کی حدمت کی، خدا کی قسم سفر حضر جہاں بھی مجھے خدمت کا موقعہ ملا ہے تو جس قدر میں نے آپ کی خدمت کی آپ نے اس سے زیادہ میری خدمت کی ہے، اور مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا، اور جو کام بھی میں نے کر لیا اس پر بھی نہیں فرمایا کہ، ایسا کیوں کیا؟ اور جو کام میں نے نہیں کیا اس پر کبھی نہیں فرمایا کہ فلاں کام کیوں نہیں کیا؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے ایک بکری پکانے کی تجویز ہوئی، ایک شخص نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے، دوسرا بولا کہ اس کی کھال کھینچنا میرے ذمہ تیسرے نے

کہا اس کا پکانا میرے ذمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکڑیاں اکھٹا کرنا میرے ذمہ آپ کے رفقاء نے عرض کیا کہ حضور یہ بھی ہم ہی آپ کی طرف سے کرلیں گے آپ نے فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہے کہ تم میری طرف سے کرلوگے، لیکن مجھے یہ بات ناگوار ہے، میں اپنے رفیقوں سے امتیازی شان میں رہوں اور اللہ پاک کو بھی ناپسند ہے اپنے بندے کی یہ بات کہ وہ اپنے رفیقوں سے امتیازی شان میں رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور خود لکڑیاں جمع فرمائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں نماز کے لیے اترے اور مصلے کی طرف بڑھے پھر لوٹے، عرض کیا گیا کہ کہاں کا ارادہ فرمالیا ہے ارشاد فرمایا کہ اپنی اونٹنی کو باندھتا ہوں، عرض کیا کہ اتنے سے کام کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہے، ہم خدام ہی اس کو باندھ دیں گے، ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی دوسرے لوگوں سے مدد طلب نہ کرے، اگرچہ مسواک توڑنے میں ہو"۔

ایک روز آپ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھجوریں نوش فرمارہے تھے، کہ صہیبؓ آشوب چشم کی وجہ سے ایک آنکھ کو ڈھانکے ہوئے آگئے، سلام کر کے کھجوروں کی طرف جھکے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "آنکھ تو دکھ رہی ہے اور شیرینی کھاتے ہو؟" عرض کیا کہ: یارسول اللہ! اپنی اچھی آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں، اس پر حضور کو ہنسی آگئی۔ ایک روز رطب نوش فرمارہے تھے، کہ حضرت علیؓ آگئے، ان کی آنکھ دکھ رہی تھی، وہ بھی کھانے کے لیے قریب ہوگئے، ارشاد فرمایا کہ: آشوب چشم کی حالت میں بھی شیرینی کھاؤگے؟" وہ پیچھے ہٹ کر ایک طرف جا بیٹھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہے تھے، آپ نے ان کی طرف کھجور پھینک دی، پھر ایک اور پھر ایک، اور اسی طرح سات کھجوریں پھینکیں فرمایا کہ: "تم کو کافی ہیں، جو کھجور طاق عدد کے موافق کھائی جائے وہ مضر نہیں"۔

ایک دفعہ حضرت ام سلمہؓ نے ثرید کا ایک پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃ بھیجا، جب کہ آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف فرما تھے، حضرت عائشہ نے اس پھینک کر توڑ دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پیالہ میں اکٹھا کرنے لگے: "تمہاری ماں کو غیرت آگئی غیرت آگئی"۔

ایک دفعہ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو قصہ سنایا، ایک نے ان سے کہا کہ: یہ ایسی بات ہے جیسی خرافہ کی بات! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " جانتی بھی ہو خرافہ کیا تھا؟ خرافہ قبیلۂ عذرہ کا آدمی تھا، زمانہ جاہلیت میں جنات نے اسے قید کرلیا تھا، وہ زمانۂ دراز تک ان میں رہا، پھر وہ اسے انسانوں میں چھوڑ گئے تھے، اور جو کچھ عجائبات اس نے وہاں دیکھے تھے وہ

لوگوں سے بیان کیا کرتا، تو لوگ کہا کرتے کہ: یہ تو خرافہ کی بات ہے"۔

جب آپ دولت خانہ میں تشریف لے جاتے تو وہاں کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرما دیتے، ایک حصہ اللہ کی عبادت کے لیے، ایک حصہ: اپنے نفس کے لیے، ایک حصہ: اپنے اہل کے لیے، پھر جو حصہ اپنے نفس کے لیے تجویز فرماتے، اس کو اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے، اور خواص کے ذریعہ سے اس وقت میں عوام کی حاجات پوری فرماتے۔

جو وقت آپ نے امت کے لیے تجویز فرمایا تھا، اس میں آپ کا طریقہ یہ تھا کہ: (ان آنے والوں میں) اہل فضل کو (حاضری کی اجازت میں) ترجیح دیتے تھے، اور جس قدر دین کے اعتبار سے کسی کو فضیلت ہوتی اسی قدر اس پر وقت بھی زیادہ صرف فرماتے، کسی کی ایک حاجت، کسی کے دو، کسی کی زائد، آپ ان میں لگے رہتے، اور دیگر صحابہ کو بھی مشغول فرما لیتے، اور حوائج پورا کرنے کی ہدایت دیتے، اور تدبیریں بیان فرماتے رہتے، اور ارشاد فرماتے کہ: "جو حاضر ہے وہ غائب تک پہنچا دے، اور ایسے لوگوں کی حاجات مجھ تک پہنچا دو جو خود نہیں پہنچا سکتے، تو اللہ پاک قیامت کے روز اس کو ثابت قدم رکھیں گے" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی قسم کی چیزوں کا ذکر ہوتا تھا" اور اس کے علاوہ دوسری باتیں وہاں قبول نہ ہوتی تھیں۔

لوگ طلبِ علم کے لیے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے، اور ایک عجیب ذوق لے کر نکلتے، دوسروں کے لیے دلیلِ خیر اور ہادی بن کر نکلتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں الفت پیدا فرماتے تھے، نفرت سے بچاتے تھے، قوم کے ہر کریم کا اکرام فرماتے، اور اسی کو ان پر والی بناتے تھے، قوم کے بہترین افراد کو آپ سے زیادہ قرب ہوتا تھا، آپ کے نزدیک افضل وہ تھا عام خیر خواہی اور نصیحت کرتا، آپ کے نزدیک بڑا رتبہ اس کا تھا جو مواساۃ اور بہتر طریق پر کرتا۔

آپ کی نشست خواست بغیر ذکر الہی کے نہیں ہوتی تھی، جب آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو کنارۂ مجلس ہی بیٹھ جاتے، صدرِ مقام پر پہنچنے کی کوشش نہ فرماتے، اور آپ کے حسنِ معاشرہ کی بنا پر ہر شریکِ مجلس یہ سمجھتا تھا کہ میرا اکرام سب سے زیادہ فرمایا ہے۔

جب کوئی شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہو بیٹھتا، تو جب تک وہ خود نہ اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ اٹھتے، لا یہ کہ کوئی جلدی کا کام درپیش ہو، ت اس سے اجازت لیتے، کسی سے کوئی ایسا برتاؤ نا فرماتے جو اس کے لیے باعثِ گرانی ہوں۔

کبھی کسی خادم کو نہیں مارا، نہ کسی عورت کو مارا، بل کہ کسی کو بھی علاوہ جہاد کے نہیں مارا۔

آپ صلہ رحمی فرماتے، مگر اس سے افضل واعلیٰ پر ترجیح نہیں دیتے۔
برائی کا بدلہ بھی برائی سے نہ دیتے، بل کہ معاف اور درگزر فرماتے تھے۔
بیماروں کی عیادت فرماتے، مساکین سے محبت اور مجالست رکھتے تھے، ان کے جنازوں میں شریک ہوتے، کسی کو فقر کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے، کسی بادشاہ سے بادشاہت کی بنا پر مرعوب نہیں ہوتے تھے۔
نعمتِ خداوندی کی تعظیم فرماتے تھے، اگرچہ وہ کم ہو اور کسی طرح اس کی مذمت روادار نہیں تھے۔
پڑوسی کے حق کی حفاظت فرماتے، مہمان کا اکرام کرتے، اور اکرام کی خاطر اپنی چادر اس کے لیے بچھا دیتے جس مرضعہ نے آپ کو دودھ پلایا تھا ایک روز وہ آ گئی تو آپ نے اپنی چادر اس کے لیے بچھائی اور مرحبا کہہ کر، اس پر اس کو بٹھایا۔
سب سے زیادہ تبسم فرماتے، اور سب سے زیادہ بشاش اور ہنس مکھ رہتے حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم متواصل الاحزان دائم الفکر تھے، آپ جو وقت بھی گذرتا، اللہ کے کسی عمل میں گذرتا، یا اپنی حوائج ضروریہ میں یا اپنے اہل کی ضروریات میں۔ جب بھی آپ کو دو چیز کو اختیار دیا گیا تو آپ نے امت پر شفقت و رحم کی خاطر ہلکی اور آسان چیز کو اختیار فرمایا البتہ قطع رحمی سے حد درجہ اجتناب فرمایا۔
آپ اپنی جوتی خود گانٹھ لیتے اور اپنے کپڑے میں پیوند بھی خود ہی لگا لیتے گھر کے معمولی چھوٹے کام بھی کر لیتے گوشت بھی سب کے ساتھ بیٹھ کر کاٹ لیتے تھے گھوڑے خچر گدھے پر سوار بھی ہو جاتے، اپنے پیچھے اور کو بھی بٹھا لیتے، اپنے گھوڑے کا منہ اپنی آستین اور چادر کے پلے سے پونچھ لیتے۔ لاٹھی پر ٹیک لگاتے اور ارشاد فرماتے کہ: "لاٹھی پر ٹیک لگانا اخلاقِ انبیاء میں سے ہے"، بکریاں بھی چراتے اور فرماتے کہ: "ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں"۔
نبوت عطا ہونے کے بعد آپ نے اپنا عقیقہ بھی کیا، اور اپنے گھر کے کسی بچہ کے عقیقہ کو ترک نہیں کیا، پیدائش سے ساتویں روز بچے کا سر مونڈتے اور اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنے کو فرمایا کرتے تھے۔
فال نیک کو آپ پسند فرماتے تھے، اور بد فالی کو ناپسند اور ارشاد فرماتے کہ،، ہم میں سے ہر شخص اپنے جی میں بد فالی کا اثر پاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اس کو کھو دیتے ہیں۔
جب آپ کو کوئی پسندیدہ چیز پیش آتی تو فرماتے: الحمد لله رب العلمين اور جب ناگوار چیز

پیش آتی تو فرماتے:"الحمدالله علی کل حال"۔

اور جب کھانا بعد فراغت آپ کے سامنے سے اٹھایا جاتا ہے، تو فرماتے: الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا مسلمین، اور یہ فرمانا بھی منقول ہے: "الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه غير مُكفٰی و لا مودعٍ ولا مستغنًی عنه ربّنا"۔

جب آپ کو چھینک آتی، تو آواز پست فرماتے، اور ہاتھ یا کپڑے سے چہرۂ مبارک کو چھپالیتے، اور "الحمد اللہ" فرماتے۔

آپ کی نشست اکثر قبلہ رو ہوتی، اور جب مجلس میں تشریف رکھتے تو دونوں گھٹنے کھڑے کر کے اس طرح بیٹھتے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ میں ڈال کر گویاں رانوں میں اور گھٹنوں کو باندھ دیا ہے، ذکر زیادہ کرتے، بے فائدہ بات نہ فرماتے، نماز طویل اور خطبہ مختصر فرماتے، ایک ایک مجلس میں سو سو مرتبہ استغفار پڑھتے۔ شروع شب میں سو جاتے، پھر آخیر شب میں قیام فرماتے، پھر وتر پڑھتے، اور اپنے بستر پر تشریف لاتے، پھر جب اذان سنتے فوراً اٹھتے، اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے، ورنہ وضو کر کے نماز کے لیے تشریف لے جاتے، نماز نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھتے اور کبھی بیٹھ کر بھی پڑھی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے اکثر بیٹھ کر نماز پڑھی ہے۔ اور آپ کے اندرون سے نمار کی حالت میں رونے کی وجہ سے ایسی آواز سنائی دیتی تھی، جیسی ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز۔

پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے، اور یومِ عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ رکھتے اور جمعہ کو کم افطار فرماتے، اور آپ کے روزوں کے کثرت شعبان میں ہوتی تھی۔

آپ کی آنکھیں سویا کرتی تھی اور قلب مبارک انتظار وحی میں جاگتا رہتا تھا، سوتے وقت سانس کی آواز ہوتی تھی، خراٹے نہیں لیتے تھے، جب خواب میں ناگوار چیز دیکھتے تو فرماتے: "هو الله لاشريک له"۔ جب سونے کے لیے لیٹتے تو داہنی ہتھیلی رخسار کے نیچے رکھتے اور پڑھتے "رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک" اور یہ بھی پڑھتے: "اللهم باسمک اموت احیا" اور جب بیدار ہوتے تو پڑھتے: "الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیه النشور"۔

جب گفتگو فرماتے تو نہایت واضح کلام فرماتے، یہاں تک کہ پاس بیٹھنے والا اس کو یاد کر لیتا، اور بات کو تین دفعہ فرماتے تاکہ پورے طور پر سمجھ میں آجائے، زبان مبارک کو محفوظ رکھتے، بلا حاجت کلام نہ کرتے اور کلام فرماتے تو جوامع الکلم فرماتے، آپ کا کلام فصل ہوتا تھا، جس میں نہ

مقصود سے زیادتی ہوتی نہ کمی، کبھی بطور مثال کے کوئی شعر بھی پڑھتے، یہ شعر بھی پڑھتے:

☆وَیَاْتِیکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ☆

ترجمہ: عنقریب ظاہر کردے گا تیرے زمانہ اگر تو جاہل ہے، اور لے وہ شخص جس کو تو نے توشہ نہیں دیا۔

اس کے علاوہ اور بھی شعر آپ نے پڑھا ہے۔

آپ کی ہنسی عام طور پر مسکراہٹ کی صورت سے ہوتی تھی، اور کسی عجیب چیز کی وجہ سے آپ کو ہنسی بھی آگئی اور دندان مبارک ظاہر ہو گئے، مگر کھل کھلا کر قہقہ کی طرح آپ نہیں ہنستے تھے۔

کبھی کسی کھانے کا آپ نے عیب نہیں بیان فرمایا، رغبت ہوئی تو نوش فرمالیا، ورنہ نہیں۔ آپ تکیہ لگا کر کھانا نوش نہیں فرماتے تھے، نہ خوان پر نوش فرماتے تھے، کسی مباح (جائز) چیز سے بلا وجہ انکار نہ فرماتے تھے، ہدیہ نوش فرماتے اس کی مکافات (بدلہ دینا) فرماتے، صدقہ نوش نہیں فرماتے تھے، کھانے پینے میں کوئی خاص اہتمام نہیں فرماتے، جو مل جاتا نوش فرمالیتے، کھجور مل جاتی وہی نوش فرمالیتے، روٹی ملتی، گوشت ملتا، وہی نوش فرمالیتے، دودھ ملتا تو اسی پر اکتفا فرمالیتے، چپاتی تو وفات تک نوش نہیں فرمائی۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نوش نہیں فرمائی، آپ کے گھر والوں پر مہینہ اور دو مہینہ کا عرصہ گذر جاتا اور آپ کے کسی گھر میں آگ تک جلنے کی نوبت نہ آتی، ان کا گذران کھجور اور پانی پر تھا۔

بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے، حالانکہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا فرمائیں، مگر آپ نے ان کے قبول کرنے انکار کردیا، اور ان کے مقابلہ میں آخرت کو اختیار فرمایا۔

آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لاتے تو دریافت فرماتے کہ: "کچھ کھانے کو ہے؟" وہ عرض کرتیں کہ: کچھ نہیں، تو آپ فرماتے کہ: "اچھا میرا روزہ ہے" ایک روز تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! ہمارے پاس تو ایک ہدیہ آیا ہے، آپ نے فرمایا کہ: "کیا ہے" عرض کیا کہ حَیس (کھجور، ستو، اور گھی سے تیار شدہ ایک قسم کا کھانا) ہے، ارشاد فرمایا کہ: "میں تو روزہ کی نیت کرلی تھی" حضرت عائشہ فرماتی ہیں: پھر آپ نے نوش فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی سرکہ سے بھی نوش فرمائی، اور فرمایا: "سرکہ بڑا اچھا سالن ہے"۔ آپ نے مرغی اور تیتر کا گوشت بھی نوش فرمایا، لوکی رغبت سے نوش فرماتے تھے، بکری کا بونگ

(بکری کے دست گوشت) کا گوشت بھی مرغوب تھا، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: بہترین گوشت، کمر کا گوشت ہے"۔ارشاد فرمایا کہ:

"روغن زیتون کھاؤ اور اسے مالش میں بھی استعمال کرو یہ شجرۂ مبارکہ سے نکلا ہے"۔

آپ کو کمر چن بھی مرغوب تھی، آپ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے اور ان کو چاٹ بھی لیتے۔

حضرت سلمی رضی اللہ عنہا زوجہ ابی رافع سے روایت ہے کہ حضرت حسن اور ابن عباس اور ابن جعفر (رضی اللہ عنہم) ان کے پاس آئے اور فرمائش کی کہ: ہمارے لیے ایسا کھانا تیار کرو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا اور خوش ہو کر اسے نوش فرمایا کرتے تھے، وہ کہنے لگیں کہ: بیٹھو، وہ کھانا آج ہمیں مرغوب نہیں۔انہوں نے کہا کہ: نہیں ضرور تیار کرو، چناں چہ وہ اٹھی اور جو پیس کر ہانڈی میں ڈالدئے اور اوپر سے کچھ روغن زیتون ڈال دیا، اور سیاہ مرچ اور لونگ کوٹ کر اس پر چھڑک دی، اور سامنے لاکر رکھ دیا، اور کہا: یہ کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا اور خوش ہو کر نوش فرمایا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی خشک کھجور سے نوش فرمادی، اور فرمایا: "یہ (یعنی کھجور) اس کا سالن ہے" اور تربوز تر کھجور سے اور ککڑی تر کھجور سے اور ہارہ مکھن سے، اور آپ کو شیرنی و شہد مرغوب تھا۔

آپ پانی بیٹھ کر پیا کرتے، اور بسا اوقات کھڑے ہو کر پیا اور آپ پینے کے درمیان پانی کے برتن کو تین بار منہ سے جدا کر کے سانس لیتے اور جب چاہتے کہ بچا ہوا پانی صحابہ کو عنایت فرما دے، تو اپنی داہنی جانب سے ابتدا فرماتے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا اور ارشاد فرمایا: "جب اللہ کسی کو کوئی کھانا عطاء فرمادے تو اس طرح دعا فرمائے: اللھم بارک لنا فیہ واطعمنا خیرا منہ، اور جس کو اللہ تعالی دودھ پیلائے وہ اس طرح دعا کرے: اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ، اور فرمایا کہ: دودھ کے علاوہ کوئی چیز کھانے اور پینے دونوں کے قائم مقام نہیں ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صوف کا لباس بھی استعمال فرماتے، اور پیوند لگی ہوئی جوتی بھی پہن لیتے تھے لباس میں کوئی خاص اہتمام نہیں فرماتے، جومل جاتا پہن لیتے، کبھی پرانی چھوٹی چادر، کبھی یمانی سبز سرخ چادر، کبھی صوف کا جبہ، سبتیہ (سبتی جوتہ: بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتہ) جوتہ پہنتے تھے، اور اسی میں وضو بھی کر لیتے آپ کے جوتوں میں جو تسمے تھے، پہلا وہ شخص جس نے جوتے میں گرہ لگائی حضرت عثمانؓ ہیں یمنی چادر آپ کو زیادہ پسند تھی جس میں سفید سرخی ہوتی تھی

کپڑوں میں کرتہ زیادہ پسند تھا۔

جب کوئی نیا کپڑا استعمال فرماتے تو اس کا نام: عمامہ یا کرتہ یا چادر، یہ دعا پڑھتے: **اللھم لک الحمد کما البستہ، اسألک خیرہ و خیر ما صنع لہ، و أعوذ بک من شرہ و شر ما صنع لہ۔**

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز دھاری کا کپڑا بھی پسند تھا، آپ کو یہ بات بھی پسند تھی کہ آپ کے کرتہ کی گھنڈی (گریبان کا بٹن)، کھلی رہے، کبھی محض صوف کا کمبل آپ نے اوڑھا اور اس میں نماز پڑھی' اور لنگی باندھ کر بغیر کسی دوسرے کپڑے کے آپ نے نماز پڑھی، اور لنگی اس طرح باندھی کہ اس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان باندھ لیے۔

عمامہ کے نیچے آپ ٹوپی بھی پہنتے، اور کبھی صرف ٹوپی پہنتے بغیر عمامہ کے، اور کبھی صرف عمامہ استعمال کرتے بغیر ٹوپی کے۔ لڑائی کے موقعہ پر کانوں والی ٹوپی استعمال فرماتے، کبھی اس ٹوپی کو اتار کر سامنے رکھتے اور سترہ بنا کر نماز پڑھتے' کبھی بلا ٹوپی بلا عمامہ بلا چادر پیدل چل کر مدینہ منورہ کے آخری حصہ تک جا کر بیماروں کی عیادت کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے اور شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑتے تھے' حضرت علیؓ فرماتے ہیں میرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ باندھا اور اس کا شملہ میرے کندھوں پر چھوڑا، اور فرمایا کہ (عمامہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فرق کرنے والا ہے"۔ جمعہ کے روز آپ عمامہ باندھتے اور سرخ دھاری والی چادر اوڑھتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی پہنتے، اور اس کا نگ بھی چاندی کا تھا اس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا، یہ انگوٹھی داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں ہوتی تھی کبھی بائیں ہاتھ میں بھی پہنتے تھے، اس کا نگ ہتھیلی کی طرف ہوتا تھا۔

آپ کو خوشبو مرغوب تھی، بدبو سے نفرت تھی، فرمایا کرتے تھے کہ: "اللہ تعالی نے میری لذت عورتوں اور خوشبو میں رکھ دی ہے، اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں بنا دی"۔ غالیہ اور مشک کی خوشبو استعمال فرمایا کرتے، حتی کہ اس کی چمک سر مبارک میں مانگ کی جگہ محسوس ہوا کرتی تھی، عود بھی سلگایا کرتے اور اس پر کافور بھی ڈالتے تھے، شب تاریک میں خوشبو کی مہک کی وجہ سے پہچان لیے جاتے تھے۔

اِثمد کا سرمہ استعمال فرمایا کرتے تھے ہر شب تین تین سلائی ہر آنکھ میں لگاتے، کبھی تین داہنی آنکھ میں اور دو بائی میں، روزہ کی حالت میں بھی سرمہ لگایا ہے، اور فرمایا کرتے تھے کہ اثمد کا

سرمہ لگایا کرو، وہ بینائی کو جلا دیتا ہے اور بالوں کو اگاتا ہے"۔ سر اور ریش مبارک میں تیل کثرت سے لگاتے، اور کنگھا تیسرے روز کرتے، کنگھا کرنے، جوتا پہننے، پاکی حاصل کرنے بل کہ تمام کام دائنی جانب سے شروع کرنے کی کو پسند فرماتے۔

آئینہ بھی دیکھا کرتے، کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں پیالہ میں پانی رکھا ہوتا تو اس میں دیکھ کر بالوں کو درست فرماں لیتے۔ سفر میں یہ چیزیں ہمیشہ ساتھ رہتی تھیں: تیل کی شیشی، سرمہ دانی، آئینہ، کنگھا قینچی، مسواک، سوئی، تاگہ۔ اپنے کپڑے بھی سی لیتے اور اپنی جوتی بھی گانٹھ لیتے۔ اراک کے مسواک کرتے، جب نیند سے اٹھتے تو دہن مبارک کو مسواک سے صاف کرتے، رات میں تین مرتبہ مسواک کرتے: سونے سے پہلے، سوکر، اٹھ کر، نماز فجر کیے لیے نکلتے وقت۔

دونوں کندھوں کے درمیان (اور گردن کی دونوں جانب) دو رگوں میں آپ نے پچھنے بھی لگوائے (فاسد خون نکلوانا) بحالتِ احرام پشت پا پر، موضع مَلَل (مدینہ طیبہ سے ۲۸ رمیل دور مکہ معظمہ کے راستہ پر ایک جگہ) میں بھی پچھنے لگوائے ہیں، ۱۷/۱۹/۲۱/ تاریخ کو پچھنے لگواتے تھے۔

آپ خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے مگر بات سچی ہی فرمایا کرتے ایک روز ام سلیم کے پاس تشریف لائے ان کا ایک بیٹا ابوطلحہ سے تھا، اس کا نغیر (نُغیر ایک قسم کا چھوٹا پرندہ) مر گیا تھا، آپ نے فرمایا:

یا أباعمیر! مافعل النغیر؟ اے ابوعمیر! کیا کیا لال چڑیا نے؟

ایک عورت خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ مجھے سواری کے لیے ایک اونٹ دے دیجئے، فرمایا کہ: "اونٹنی کا بچہ تجھکو سواری کے لیے دوں گا" اس نے کہا کہ: وہ تو مجھے اٹھا بھی نہیں سکے گا! آپ فرمایا کہ: "میں تجھے سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ ہی دوں گا" (اس نے کہا: وہ تو مجھے اٹھا بھی نہیں سکے گا! پھر لوگوں نے اسے کہا کہ: اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے)۔

ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ: حضور! میرا خاوند بیمار ہے اور آپ کی زیارت کو تڑپ رہا ہے، آپ نے فرمایا کہ: "تیرا شوہر وہی ہے نا جس کی آنکھ میں سفیدی ہے!"۔ عورت واپس آئی اور شوہر کی آنکھ کھول کر دیکھنے لگی، شوہر نے پوچھا: کیا دیکھتی ہے؟ اس نے کہا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے شوہر کی آنکھ میں سفیدی ہے، اس پر شوہر نے کہا کہ: ناس گئی! سفیدی تو سب کی آنکھ میں ہوتی ہے۔

ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت

میں بھیجیے، ارشاد فرمایا: ''اے امّ فلاں! جنت بوڑھی عورتوں کی جگہ نہیں وہاں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی، وہ عورت روتی ہوئی واپس ہونے لگی، تو ارشاد فرمایا کہ: ''اسے کہہ دو یہ بڑھاپے کی حالت میں جنت نہیں جائے گی، اللہ پاک نے فرمایا کہ: ہم نے ان کو نئی پیدائش عطا کی، اور ان کو کنواری محبوبہ ہم عمر بنادیا ہے اصحاب یمین کے لیے''۔ (سورۂ واقعہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دفعہ دوڑی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر مار کر فرمایا کہ: ''یہ اس کا بدل کا بدل ہوگیا،، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف لاتے ایک شخص کی پشت کی طرف سے، جس کا نام زاہر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت فرماتے تھے، آپؐ نے دونوں ہاتھ اس کی دونوں آنکھوں پر رکھ لیے اور اس نے نہیں پہچانا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: کوئی ہے جو اس غلام کو خرید لے؟'' وہ اپنی کمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے لگا اور کہنے لگا کہ: حضور، آپ مجھے نکما (سستا اور کم قیمت) پائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لیکن تو اپنے خدا کے نزدیک تو نکما نہیں ہے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین کو بچوں کے ساتھ گلی میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے تو حضرت حسینؓ ادھر ادھر بھاگنے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہنساتے تھے یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا، اور ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا، دوسرا ان کے سر کے اوپر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ پاس تشریف لے جاتے، اور لڑکیاں ان کے پاس کھیلتی ہوتیں، جب وہ آپ کو دیکھتیں تو ادھر ادھر متفرق (جدا جدا ہو جاتیں) ہو جاتیں، پھر آپ ان کو گھیر کر ان کے پاس بھیجتے۔

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گڑیوں سے کھیل رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''عائشہ کیا ہے؟'' کہنے لگیں کہ: یہ حضرت سلیمانؑ بن داودؑ کا گھوڑا ہے، آپ کو ہنسی آ گئی اور دروازہ کا رُخ کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جھپٹیں اور آپ کو لپٹ گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حمیرا کیا بات؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی میری اگلی پچھلی سب خطائیں معاف فرمادے آپؐ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس طرح کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگی، اور دعا کی: ''اللھم اغفر لعائشة بنت أبي بكر مغفرة ظاهرة و باطنة لا تغادر ذنبا و لا تكسب بعدها خطية و لا اثما '' اور ارشاد فرمایا: ''عائشہ خوش ہوگئی؟'' عرض کیا: جی ہاں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا،

آپؐ نے فرمایا کہ: ''اس پاک ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے، میں نے اس دعا کے ساتھ تجھے خاص نہیں کیا اپنی امت میں سے، بل کہ میری تو رات دن اپنی امت کے لیے یہ دعا ھے، گزشتہ لوگوں کے لیے بھی، موجودہ کے لیے بھی، آئندہ قیامت تک آنے والوں کے لیے بھی، میں ان کے لیے دعا کرتا ہوں اور فرشتے میری دعا پر (آمین) کہتے''۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور سید المرسلین تھے، اللہ پاک نے آپ کو علم الاولین عطا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب کا تمام عالم میں کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔

صلى الله عليه وسلم وعلى آله واصحابه اجمعين

صلوة دائمة الى يوم الدين ، آمين ۔

یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارکہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ و کریمہ رب ذوالجلال کی قسم اس زمین کے اور اس نیلگوں آسمان کے سایہ میں آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر آج تک بل کہ قیامت تک نہ کوئی آپ کا سا حسین پیدا ہوا ہے اور نہ پیدا ہوگا اور نہ آپ کا سا خلیق ہی سراپا اخلاق حمیدہ کا مجسم نہ پیدا ہوا اور نہ ہوگا ان بد باطنوں کے پروپیگنڈے سے کیا ہوگا قرآن اعلان کر چکا ہے: **انا كفيناک المستهزئين** کہیں قرآن نے کہا'' **فسيكفيكهم الله** '' اللہ ضرور ان مردودوں سے نمٹے گا اور انہیں دنیا اور آخرت مین عذاب الیم سے دوچار کرے گا اور قرآن کوئی انسانی کتاب نہیں بل کہ آسمانی اور خدائی کتاب ہے جب اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت لے لی تو اب کیا باقی رہ گیا اور جب اللہ وعدہ کر چکا تو'' **ان الله لا تخلف الميعاد** '' اس میں شک کی گنجائش ہی نہ رہی قرآن چونکہ ایسی ذات کی کتاب ہے جو **علام الغيوب** اور **عنده مفاتيح الغيب** کی حامل صفات ذات کے طرف سے نازل ہوا لہذا اللہ اپنے علم غیب کی بنیاد پر پہلے مسلمانوں کو اہل کتاب و مشرکین جانب دیں کے بارے میں کثرت دل آزار کا معاملہ در پیش ہونے کا اعلان کر دیا اور وہ سچ ثابت ہوا قرآن نے اعلان کیا: **لتبلون فى اموالكم و انفسكم ولتسمعن من الذين اوتوا لكتاب من قبلكم ومن الذين اشركوا اذا كثيرا**۔ کہ تم اہل کتاب و مشرکین سے کثرت سے دل آزاری کی باتیں سنتے رہو گے اور یہ سب کچھ ہو ہی رہا ہے مگر اللہ کا بڑا احسان و شکر ہے ہمارے مسلمان بھائیوں نے اپنے زندہ ہونے کا ثبوت اس موقعہ پر فراہم کیا اور ڈٹ کر اس کے خلاف سینہ سپر ہو چکے ہیں امید ہے کہ امت میں اس واقعہ سے ایک انقلاب برپا ہوگا علامہ اقبال نے بالکل ٹھیک کہا ؎

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے

اللہ ہم دست بدعاہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے عشق کو ہمارے رگ وریشے میں سرایت کردے اور ہم آپ کے طریقے اور نام پہ اپنا سب کچھ مٹا دینے کو سعادت اور نیک بختی سمجھیں ایسی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں اس شعر کا سچا مصداق بنا دیں جو علامہ حسین احمد رحمت اللہ علیہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا فرمائیں۔

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر　　سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابو ذرؓ　　ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبۂ بلالیؓ

اور نبی کا ایسا عشق عطا کر جیسا ظفر علی خاں نے کہا۔

دیار یثرب میں گھومتا ہوں　　نبی کی دہلیز چومتا ہوں
شراب عشق پی کر جھومتا رہوں　　رہے سلامت پلانے والا

اے اللہ ہمیں وہ عشق عطا کر جو شیخ الہند کو عطا کیا شیخ عشق میں مست ہو کر جنت کو خطاب کر کے کہتے تھے۔

تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں　　میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت　　میرے دل میں حضور رہتے ہیں

اب میں کہاں کہاں تک جمال مصطفیٰ اخلاق مجتبیٰ عشاق مرتضی کی مدح خوانی کو بیان کروں اب میں ان اشعار پر اپنے قلم کو بادل ناخواستہ روکتا جو ایک عربی شاعر نے چالیس ہزار اشعار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہنے کے بعد کہے اور ایک اردو شاعر نے اس کا ترجمہ کیا شاعر کہتا ہے۔

تھکی ہے فکر رساں ، مدح باقی ہے　　قلم ہے آبلہ پا ، مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا ، مدح باقی ہے　　اور عمر تمام لکھا ، مدح باقی ہے

"اللھم صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم"

تاریخ ۲۲/۲/۱۴۲۷ھ

یہ شمع جلتی رہے گی

مولانا اسلم صاحب شیخوپوری

بلاشبہ یہ اتنا بڑا حادثہ ہے کہ اگر اس کے غم میں سورج سیاہ چادر اوڑھ لے چاند پر تاریکی چھا جائے ستاروں کی قندیلیں بجھ جائیں، آسمان ٹوٹ پڑے اور زمین کا سینہ شق ہو جائے تو بجا ہے۔ توہین کی گئی ہے اس عظیم شخصیت کی جس کو جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا مذاق اڑایا گیا اس معلمِ انسانیت کا جس نے زندگی بھر کسی مذہبی پیشوا تو کیا خون کے پیاسوں کا بھی مذاق نہیں اڑایا، بازاری انداز میں خاکے بنائے گئے ہیں، اس فخرِ انسانیت نے جس کے لائے ہوئے مذہب میں ایسا شخص مسلمان نہیں ہو سکتا جو کسی بھی نبی کی توہین کرتا ہو یا اس کے دل میں کسی پیغمبر کے بارے میں کدورت ہو اس ناروا حرکت پر صومالیہ تک عراق اور شام سے پاکستان و ہندوستان تک احتجاج کی شدید لہر اٹھی ہے، جلوس نکل رہے ہیں، نعرے گونج رہے ہیں، گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مصنوعات کا بائیکاٹ ہو رہا ہے، سینے شق ہو رہے ہیں، آنکھیں ابل رہی ہیں۔ عشاق کی کمی نہیں جو ناموسِ رسالت پر سب کچھ قربان کر دینا چاہتے ہیں ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ کیا کریں۔ تڑپ سکتے ہیں سو تڑپ رہے ہیں، بے بسی کے آنسوں بہا سکتے ہیں سو بہا رہے ہیں، یہ سب کچھ ہونا ہی تھا سو ہو رہا ہے۔ مسلمان کتنا گیا گزرا ہی سہی اس کے دل کے کسی نہ کسی کونے میں حبیبِ خدا کی محبت کا چراغ جل رہا ہوتا ہے، اس کی لو مدھم ہی سہی مگر وہ روشن ضرور ہوتا ہے۔ مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کے نقل کردہ درج ذیل واقعہ سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ ”اختر شیرانی اردو کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔ لاہور کے عرب ہوٹل میں ایک دفعہ کمیونسٹ نوجوانوں نے، جو بلا کے ذہن تھے، اختر شیرانی سے مختلف موضوعات پر بحث چھیڑ دی، اس وقت تک وہ دو بوتلیں چڑھا چکے تھے اور ہوش قائم نہ تھے، تمام بدن پر رعشہ طاری تھا حتی کہ الفاظ بھی ٹوٹ ٹوٹ کر زبان سے نکل رہے تھے، ادھر 'انا' کا شروع سے یہ عالم تھا کہ اپنے سوا کسی کو نہیں مانتے تھے جانے کیا سوال زیرِ بحث تھا، فرمایا: ”مسلمانوں میں تین شخص ایسے پیدا ہوئے ہیں جو ہر اعتبار سے جینئس بھی ہیں اور کامل الفن بھی، پہلے ابو الفضل، دوسرے اسد اللہ غالب تیسرے ابو الکلام آزاد“ شاعر وہ شاذ ہی کسی کو مانتے تھے، ہم

عصر شعرا میں جو واقعی شاعر تھا اسے بھی اپنے سے بارے میں سوال کیا طرح دیئے گئے۔ ''جوش'' کے متعلق پوچھا، کہا وہ ناظم ہے، ''سردار جعفری'' کا نام لیا، مسکرائے ''فراق'' کا ذکر چھیڑا، ہوں ہاں کرکے چپ ہوگئے، ساحر لدھیانوی کی بات کی، سامنے بیٹھا تھا، کہا مشق کرنے دو۔ ''ظہیر کشمیری'' کے بارے میں کہا نام سنا ہے۔ ''احمد ندیم قاسمی؟'' ارشاد ہوا ''میرا شاگرد ہے۔'' نوجوانوں نے دیکھا کہ ترقی پسند تحریک ہی کے منکر ہیں تو بحث کا رخ پھیر دیا۔ ''حضرت! فلاں پیغمبر کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، نشہ میں چور تھے، زبان پر قابو نہیں تھا لیکن چونک کر کہا کیا بکتے ہو؟ ادب وانشا یا پھر شعر و شاعری کی بات کرو کسی نے فوراً ہی افلاطون کی طرف رخ موڑ دیا.... ان کے مکالمات کی بابت کیا خیال ہے؟ ارسطو اور سقراط کے بارے میں سوال کیا مگر اس وقت اپنے موڈ میں تھے فرمایا'' اجی یہ پوچھو کہ ہم کون ہیں؟ یہ ارسطو افلاطون یا سقراط آج ہوتے تو ہمارے حلقے میں بیٹھتے ہمیں ان سے کیا کہ ان کے بارے میں رائے دیتے پھریں'' اس لڑکھڑائی ہوئی آواز سے فائدہ اٹھا کر ایک ظالم قسم کے کمیونسٹ نے سوال کیا'' آپ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اللہ، اللہ! ایک شرابی جیسے کوئی برق تڑپی ہو، بلور کا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا....... ''بدبخت! ایک عاصی سے سوال کرتا ہے، ایک سیاہ رو سے پوچھتا ہے ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے''؟ تمام جسم کانپ رہا تھا، ایکا ایکی رونا شروع کیا، گھگھی بندھ گئی ...... ''ایسی حالت میں تم نے یہ نام کیوں لیا تمہیں جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ! بے ادب'' با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار..'' اس شریر سوال پر توبہ کرو، تمہارا خبثِ باطن سمجھتا ہوں، خود قہر و غضب کی تصویر ہوگئے، اس نوجوان کا حال یہ تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اس نے بات کو موڑنا چاہا مگر اختر کہاں سنتے تھے۔ اسے اٹھوا دیا، پھر خود اٹھ کر چلے گئے، تمام رات روتے رہے، کہتے تھے: یہ لوگ اتنے نڈر ہوگئے ہیں کہ آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں میں گنہگار ضرور ہوں لیکن یہ مجھے کافر بنا دینا چاہتے ہیں (بحوالہ: مجھے ہے حکمِ اذاں) لاہور کے ایک ترکھان کے بیٹے علم الدین کا نام بھی آپ نے ضرور سنا ہوگا۔ وہ عالم فاضل تھا نہ دنیاوی طور پر تعلیم یافتہ۔ مکتب میں داخلہ لیا نہ خانقاہ کا راستہ دیکھا۔ وہ سیدھا سادا جفاکش قسم کا ناخواندہ نوجوان تھا۔ اکیس ۲۱ سال کی عمر تھی کہ ایک دن معمول کی مزدوری سے واپس آتے ہوئے دہلی دروازے میں لوگوں کا ایک ہجوم دیکھا۔ وہاں تقریریں ہو رہی تھیں، وہ بھی کچھ دیر کھڑے ہو کر سنتا رہا لیکن اس کے پلے کچھ نہ پڑا، قریب کھڑے ایک صاحب سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ راجپال نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کتاب چھاپی ہے، اس کے خلاف تقریریں ہو رہی ہیں اور علماء نے

اسے واجب القتل قرار دیا ہے، علم الدین کے دل میں شعلے سے بھڑک اٹھے لیکن اسے معلوم نہ تھا، راجپال کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ اس کا حلیہ کیا ہے؟ انہی دنوں بیرون دہلی دروازہ میں مسلمانوں کا ایک فقید المثل اجتماع ہوا جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے ایسی دل گداز تقریر کی کہ سامعین پر رقت طاری ہوگئی۔ کچھ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے، شاہ جی نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"آج آپ لوگ جناب فخر رسل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت وناموس کو برقرار رکھنے کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں، آج جنس انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت خطرہ میں ہے ،آج اس جلیل المرتبت کا ناموس معرض خطرہ میں ہے جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔" اس جلسہ میں مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی بھی موجود تھے، شاہ جی نے ان سے مخاطب ہوکر کہا: "آج مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کے دروازے پر ام المومنین عائشہ صدیقہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا) کھڑی پوچھ رہی ہیں: ہم تمہاری مائیں ہیں، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں؟ ارے دیکھو! کہیں ام المومنین عائشہ صدیقہ دروازہ پر کھڑی تو نہیں؟" یہ الفاظ دل کی گہرائیوں سے اس جوش اور ولولہ کے ساتھ اُبل پڑے کہ سامعین کی نظریں معاً دروازے کی طرف اُٹھ گئیں اور ہر طرف سے آہ وبکا کی صدائیں بلند ہونے لگیں، پھر اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا: "تمہاری محبتوں کا یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج گنبد خضراء میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تڑپ رہے ہیں؟ آج خدیجہ اور عائشہؓ پریشان ہیں۔ بتاؤ! تمہارے دلوں میں امہات المومنین (رضی اللہ عنہا) کے لیئے کوئی جگہ ہے؟ آج ام المومنین عائشہ تم سے اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہیں۔ وہی عائشہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ "حمیرا" کہہ کر پکارا کرتے تھے، جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ یاد رکھو! اگر تم نے خدیجہ اور عائشہ کے لیے جانیں دیں تو یہ کچھ کم فخر کی بات نہیں۔ اس تقریر نے سارے شہر میں آگ لگا دی۔ ملک کے طول وعرض میں احتجاجی جلسے ہونے اور جلوس نکلنے لگے۔ آخر ایک دودھ فروش خدا بخش نامی اٹھا اور اس نے راجپال پر جا کر حملہ کر دیا۔ راجپال زخمی تو ہوا لیکن اس کی جان بچ گئی، ادھر علم الدین رات سو رہے تھے کہ انہیں ایک بزرگ خواب میں ملے اور انہوں نے کہا "علم دین ابھی تک سو رہے ہو، تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف دشمن کارروائیوں میں لگے ہیں۔ اٹھو! جلدی کرو" علم الدین صبح اُٹھا، اس نے ایک ہندو کباڑیے کی دکان سے اپنے مطلب کی چھری لی اور چل دیا۔ راجپال ابھی اپنی دفتر میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ غازی

علم الدین نے اندر داخل ہو کر پلک جھپکنے میں چھری نکال کر گستاخِ رسول کے بدبودار سینے میں اُتار دی۔ ایک ہی وار اتنا کارگر ثابت ہوا کہ راجپال کی منہ سے صرف ہائے کی آواز نکلی اور وہ اوندھے منہ زمین پر جا پڑا۔

علامہ اقبالؒ کو جب غازی علم الدین کے بارے میں بتایا گیا کہ ایک اکیس سالہ ان پڑھ اور مزدور پیشہ نوجوان نے گستاخِ رسول کو واصلِ جہنم کر دیا ہے انہوں نے گلوگیر لہجے میں کہا: ''اسی گلاں ای کردے رہ گئے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا۔'' (ہم باتیں ہی بناتے رہے اور بڑھئی کا بیٹا بازی لے گیا)

غازی گرفتار ہوئے، سیشن کورٹ میں مقدمہ چلا اور انھیں پھانسی کی سزا کا حکم سنایا گیا مسلمانوں نے سیشن جج کے فیصلہ خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کر دی، مسٹر محمد علی جناح ان دنوں بمبئی میں وکالت کرتے تھے۔ انہیں اس مقدمے کے لیے بلایا گیا انہوں نے فاضلانہ بحث کی اور ٹھوس دلائل دیئے لیکن ہائی کورٹ نے سیشن جج کا فیصلہ برقرار رکھا۔ غازی کو ہائی کورٹ کا فیصلہ سنایا گیا تو انہوں نے مسکرا کر کہا شکر الحمدللہ! میں یہی چاہتا تھا، بزدلوں کی طرح قیدی بن کر جیل میں گلنے سڑنے کے بجائے تختہ دار پر چڑھ کر رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس حقیری جان کو قربان کر دینا صد ہزار سکون کا موجب ہے، اللہ میری اس ادنیٰ اور پرخلوص قربانی کو قبول فرمائے۔

غازی علم الدین شہید کے جنازے میں تقریباً ۶ لاکھ مسلمان شریک ہوئے اور جنازے کا جلوس تقریباً ساڑھے پانچ میل لمبا تھا۔ وہ نہ کوئی صوفی باصفا تھے نہ شعلہ نوا خطیب، نہ وہ کوئی مشہور مدرس اور نہ ہی سیاسی رہنما...... بس ایک عاشق رسول تھے مگر جب انہیں قبر میں رکھا گیا تو قطعہ ارض خوشبو سے مہک اٹھا اور بے شمار علماء اور مشائخ کے دل میں یہ آرزوں مچلنے لگی کہ اے! کاش اس قبر میں ہمارے جسد خاکی کو رکھا جاتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام اور دوسرے انبیائے کرام کی نازیبا تصاویر بنا کر ان سے لطف اندوز ہونے والے کیا جانیں کہ ایک مسلمان کے دل میں سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہے؟ کاش پوری دنیا کو امن پسندی، رواداری محبت اور انسانیت کا درس دینے والوں کو کوئی بتا دے کہ تمہاری یہ مذموم حرکتیں تہذیبوں کے تصادم کو جنم دے سکتی ہے۔ ملکوں اور شہروں میں ایسی آگ بھڑک سکتی ہے جسے کوئی اپیل کوئی وارننگ ٹھنڈا نہیں کر سکتی۔ ایسے علم الدین پیدا ہو سکتے ہیں جو ناموس رسالت پر قربان ہو جانے کو دائمی زندگی اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں ان پروانوں کا امتحان مت لو، ان کا ظاہر کیسا ہی سہی مگر ان کے باطن میں اب بھی شمع فروزاں ہے

انشاءاللہ یہ شمع جلتی رہیگی تمہاری بدبودار پھونکیں اس شمع کو نہیں بجھا سکتی ہے۔جس قوم کا عقیدہ شاعر یہ بیان کرتا ہو۔

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا،زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کی مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحاء کی حرمت پر
خداشاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اس قوم کے سینہ میں جلنے والی یہ مبارک شمع بجھ بھی کہاں سکتی ہے؟

سات فروری 2006ء کو پریشان حال اور گھبرائے ہوئے ڈنمارک کے وزیر اعظم نے اپنے حواس بحال کرتے ہوئے صحافیوں کو بتایا کہ امریکا کے صدر جارج بش نے مجھے ٹیلی فون کیا اور کہا کہ کارٹونوں کے چھپنے کے بعد مسلم امت میں ابھرنے والے نفرت کے سیلاب کے طوفان کے مقابلے میں ڈنمارک کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔کوپن ہیگن کی اس پریس کانفرس میں وزیر اعظم نے امریکی صدر کی حمایت کو اپنی حکومت کا اثاثہ قرار دینے کے بعد فوراً ایران کی حکومت کو للکارا لیکن خوف کا عالم یہ تھا کہ اس نے کہا کہ دنیامیں جن مسلم ممالک میں ڈنمارک کی افواج موجود ہیں ان سب سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی یونیفارم پر کوئی ایسانشان نہ لگا ئیں جس سے ان کی شناخت ہوسکے وہ ڈنمارک کے شہری ہیں۔ادھر پاکستان اور دوسرے ملکوں میں جہاں کہیں بھی ڈنمارک کے سپاہیوں کی یونٹیں ہیں وہاسے ڈنمارک کے جھنڈے اتار دیئے گئے ہیں۔دوسری جانب اسی ملک نے افغانستان میں موجود اپنے سپاہیوں کی تعداد دگنی کرنے کا اعلان کیا ہے اور عراق میں (330) ڈنمارک کے سپاہیوں کو ان کی خدمات پر سراہا ہے۔اس سارے خوف اور اپنی گستاخی پر ہٹ دھرمی کی لاتعداد وجوہ اور بے شمار مقاصد ہیں۔

کیا یہ سب کچھ اچانک سے ہوگیا؟ کیا یہ صرف یہ ایک بدطینت قسم کے صحافی کی بدبختی ہے؟پوری دنیامیں یہ تاثر دینے کی کوشش کی جارہی ہے کہ صرف ایک ملک میں شائع ہونے والے ایک اخبار کی حرکت ہے اور پھر دنیا کے دوسرے ملکوں میں کام کرنے والے صحافیوں نے پریس کی آزادی کے نام پر اظہار یکجہتی کے لیے سب کچھ کیا اور وہ کارٹون دوبارہ چھاپ دیئے جو ستمبر 2005ء میں ڈنمارک میں چھپے تھے۔یہ الگ بات ہے کہ امت مسلمہ کے جذبات کو جس طرح مجروح کیا گیا لیکن عالمی تناظر میں امریکا اور اسرائیل کے ایران کے خلاف اپنے عزائم اور شام کو دیے جانے والی دھمکیوں کے بعد ذرا حالات کا جائزہ لیں تو بات کھل کر سامنے آنے لگتی ہے۔

ایران کے ایٹمی پروگرام سے اگر کسی کو خوف ہے تو وہ اسرائیل ہے کیوں کہ وہ اپنے اردگرد بسنے والے ممالک میں کسی کو بھی ایٹمی طاقت بنتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب عراق نے ایٹمی پروگرام پر کام شروع کیا تو اسرائیلی طیاروں نے بم برسا کر اس کا ایٹمی ری ایکٹر تباہ کر دیا اور پھر عراق کی تیز رفتار ترقی کو لگام دینے اور ایک قوت بن کر ابھرنے سے روکنے کے لیے وہاں امریکی حملہ کر دیا گیا۔ امریکا دو وجہ سے یہودیوں کا غلام ہے ایک ان کا میڈیا پر مکمل طور پر کنٹرول اور دوسرا ان کا امریکہ کی تمام معیشت اور معاشی اداروں پر غلبہ۔ امریکہ نے ذرا ایران کے بارے میں یورپ کے ممالک کی رائے لی تو اسے ایران پر حملہ کرنے کے بارے میں کسی قسم کی مدد کی یقین دہانی نہ ملی۔ الٹا یورپی یونین ایران کے ساتھ مذاکرات کرنے لگی جس پر جارج بش انہیں دھمکیاں دیتا رہا کہ بس ایک ماہ میں ختم کرو، دو ماہ میں ختم کرو، اب ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ دوسری جانب اسرائیل نے کہنا شروع کر دیا کہ اگر امریکہ ایران پر حملہ نہیں کرتا تو ہم کر دیں گے۔ ایسے میں گھبرائے ہوئے جارج بش نے کھل کر ایران کے خلاف گفتگو شروع کر دی۔ امریکہ یوں شکنجے میں ہے کہ کوئی امریکی صدر یہودی میڈیا اور یہودی دولت کے بغیر انتخاب نہیں جیت سکتا لیکن یورپ اب بھی خاموش تھا مذاکرات کی بات کرتا تھا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اگر ایران سے جنگ شروع ہوتی ہے چین اور روس کو تیل کی اسی فیصد سپلائی بند ہو جائے گی جو ایران سے ملتی ہے۔ وہ ان ذرائع پر انحصار کریں گے جن پر یورپ کرتا ہے اور پھر تیل کی قیمتیں دو سے تین گنا زیادہ ہو جائے گی۔ ایسے میں پوری یورپی معیشت دھڑام سے گر جائیں گی۔ پورا یورپ گومگو میں تھا۔ یہودیوں کا خوف امریکہ کی دھمکیاں اور عالمی دباؤ یہ سب اسے کسی فیصلہ پر پہنچنے سے روک رہا تھا کیوں کہ دوسری جانب اسے اپنی معیشت کا انجام نظر آ رہا تھا، ایسے یہودی ذہن جو میڈیا پر غلبہ رکھتا ہے وہ اپنے شیطانی منصوبے کی طرف چل نکلا۔ یولاند پوسٹن کے کلچر ایڈیٹر فلیمنگ روز نے ڈنمارک کے چالیس کارٹونسٹوں کو خطوط لکھے کہ وہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو جس طریقہ سے محسوس کرتے ہیں ویسے ہی ان کارٹون (نعوذ باللہ) بنائیں۔ ان چالیس میں سے (8) کے قریب کارٹونوں کو منتخب کیا گیا اور خاموشی کے ساتھ امت مسلمہ کا ردعمل دیکھنے کے لیے ایک کارٹون کو ستمبر میں شائع کیا گیا۔ خوابیدہ امت مسلمہ احتجاج مناسب تھا۔ اب یہودیوں کو دو نتائج نہ مل سکے تو انہوں نے باقی ماندہ کارٹون ناروے اور آسٹریلیاں کے پریس میں چھپوائے اور ٹیلی ویژن بار بار نشر کروائے جس سے فرانس کے ایک اخبار میں اسی لابی نے پورے ٹائٹل پیج پر کارٹون شائع کر دے۔

اب وہ امت مسلمہ جس کا ایمان ہے کہ اسے اپنے ماں باپ اور بیٹوں سے زیادہ سید صلی

اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں ہیں وہ سڑکوں پر نکل آئی۔ ایک غصہ تھا جو پورے عالم اسلام بسنے والے مسلمانوں کے چہروں پر عیاں تھا۔ ایمبیسیاں جلائی گئیں، مصنوعات کا بائیکاٹ کیا گیا۔ لوگوں نے سینوں پر گولیاں کھائیں۔ شہادت کی منزل کو پہنچے لیکن نفرت کا رخ اس طرف نہ مڑ سکا جس طرف سے شرارت آئی تھی۔ کسی نے امریکہ کی مذمت نہ کی، کسی نے امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کو نہیں کہا۔ وہ امت جس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو درس دیا تھا کہ پوری کافر قومیں ملت واحدہ ہیں انہیں آج یہ درس یاد نہیں، جو جارج بش ڈنمارک کے وزیر اعظم کو فون کر کے اس سارے قضیے میں حمایت کا یقین دلاتا ہے۔ وہی اس سارے افسانے کا بڑا مجرم ہے اور اس بڑے مجرم اسرائیل جو اس کی پالیسیوں کو مرتب کرتا ہے۔ جو امت آج اس آزمائش کی گھڑی میں اٹھ کھڑی ہوئی ہے اسے ان کاسہ لیس حکمرانوں "روشن خیال" اتحادیوں پر واضح کرنا چاہیئے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہمارے ایمان کا جز ہے اور ان کی توہین کرنے والی سب قومیں ملت واحدہ ہیں، سب کی مصنوعات ہمارے لیے ایک جیسی ہیں، سب سے تعلقات ہمارے جذبۂ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہیں۔ حیرت ہے جو امت یہ دعویٰ کرتی ہے ہو کہ مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماں باپ سے زیادہ عزیز ہیں ان کے حکمرانوں سے، ان کے مقتدر سیاست دانوں سے اہل ارباب بست وکشاد سے کوئی سوال کرے کہ اگر آپ کے ماں باپ کا کارٹون اس طرح مضحکہ خیز بنایا جائے تو کیا آپ ایسے شخص سے بات کرو گے۔ اس کی دکان سے سودا خریدیں گے؟ شاید اس کا جواب ہی یہ فیصلہ کر دے گا کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت ہے کہ آپ نے فرما دیا: "اس میں ایمان نہیں جس میں میری محبت نہیں"۔

گوارہ کر نہیں سکتا

شہ جن وبشر پر گوارا کر نہیں سکتا
کہ حملہ ذاتِ عالی پر گوارا کر نہیں سکتا

گو اپنی ذات پر ہر ستم سہ جائے گا مسلم
مگر تنقید آقا پر گوارا کر نہیں سکتا

چھپے سرکار کے پیروں میں گر کانٹا بھی تو مومن
سلامت رکھے اپنا سر گوارا کر نہیں سکتا

دلِ نقادِ آقا کی شقاوت، قابلِ ماتم
کہ ایسی بات تو پتھر گوارا کر نہیں سکتا

رہے گو زیرِ خنجر سر مرا تسلیم ہے لیکن
عقیدت پر چلے نشتر گوارا کر نہیں سکتا

نشانہ رطب و یابس کا بنائے شاہِ بطحا کو
وہی جو خود پہ خشک دتر گوارا کر نہیں سکتا

خود اپنی موت کو روباہِ بزدل نے پکارا ہے
کہ یہ للکار شیرِ نر گوارا کر نہیں سکتا

میں اپنی جاں لٹا سکتا ہوں ناموسِ رسالت پر
مگر گستاخی سرور، گوارا کر نہیں سکتا

امام الانبیا کی شانِ اقدس میں یہ بے باکی ‏ صحافت اس قدر خودسر گوارا کر نہیں سکتا
اثر میں جسمِ خاکی کو تو کر سکتا ہوں زیرِ خاک ‏ مگر گردِ رُخِ انور گوارا کر نہیں سکتا

گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام
ماضی کی کچھ مثالیں

اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ بہت قدیم ہے، خود ہندوستان میں بعض بدبختوں نے یہ جسارت کی تھی۔ ذیل میں ایسی ہی کچھ مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

دہلی کا ایک مشہور پبلشر راجپال تھا۔ یہ شخص اسلام اور مسلمانوں سے سخت نفرت رکھتا تھا۔ ۱۸۹۹ء میں اس نے ایک کتاب شائع کی جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس کو ہدف بنایا گیا تھا۔ اس کتاب کا نام "رنگیلا رسول" تھا۔ راجپال کے خلاف مقدمہ چلا لیکن وہ عدالت سے بری ہو کر آ گیا۔ ایک دن وہ اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نوجوان علم الدین (۲۱سال) نے اس کی دکان میں اس پر حملہ کر دیا۔ راجپال کا کام وہیں تمام ہو گیا۔ اس جرم کی پاداش میں ۷رجولائی ۱۹۲۹ کو علم الدین کو سزائے موت دے دی گئی۔

علم الدین سے پہلے ۲۴ستمبر ۱۹۲۷ کو غازی خدا بخش اکو جھا بھی راجپال پر حملہ کر چکا تھا لیکن وہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ خدا بخش کو گرفتار کر لیا گیا، عدالت میں استفسار پر خدا بخش نے کہا: "مین مسلمان ہوں، ناموس رسالت کا تحفظ میرا فرض ہے۔ میں اپنے آقا و مولا کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر راجپال کی طرف اشارہ کر کے کہا" اس نے میرے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے، اس لیے میں نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن یہ کم بخت اس وقت میرے ہاتھ سے بچ نکلا۔"

☆ ۱۹۳۳ میں آریہ سماج کے سکریٹری نتھورام نے ایک کتابچہ "ہسٹری آف اسلام" کے عنوان سے لکھا، یہ کتابچہ رنگیلا رسول اور دوسری کتابوں سے ماخوذ تھا، مسلمانوں نے اس کے خلاف استغاثہ دائر کیا، مارچ ۱۹۳۴ میں سماعت شروع ہوئی، بھاری تعداد میں ہندو اور مسلمان کارروائی سننے پہنچے، نتھورام بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوش گپیاں کرتا ہوا عدالت میں آ کر بیٹھ گیا، غازی عبدالقیوم نام کا ایک نوجوان بھی آیا اور نتھورام کے قریب آ کر بیٹھ گیا، کارروائی شروع ہونے سے

چند منٹ پہلے اس نے نتھو رام پر حملہ کر دیا، نوجوان اس کو مار کر اطمینان سے وہیں کھڑا رہا۔
جج نے اس سے پوچھا تم نے اسے مار ڈالا؟ اس نے کہا: "ہاں ......اور کیا کرتا"۔
کمرے میں آویزاں جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "اگر یہ تمھارے اس بادشاہ کو گالی دیتا تو تم کیا کرتے؟ تم میں غیرت ہوتی تو کیا قتل نہ کر ڈالتے؟" اس نے میرے آقا اور شہنشاہوں کے شہنشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی اور اس کی سزا یہی تھی۔" بعد میں غازی عبدالقیوم کو پھانسی کی سزا دے دی گئی۔
☆۱۹۳۶ میں حیوانوں کے ایک ڈاکٹر رام گوپال نے اپنے شفاخانے کے ایک گدھے کا نام سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی پر رکھنے کی جسارت کی، جان کے خطرے کے پیش رام گوپال کا تبادلہ دور کسی شہر میں کر دیا گیا، لیکن مرید حسین نامی ایک ۲۱ سالہ نوجوان اسے تلاش کرتا اس تک جا پہنچا۔
رام گوپال کے مقابلے میں مرید حسین دبلا پتلا اور کمزور تھا لیکن اس نے رام گوپال کو للکارا اور نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے کہا "او موذی اٹھ آج محمد دا پروانہ آ گیا ای" اور چھوٹے سے خنجر سے ایک ہی وار میں اس کو واصل جہنم کر دیا، ہسپتال کا عملہ اور اس کے بیوی بچے اسے بچانے کے لیے بھاگے لیکن اس کے باوجود مرید حسین اپنا کام کر گیا۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء کو اسے پھانسی کی سزا سنا دی گئی۔
☆۱۲ مئی ۱۹۳۷ء کو مدراس چھاؤنی میں ایک ہندو بڑی خوش الحانی کے ساتھ نعت پڑھ رہا تھا۔ دوسرے ہندو سپاہی کو یہ سخت نا گوار لگا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت الفاظ کہے، وہیں موجود میاں محمد شان رسالت میں گستاخی سن کر تڑپ اٹھا اور اس سے زبان بند رکھنے کو کہا لیکن وہ شخص مسلسل گستاخی کرتا چلا گیا، جس نے میاں محمد کا خون کھولا دیا۔
آخر کار میاں محمد نے اپنی رائفل لوڈ کی اور اس سپاہی کو للکار کر دس گولیاں اس کے سینے میں اتار دیں، اس کے بعد رائفل کی نوک سے اس کے منہ پر وار کیے کہ اسی منہ سے اس نے ایسے الفاظ نکالے تھے، اس کو ۲۳ ستمبر ۱۹۳۷ء کو سزائے موت سنا دی گئی۔
آریہ سماج کا پرجوش کارکن شردھا نند لالہ منشی رام تھا۔ یہ شخص شدھی تحریک کا بانی تھا اور اسلام کے خلاف زہر اگلتا رہتا تھا۔ اس نے اپنے چیلے سے ایک کتاب "جڑپٹ" کے نام سے لکھوائی جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام کی ذات اقدس کو نشانہ بنایا گیا تھا۔
۲۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کو دہلی کے ایک انتہائی سادہ دل خوشنویس (کاتب) قاضی عبدالرشید

نے موت کے گھاٹ اتار دیا، قاضی صاحب کو سیشن کورٹ نے ۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء کو پھانسی کی سزا کا حکم سنادیا اور جولائی میں ان کو پھانسی دے دی گئی۔ (ماخوذ از کتاب:۔ شہیدانِ ناموسِ رسالت ﷺ)

کارٹونوں میں کیا ہے؟ کیا مسلمان جذباتی ہیں؟

۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کو ڈنمارک کے ایک اخبار جیلینڈز پوسٹن نے بارہ مختلف کاٹون شائع کئے جن میں سے کچھ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی تھے جو "محمد کا چہرہ" کے نام سے شائع شدہ یہ کارٹون مسلمانوں کے لیے انتہائی تکلیف دہ تھے کیوں کہ ان میں سے اکثر کارٹون میں پیغمبر اسلام کو دہشت گردی اور فساد کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا تھا، یہاں کارٹونوں کے وہ پہلو پیش کئے جارہے ہیں جو انتہائی جارحانہ تھے۔

ان کارٹونوں میں پیغمبر اسلام کو ہالی وڈ کے کسی عرب بدمعاش کی شکل میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کو ایسے شکل میں دیکھایا گیا ہے جو بس پھٹنے ہی والا ہے، ایک ایسے آدمی کی شکل میں دکھایا گیا ہے جس کے سر پر ایسا تاج رکھا ہوا ہے جس میں دو سینگ برآمد ہو رہے ہیں۔ گویا اس طرح سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ وہ کوئی (نعوذ باللہ) شیطان ہیں انتہائی گھنی بھنویں (یعنی جابر و بے رحم انسان) بے ہنگم ڈاڑھی کے ساتھ دو باپردہ عورتوں کے درمیان کھڑے ہوئے دکھایا گیا ہے (تعداد ازدواج کی طرف اشارہ) ہاتھ میں تلوار بھی دیکھائی گئی ہے۔

پیغمبر اسلام کو جنت کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھایا گیا ہے جو خودکش بم بارس سے کہہ رہے ہیں کہ "رکو، رکو" ابھی حوروں کا قحط پڑا ہوا ہے (نعوذ باللہ)

کیا مسلمان جذباتی ہیں؟

یہ کارٹون ایک مسلمان کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہیں کہ ان میں ایک ایسی ہستی کا مذاق اڑایا گیا ہے جسے مذہب اسلام میں مرکزی و بنیادی عزت و احترام حاصل ہے، پیغمبر اسلام کی سیرت اس بات پر گواہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پر امن شخص گزشتہ پندرہ سو سال میں نہیں گزرا ہے لیکن ان کارٹونوں کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دہشت گردی اور تشدد کا لیبل لگانے کی کوشش کی گئی ہے، اور بالواسطہ یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے وحشیانہ پن اور بربریت کا اصل سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے، اسلام ہی نہیں بل کہ کسی دوسرے مذہب کے

رہنما کی تصویر اگر اسی طرح پیش کی جاتی تو ان کا ردعمل بھی اسی صورت میں سامنے آتا۔ یہ بات ہر شخص سمجھتا ہے لیکن پھر بھی مسلمانوں پر جذباتی ہونے کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔

کارٹونوں کی اشاعت سے بھی زیادہ قابل افسوس پہلو یہ ہے کہ اخبار نے اس پر معذرت یا تأسف کا اظہار کرنے کے بجائے ڈھیٹ پن دکھاتے ہوئے کہا کہ مذہبی شخصیات کی اس طرح ہجو کرنا ڈنمارک میں عام بات ہے، اور ایسا صرف مسلمانوں ہی کے ساتھ نہیں بل کہ کسی بھی مذہبی شخصیت کے ساتھ ہوسکتا ہے حالاں کہ اس سے پہلے یہی اخبار حضرت عیسیٰؑ کے کارٹون کو شائع کرنے سے انکار کر چکا تھا۔

آزادی اظہار کے نام پر دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والوں کی ضد اب بھی یہی کہنے پر ہے کہ ان کارٹونوں کے ذریعہ ایک بہت اہم مسئلہ سامنے لایا گیا ہے اور اظہار کی آزادی حاصل ہونے کی بناء پر ان کی اشاعت میں کوئی قباحت نہیں ہے، اس ساری صورت حال پر ڈنمارک کے وزیر اعظم اینڈرس راسموسن نے کہا ہے کہ یہ قضیہ ڈنمارک کے لیے جنگ عظیم دوم کے بعد سے اب تک کا سب سے بدترین بحران ہے"۔

وقت کا تقاضا

آزادیٔ اظہار کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف معاندانہ اور شر انگیز مہم، عین اس وقت شروع کی گئی ہے جب پوری مسلم دنیا میں اسلامی قوتیں جمہوری ذرائع سے اپنی مقبولیت ثابت کر رہی ہیں، مصر، فلسطین، عراق، ایران، پاکستان، بنگلہ دیش، ملائشیا، انڈونیشیا، اردن، بحرین، سعودی عرب، ترکی اور الجزائر وغیرہ کے انتخابی تجربات اس کا کھلا ثبوت ہیں، خود یورپ اور امریکا میں ہر سال ہزاروں مرد وزن حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اسلام کے کسی جدید روشن خیال اور اعتدال پسند ایڈیشن سے متاثر ہو کر مسلمان نہیں ہوتا بلکہ یہ سب کے سب اسی پندرہ سو سال پرانے اسلام کو جوں کا توں اپناتے ہیں، مسلمان ہونے والی مغربی خواتین کسی چوں چرا کے بغیر ستر وحجاب کی پابندیاں خوشی خوشی قبول کرتی ہیں اور مردوں کی شکل وصورت اور معمولات زندگی ان کے دل کی تبدیلی کی شہادت دینے لگتے ہیں، حالات کے اس تناظر میں یکے بعد دیگرے متعدد مغربی ملکوں کے اخبارات کی جانب سے انسانیت کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب جس کا نتیجہ لازمی طور پر دنیا کے اندر شدید اضطراب اور اشتعال کی صورت میں برآمد ہونا تھا، پھر اس شر انگیزی اور منافرت خیزی کو ذرائع ابلاغ کا جائز حق قرار دینے پر اصرار، اس کے بعد بش اور بلیئر اور یورپی یونین کی طرف سے اس موقف کی بڑی حد تک ہم نوائی اور حالات کی خرابی میں براہِ راست شریک ڈینش وزیر اعظم سے فون پر ایک اظہار جہتی ان سب کو محض ایک سلسلہ اتفاقات باور نہیں کیا جا سکتا۔

یہ تو ممکن ہے کہ اس سلسلے کا آغاز کسی طے شدہ مشترکہ منصوبہ بندی کے تحت نہ ہوا ہو لیکن بعد میں درجنوں مغربی ملکوں کے اس میں سرگرم شرکت اور ایک قطعی نا معقول موقف پر ہٹ دھرمی کے ساتھ قائم رہنا ایک سوچی سمجھی سازش ہی ہو سکتی ہے اور اس کا مقصد حالات کو بالآخر تہذیبوں کے تصادم کے اس نظریے کو عملی تکمیل تک پہنچانا دکھائی دیتا ہے جو کمیونسٹ روس کے خاتمے کے بعد سے مغربی مفکر پیش کر رہے ہیں، اس نظریہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اب دنیا میں اسلام وہ واحد نظام حیات ہے جس سے مغربی تہذیب کو خطرہ درپیش ہے، لہٰذا اس حفاظت کے لیے اسلام اور کم از کم ’’سیاسی اسلام کے خطرے کا قلع قمع ضروری ہے مسلم دنیا میں امریکہ اور اس کے مغرب اتحادیوں کی جارحانہ سرگرمیاں اسی فکر کے تابع دکھائی دیتی ہے اور مغرب ملکوں کی جانب سے اتنی بڑی تعداد میں اور

اتنے منظم انداز میں مسلمانوں کی اتنی محبوب ترین ہستی کے ہدف تضحیک بنائے جانے سے لگتا یہی ہے کہ مغرب اور اسلام میں ٹکراؤ کی مطلوبہ منزل کو جلد سے جلد قریب لانے کی کوشش جاری ہے یہ کارٹون کر دسیڈ شروع کرنے اور پھر اس میں بتدریج شریک ہوتے چلے جانے والے عناصر شاید اس گمان میں مبتلا تھے کہ اس کھیل میں جیت بھی ان کی ہوگی اور پٹ بھی اسی حال سے ان کا اولین مقصد تو یہی ہوگا کہ مسلم ملکوں کے اندر جمہوری ذرائع سے اپنی مقبولیت ثابت کرنے والی اسلامی قوتوں کو مشتعل کرنے پر آمادہ کیا جائے اور پھر دنیا کو بتایا جائے کہ اسلامی تحریکیں جمہوری تقاضے پورے کرنے کی اہلیت سے محروم ہے۔ اسلام بنیادی طور پر، دہشت گردی کا مبلغ تحمل و برداشت سے عاری اور جمہوری اصولوں اور ازادیوں پوتنی مغرب تہذیب سے متصادم۔ اسلامی قوتیں عالمی امن کے لیے خطرہ۔ یہ کبھی جمہوری عمل کا حصہ نہیں بن سکتی لہذا کچلے بغیر اور سیاسی اسلام،، کا خاتمہ کیئے بغیر دنیامیں سکون نہیں ہوسکتا۔ غالبا اسی طرح مسلم ملکوں میں مغرب کے تابعدار حکمرانوں کو بھی جمہوری سیاست میں ابھرتی ہوئی اسلامی تحریکوں کو دبانے کا ایک جواز مہیا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس سازش کے خالقوں کے پیش نظر یہ بھی یقینا ہوگا کہ اس تدبیر سے مغرب میں قبول اسلام کے بڑھتے ہوئے رجحان کی روک تھام کی جائے اور اسلام کی طرف مائل ہونے والوں کو بتایا جائے کہ اسلام امن وآشتی اور محبت کا نہیں، بدامنی، تشدد، نفرت اور خونریزی کا علمبردار ہے اور اگر بفرض محال اسلامی تحریکیں اس شیطانی شرارت پر کوئی تندوتیز ردعمل ظاہر نہ کریں تو اس صورت میں یہ تحریکیں خود پوری دنیامیں عام مسلمانوں کے نزدیک بزدل اور بے حوصلہ قرار پائیں گی اور ان کے چڑھتے سیلاب کے آگے مسلمان عوام کے مجروح اور شکستہ جذبات کا ملبہ خود ہی بند باندھنے کا ذریعہ بن جائے گا، اس کے علاوہ بے بسی، لاچارگی اور شکست خوردگی کی کیفیت پوری دنیا کے مسلمانوں کو نفسیاتی طورتو پر پھوڑ کر رکھ دے گی، واقعات وحالات کی گواہی یہی ہے کہ اس سازش کے پس پشت یہ تمام مقاصد کارفرما تھے مگر قدرت کے منصوبے شاید کچھ اور ہیں چناں چہ چند ہفتوں کے اندر ہی یہ حال خود سازشی عناصر پر الٹتی نظر آرہی ہے۔ پوری امت مسلمہ نے اس معاملے میں جس ایمانی حمیت اور یکسوی ویکجہتی کا مظاہرہ کیا ہے وہ بجائے خود اسلام کے ناقابل شکست ہونے کا ثبوت ہے اس کے علاوہ مغرب کے انتہاء پسند عناصر کے متعصبانہ رویے نے ان کے روا داری اور شائستگی کے تمام دعوں کی قلعی بلکل کھول کر رکھ دی۔ پرازادئی رائے کے نام پر اسلام کے خلاف اشتعال انگیز کارٹنوں کی اشاعت کی اس بھونڈی اور ناپاک مہم کو جائز ثابت کرنے کے لئے دی جانے والے دلائل اتنے بودے ہے کہ اپنی تردید آپ کر رہے ہیں یہ دلائل کسی معقول آدمی کو قائل کرنے صلاحیت سے عاری ہے خود مغرب میں نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ حقیقت کے جھوٹ

کے پاؤں نہیں ہوتے اس واقع سے ثابت ہے کہ خد اس مکرہ مہم کا اغاز کرنے والے اخبار جلنیڈز پوسٹن تین سال پہلے اپریل ۲۰۰۳ء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بنائے گئے کارٹون چھاپنے سے یہ کہہ کر معذرت کرلی تھی کہ اس سے قارئین کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی۔ برطانوی جریدے گارجین اور نیوز ایجنسیوں کے توسط سے سات فروری کو منظم عام پر آنے والی ایک رپورٹ کے مطابق یہ خاکے تیار کرنے والے ڈینش کارٹونسٹ کرسٹو فرزیلر نے خود یہ داستاں بیاں کی ہے اس کے بقول حضرت عیسیٰ کے دوبارہ زندہ کے جانے حوالے سے بنائے گئے اس کے چند بے ضرر اور پر لطف خاکوں پر اسے اخبار کے میگزین ایڈیٹر کی جانب سے یہ جواب دیا گیا کہ ''میں نہیں سمجھتا کہ جیلنڈز پوسٹن کے قارئین ان خاکوں سے محفوظ ہوں گے۔اس کے بجائے میری رائے میں یہ عملاً اشتعال اور شور شرابے کا سبب بنیں گے اس لیے انہیں استعمال نہیں کروں گا۔'' اس واقعے کے سامنے آجانے سے حقیقت پوری طرح بے نقاب ہوگئی ہے کہ مسلمانوں ک کے جذبات مجروح کرنے والے خاکوں کا آزادئ اظہار رائے سے ہرگز کوئی تعلق نہیں بل کہ مغرب کے اپنے معیارات کی رو سے ایک دانستہ اشتعال انگیزی اور گھناؤنی سازش ہے اور آزادئ صحافت کے نام پر اس کا دفاع کھلی منافقت اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں ہے، اسی صورت حال کا نتیجہ ہے کہ خود مغرب کے دیانتدار اہل علم اور قلم کار برملا اس طرز عمل کی مذمت کررہے ہیں۔ بعض اخبارات نے اس حرکت پر معافی بھی مانگی ہے جب کہ عام لوگوں میں انتہا پسند اور متعصب سازشی عناصر کے رویے پر سوچ بچار کے ساتھ جنم لیا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ اہل مغرب تک اسلام کا درست تعارف پہنچانے کا ایک سنہری موقع مسلمانوں کو فراہم کردیا ہے، اب یہ ہم مسلمانوں کا کام ہے کہ ہم اس سے کیسے اور کتنا فائدہ اٹھاتے ہیں، وقت کا تقاضا ہے کہ عالمی اسلامی تحریکیں اس مقصد کے لیے اچھی طرح سوچ سمجھ کر ایک مشترکہ حکمت عملی ترتیب دیں اور پھر پورے اہتمام سے اسے بروئے کار لائیں۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغرب کی متعصبانہ مہم نے دنیا کے سامنے اسلام کا درست تعارف پیش کرنے کا جو سنہری موقع مسلمانوں کو فراہم کردیا ہے اس سے فائدہ اٹھانے کے حوالے سے سب سے پہلی بات تو یہی ہے کہ اسلام سے کھلے بغض پر مبنی اس مہم کے خلاف خود مسلمانوں کا طرز احتجاج اسلام کے تعارف کا اولین ذریعہ ہے اگر یہ پوری طرح اسلامی احکام کے تابع ہو تو غیر جانبدار لوگوں ہی کے نہیں بدترین مخالفین کے دلوں کو جیتنے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے اس حوالے سے مکمل ہدایات قرآن وسنت میں موجود ہیں اور اسلامی تحریکوں کی قیادتوں اور علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی انہیں ملحوظ رکھیں اور مسلم عوام کو بھی ان سے آگاہ کریں اس کے ساتھ ساتھ علمی وفکری میدانوں اور ابلاغ کے محاذ پر اسلامی قوتوں کی جانب سے عالمی سطح پر منظم اور مربوط جدوجہد

انتہائی ضروری ہے جس کا فی الوقت تقریباً فقدان نظر آتا ہے۔ایسے چوٹی کے چند مسلمان اسکالر جو قرآن وسنت کی حقانیت پر پورا اعتماد رکھتے ہوں جن کا قلب وذہن دونوں مسلمان ہو اور جو اسلام کے بارے میں کسی معذرت خواہی کا شکار نہ ہوں، اگر صرف اس کام کے لیے فارغ کر دیے جائیں کہ وہ اسلام کے خلاف نت نئی شکلوں میں آئے دن کیے جانے والے پروپیگنڈے کا جدید ذہن کے مطابق اطمینان بخش جواب دیں گے، روزمرہ حالات وواقعات اور معاملات ومسائل کے حوالے سے تحقیق وتجزیے کا کام کریں گے، انسانیت کے لیے اسلام کی دعوت اور پیغام کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق پیش کریں گے، مغربی تہذیب نے انسانیت کے لیے جو سنگین مسائل پیدا کیے ہیں، ان کی نشان دہی کرکے، اسلام کی روشنی میں ان کا حل سامنے لائیں گے، تو اسلام کے دفاع اور ابلاغ کا ایک مستقل نظام وجود میں آسکتا ہے۔جدید اصطلاح میں اسے مسلم دنیا کا عالمی تھنک ٹینک (I.W.T.H) کہا جاتا ہے۔مغرب نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے اسلام اور عالم اسلام پر کام کرنے والے بے شمار تھنک ٹینک بنا رکھے ہیں، لیکن اسلامی دنیا میں بین الاقوامی سطح پر ایسا کوئی ادارہ فعال دکھائی نہیں دیتا۔اس کمی کو بلاتاخیر پورا کیا جانا چاہیے۔یہ کام حکومتوں سے کہیں بہتر انداز میں اسلامی تحریکیں کرسکتی ہیں۔اس کے لیے جو جذبہ، ولولہ اور بصیرت درکار ہے، وہ سرکاری دربار کے وابستگان کے بس کی بات نہیں۔اس ادارے کو سرکاری مصلحتوں اور سرخ فیتے کا شکار ہونے سے بچانے کے لیے وسائل بھی مسلم دنیا کے اہل خیر کو نجی طور پر فراہم کرنے چاہییں۔جو امت پوری دنیا میں جہادی تحریکوں کی مالی سرپرستی کرسکتی ہے، اس کے لیے اپنے چند اہل علم کو فکری محاذ پر لڑنے کے لیے دنیاوی فکروں سے فارغ کردینا یقیناً مشکل نہیں ہے، بس ضرورت اس جانب توجہ دینے کی ہے۔جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی کے سبب اب، دنیا کے کونے کونے کے لوگ، ایک دوسرے سے بآسانی اور ہمہ وقت مربوط ہوسکتے ہیں اور علمی وفکری کام کرکے لیے باہمی تبادلۂ خیال اور مشارکت میں جغرافیائی فاصلے قطعاً حائل نہیں رہے ہیں۔

اسلام پر دہشت گردی' خواتین کے حقوق، اقلیتوں سے بدسلوکی، انسانی حقوق کی پامالی وغیرہ کے حوالے سے حملے مغرب کے فکری مورچوں سے آئے دن ہوتے رہتے ہیں، ان کا جواب دینے کے لیے اسلامی دنیا کے علمی جرائد کے خصوصی نمبر پورے کیے جانے چاہییں۔ان کا دشوں کی حیثیت بھی محض دفاعی نہیں ہونی چاہیے بل کہ مغرب کے سیکولر نظام سیاست اور سرمایہ دارانہ معیشت کے ہاتھوں انسانیت ......غربت اور بے روزگاری، ارتکاز دولت، امیر اور غریب کے درمیان بڑھتے ہوئے فاصلوں، سودی نظام کی تباہ کاریوں' آزادئ نسواں کے نام پر عورت کے بدترین استحصال اور ایسے ہی جن دوسرے مسائل میں مبتلا ہے...ان خصوصی شماروں میں ان کا مکمل تجزیہ بھی

کیا جائے اور اسلام ان مسائل سے کس طرح نمٹ سکتا ہے؟ اس بارے میں مکمل رہنمائی بھی فراہم کی جائے یہ کام بھی اسلامی تحریکیں ہی بہتر طور پر کر سکتی ہیں۔ اس کے لیے اچھی منصوبہ بندی کی جائے، بنیادی موضوعات اور ان کے ذیلی عنوانات کا تعین اچھی طرح سوچ سمجھ کر کیا جائے، پھر یہ موضوعات موزوں ترین افراد کے لیے مختص کیے جائیں اور مواد کی فراہمی میں بھی پورا تعاون کیا جائے تو بہت اچھی کاوشیں منظر عام پر لائی جا سکتی ہیں۔ لکھنے والوں کو بھی زبان میں لکھنے کی آزادی ہونی چاہیے اور ان تحریکوں کا بعد میں ترجمہ کرانے کا مناسب بندوبست کیا جانا چاہیے۔ اصل دستاویز، عربی، اردو، انگریزی کسی بھی زبان میں منظر عام پر لائی جا سکتی ہے مگر بعد میں اس کا دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں ترجمہ شائع کرنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔ پاکستان میں سوشلزم کے خلاف یہ کام اسلامی قوموں نے انتہائی مؤثر انداز میں کیا تھا۔ انسانیت دشمن مغربی سرمایہ داری کے خلاف بھی علمی و فکری جہاد وقت کی آواز ہے۔ اسلام اور مادہ پرستی میں براہِ راست جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اور اسے جیتنے کے لیے بازو سے زیادہ دلیل درکار ہے اور الحمد للہ دلیل کے میدان میں اسلام کا کوئی مدمقابل نہیں۔ ضرورت صرف اللہ کے پیغام کو درست طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ہے۔ اسلامی تحریکوں کا سیاسی جدوجہد اور جہادی کاوشوں کے ساتھ ساتھ اس کا محاذ پر بھی پوطرح سر گرم ہونا ضروری ہے۔ ابلاغ کے محاذ پر اسلام کی جنگ لڑنے کے لیے جدید ذرائع سے بھرپور کام لیا جانا انتہائی ضروری ہے اس کی بہت کم وقت میں اور بہت تھوڑے وسائل کے ساتھ ساتھ روبہ عمل لائی جا سکنے والی ایک تدبیر ویب سائٹس کی ہے۔ فی الوقت عالم اسلام کی کوئی نمایندہ ویب سائٹ انٹرنیٹ پر موجود نہیں ہے۔ عالمی اسلامی تحریکیں باہمی تعاون اور مشاہدات سے یہ کام بھی کر سکتی ہیں۔ تاہم اسلام کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے اور اس کے بارے میں کیے جانے والے گمراہ کن پروپیگنڈے کا بروقت ازالہ کرنے کے لیے ایک ایسا چینل بھی اسلامی قوتوں کو قائم کرنا چاہیے جس کے ذریعہ واقعات کو ان کے صحیح رنگ میں دنیا کے سامنے لایا جائے اور وقت کے مسائل پر اسلام کا موقف دوٹوک اور بے لاگ انداز میں پیش کیا جائے اس چینل کی نشریات کم از کم تین زبانوں یعنی اردو، عربی اور انگریزی میں ہونی چاہئیں۔ احتجاجی مظاہروں، مصنوعات کا بائیکاٹ اور سفارتی تعلقات کا خاتمہ وغیرہ جیسے اقدامات کی بلاشبہ اپنی افادیت ہے لیکن دوررس نتائج کے ٹھوس اور پائیدار حکمت عملی ناگزیر ہے جس کے چند نکات اس سلسلہ میں سلسلۂ تحریر میں پیش کیے گئے تاہم اس سمت میں فوری اقدامات وقت کی ناگزیر ضرورت ہے اور عالمی قوتوں کو اسے اپنی اولین ترجیحات میں شامل کرنا چاہیے۔ (بشکریہ جنگ)

کوئی ہے؟

بقلم: اوریا مقبول جان

اور یہ سب لوگ اکٹھے ہوگئے۔ واضح طور پر کھل کر سامنے آگئے۔ دنیا بھر میں مافیا کا ایک اصول ہے کہ کسی ایک فرد یا گروہ کے خلاف حملہ یا کریک ڈاؤن تمام گرہوں پر حملہ تصور ہوتا ہے۔ آپ جنوبی امریکہ کے ساحلوں سے تھائی لینڈ کے جنگلات تک جہاں کہیں بھی منشیات کا کاروبار کرنے والوں کو دیکھیں، یوتو وہ سب ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں لیکن کاربار علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں مگر جیسے ہی کسی ایک خطے کے کاروبار پر زد پڑنے لگتی ہے یہ سب اپنی توانائیاں اور وسائل اس خطے میں اپنے ہم پیشہ لوگوں کے کاروبار کو بچانے میں صرف کر دیتے ہیں مخالفین کو قتل، آواز اٹھانے والو پر تشدد اور حکومتوں کو گرانے کے لیے تحریکوں تک کی پشت پناہی کرتے ہیں، دنیا اس طرح کی مافیا کارروائیوں سے آشنا ہے اور بار بار تجربہ کر چکی ہے لیکن اس دفعہ یہ کاروباری گروہ نہیں بل کہ حکومتوں اکٹھی ہوئیں، یورپی یونین کے ہیڈ کوارٹر سلز میں، مسئلہ تھا ڈنمارک کے اخبار میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز کارٹون پر امت مسلمہ کے ردعمل کا، سب نے بیک زبان ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا: ہم ڈنمارک کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کرتے ہیں، اس کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مذمت کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ڈنمارک کے خلاف کی گئی کوئی بھی کارروائی پورے یورپ کے خلاف تصور کی جائے گی، ٹکڑوں، ملکوں اور خانو میں بٹی امت مسلمہ کے کاسہ لیس حکمرانوں کے لیے شاید یہ مشترکہ اعلامیہ حیرت کا باعث ہو کہ وہ تو اپنے علیحدہ دوست اور الگ الگ آقا رکھتے ہے، کسی کو کاروباری اور معاشی سطح پر کوئی پیارا ہے اور کسی کو کوئی اور عزیز لیکن میری حیرت اور مایوسی مجھے دسمبر میں ہونے والی ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس میں لے جاتی ہے جہاں تمام مسلم ممالک کے سربراہ ایک اللہ کے گھر میں جمع ہوئے، وہ سرزمین جس کی گلیوں سے اس پیغمبر حق نے پیغام توحید سنایا اور آج دنیا میں اس کی ذات رکیک حملوں کی زد میں تھی، یہ سارے حکمران جو اس رسول رحمت کی امت سے ہونے کے دعوے دار تھے وہاں جمع تھے۔ کارٹون شائع ہوئے دو ماہ ہو چکے تھے۔ وہ مسلمان جو ڈنمارک میں رہتے تھے اس پر سراپا احتجاج تھے۔ ڈنمارک کا

ایک ۲۸ رسالہ مسلمان نوجوان احمد آکادی ان کا ترجمان تھا، ڈنمارک میں موجود ۲۷ مسلمان تنظیموں نے تحفظ ناموس رسالت کے نام پر ایک تنظیم قائم کرلی تھی، ان لوگوں نے ڈنمارک کے ستر ہزار مسلمانوں کے دستخط سے ایک قرارداد وزیر اعظم تک پہنچائی، وہاں کے وزیر ثقافت سے ملاقات کی، اخبار کے ایڈیٹر سے ملے لیکن ان سب نے انہیں ذرہ برابر بھی حیثیت نہ دی، یہ لوگ وہاں سے نکل کر ڈنمارک میں موجود تمام مسلمان سفارت خانوں میں گئے، تمام سفیروں سے ملے یہ لوگ مایوس نہ تھے، ان کے سامنے مکہ کا او آئی سی کا اجلاس تھا، وہ اسی غلط فہمی میں تھے کہ امت مسلمہ کے حکمرانوں میں تحفظ ناموس رسالت کا تھوڑا سا جذبہ ہی موجود ہوگا، کانفرنس بغیر کسی اعلامیہ بغیر کسی حکومت کے خلاف ناراضگی یا کسی بھی لائحہ عمل کے بغیر ختم ہوگئی، اب اس "مافیا" کو یقین ہوگیا تھا کہ اس امت کے حکمران وہ بے حس ٹولہ ہے جس کے سامنے جیسا چاہے ویسا کر گزرو یہ کچھ نہیں کریں گے۔ اب ڈنمارک کے مسلمان یکا وتنہا تھے لیکن انہوں نے پوری دنیاں کی پچاس مسلمان تنظموں کو خط لکھے اور انٹرنیٹ پر اس مہم کا آغاز کیا کہ وہ ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ اور سفارتی تعلقات منقطع کرنے کی مہم شروع کردیں "مافیا" کو یقین تھا کہ کچھ نہیں ہونے والا اب دس جنوری ۲۰۰۶ء کو ناروے کے اخبار نے یک جہتی کا اظہار کرنے کے لیے یہ کارٹون اپنے اخبار میں دوبارہ چھاپ دیے، حکمران اب بھی سوتے رہے لیکن امت کے غیور عوام جاگ چکے تھے۔ سعودی عرب، فلسطین، شام، لبنان میں غم وغصہ کا عالم عجیب تھا۔ عراق، افغانستان جیسے محکم بھی سڑکوں پر آچکے تھے۔ امت کی دبی راکھ میں بھی چنگاریاں سلگ رہی تھیں اور آگ بھڑک اٹھی۔ طوفان اور سیلاب اپنا راستہ خود بنایا کرتے ہیں اور یہ راستہ بنتا چلا گیا، ایسے میں حکمرانوں کی زبانیں گنگ اور چہرے پر حیرت تھی، یہ کیسے ہوگیا، یہ قوم تو سو رہی تھی سوال کرنے لگے ہم کیا کرسکتے ہیں؟ یہ سب تو یورپ کا شاخسانہ ہے ہم بھی احتجاج کرسکتے ہیں کررہے ہیں۔

نہیں! یہ حکمرانوں کے احتجاج کا نہیں، شر کے مقابلے میں خیر کو اکٹھا کرنے کا وقت ہے، اظہار یکجہتی کا وقت ہے، سوال کیا جاتا ہے کہ کیسے ہو 2003ء اور 2004ء میں جب یورپ میں یہودیوں کے خلاف نفرت انگیز پروپیگنڈے کے تھوڑے سے اشارے ملنے لگے تو پہلے تو انہوں نے یورپی ملکوں کو ڈانٹا۔ انہوں نے پریس کی آزادی کا بہانہ بنانے کی کوشش کی تو امریکا سے انہیں خبردار کرنے کو کہا لیکن ۱۹ رجون ۲۰۰۴ء کو اسرائیل کی پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کیا کہ دنیا بھر میں یہودیوں کے خلاف نفرت پھیلانے والا اسرائیل کا مجرم ہے اور اسرائیل حکومت کو اختیار ہے کہ وہ اس ملک سے یہ مجرم حاصل کرلائے۔ اس وقت دو صحافی ارنسٹ زنڈل اور گرامر روڈلف

امریکا سے جرمن حکومت کے حوالے ہو چکے ہیں، جو وہ نفرت پھیلانے(Hate crim)کے تحت مقدمہ کا سامنا کریں گے اور پھر انہیں اسرائیل مانگے گا، کوئی ہے جو امت مسلمہ کی کسی پارلیمنٹ میں یہ بل پاس کروائے۔ کہ توہین رسالت کا مجرم ہمارا مجرم ہے، اسے ہمارے حوالے کر دو۔ ہم اس پر(Hate Crime)تحت مقدمہ چلائیں گے،کوئی ہے جو اسلامی سربراہی اجلاس میں شامل ۳۹ اسلامی ملکوں میں کسی ایک سے یہ قانون پاس کروائے۔ ہے کوئی دعوے دار جو اسمبلی کے فلور پر کھڑا ہو کر کہے: آؤ! آج ہم عشق رسول کے دعوے کا اتنا ہی ثبوت دیں جتنا اسرائیل نے یہودیوں کے خلاف پروپیگنڈے کے مجرم کے بارے میں دیا ہے۔

گستاخ رسول کا حکم اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں:

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟ حالیہ دنوں میں ڈنمارک کے ایک اخبار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو توہین آمیز خاکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں شائع کئے ہیں، اس بارے میں مسلمان خواص وعوام کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ تفصیل سے رہنمائی فرمائیں۔

(حامد علی کھوکھر رموی کالونی)

جواب: پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گرامی میں گستاخی اور بے ادبی ایک سنگین شرعی اور اخلاقی جرم ہے، ایسی حرکت کے مرتکب شخص کے بارے میں قرآن کریم نے دردناک عذاب اور دنیا و آخرت میں لعنت کا اعلان کیا ہے. قرآن پاک کا ارشاد ہے. (اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا) (الاحزاب:۵۷)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتے ہیں، اللہ تعالی ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے، مفسرین نے لکھا ہے کہ اس ایذاء میں وہ اقوال خصوصی طور پر شامل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا ازواج مطہرات کے خلاف کی جاتی ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ان آیت کریمہ میں گستاخ رسول کے لیے ذلت ناک اور الم انگیز عذاب کا اعلان ہے، شان رسالت میں گستاخی کرنے والے کے بارے میں دنیوی حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جاوئے، اس کے واجب القتل ہونے پر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت اور قیاس شرعی سب متفق ہیں، قرآن کریم نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا:

ترجمہ: وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں افواہیں اڑایا کرتے ہیں اگر باز نہ آئے تو ضرور ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے، پھر یہ لوگ آپ کے پاس بہت ہی کم رہنے پائیں گے وہ بھی پھٹکارے ہوئے، جہاں ملیں گے ان کی پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جائے گی۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جو مدینہ منورہ

میں بے سروپا افواہیں پھیلاتے رہتے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے تھے، قرآن پاک نے ان کو دھمکی دی کہ اگر وہ اس مکروہ عمل سے باز نہ آئے تو ان کو پکڑ پکڑ کر قتل کیا جائے گا۔

احادیث میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے والوں کے قتل کے بارے میں بہت سے واقعات موجود ہیں، دو یہودی سرداروں کعب بن اشرف اور ابورافع کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تعمیل میں صحابہ کرام نے قتل کیا، ان کے علاوہ بہت سے گستاخان رسول کو آپ نے پکڑواکر قتل کرایا جن میں سے ابن خطل اور اس کی دو لونڈیاں، سارہ حویرث بن نقید، حارث بن طلا طل زہیرہ بن ابی وہب مخزمی وغیرہ شامل ہیں۔ (سیرت مصطفی از کاندھلوی:۳/۴۰۔۴۸، رسائل ابن عابدین)

توہین رسالت کرنے والے کے واجب القتل ہونے پر صحابہ سے لے کر اب تک پوری امت کا اتفاق ہے، علامہ ابن تیمیہ نے صحابہ، تابعین فقہاء مجتہدین کا اجماع نقل کیا ہے کہ سب کے ہاں گستاخی رسول کی سزا قتل ہے، خلفاء رسول نے اپنے اپنے دور میں متعدد مواقع میں شاتم رسول کے قتل کا حکم دیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو معاہدوں کی خلاف ورزی کا مترادف قرار دیا، اگر کوئی ذمی یہ حرکت کرے گا تو اس کا معاہدۂ امن ختم ہو جائے گا اور اس کو قتل کرنا جائز ہو گا۔ (الصارم المسلول: ص۲۰۲)

اس سے بڑھ کر فقہا، وعلماء امت نے کہا ہے کہ اگر توہین رسالت کرنے والا توبہ بھی کرے تو بھی اس کو قتل کیا جائے گا، جمہور مجتہدین کا یہی قول ہے البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی اس کو مرتد قرار دیتے ہیں اور مرتد کی توبہ سے قتل کا حکم ساقط ہو جاتا ہے تو اس کا بھی ساقط ہو جائے گا۔ (رسائل ابن عابدین: ۱/۳۲۰)

شان رسالت میں گستاخی کرنے والے کے بارے میں سخت ترین سزا اس لے رکھی گئی ہے کہ یہ ایک ایسی ناپاک حرکت ہے جس کی زد میں دین کی تمام بنیادیں آتی ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا دین کو حقیر جانتا ہے اللہ تعالی کے احکام کا استہزاء کرتا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے برگزیدہ پیغمبروں کو ناقابل اعتبار ٹھراتا ہے، یہ ایک قسم کا اعلان جنگ ہے دین وشریعت اور احکام خداوندی کے خلاف اور ایک کھلی بغاوت ہے اور بغاوت کی سزا شدید ترین ہوتی ہے۔

رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزگی، طہارت وصداقت اور رسالت پر قرآن ہی نہیں گزشتہ آسمانی کتابیں بھی شاہد ہیں:

قرآن پاک کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جولوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ اپنے پاس توراۃ وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک کاموں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتو سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کوان کے لیے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کوان پر حرام فرماتے ہیں اوران لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں سو جولوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اوران کی حمایت کرتے ہیں اوران کی مدد کرتے ہیں اور نور کا اتباع کرتے ہیں جوان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

قرآن پاک نے وضاحت کے ساتھ بتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور فضائل اور رسالت کا تذکرہ توراۃ وانجیل میں موجود ہیں اور اہل کتاب ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے علماء یہود نے اس کا اعتراف بھی کیا۔

موجودہ دنیائے عیسائیت کے نزدیک ان چاروں انجیلوں میں سب سے معتبر اور مستند انجیل برناباس ہے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، صداقت، حقانیت اور رحمت ہونے کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

ملاحظہ ہوانجیل برناباس کے چند اقتباسات:

تمام انبیاء جن کو اللہ تعالی نے دنیا میں بھیجا انہوں نے ابہام کے ساتھ بات کی مگر میرے بعد تمام انبیاء اور مقدس ہستیوں کا نور آئے گا جو انبیاء کی کہی ہوئی باتوں کے اندھیرے پر روشنی ڈالے گا، کیوں کہ وہ خدا کا رسول ہیں۔ (انجیل برناباس، باب 17)

بالیقین تم سے کہتا ہوں کہ ہر نبی جو آیا ہے وہ صرف ایک قوم کے لیے خدا کی رحمت کی نشانی بن کر پیدا ہوا ہے مگر خدا کا جب آئے گا، خدا گویا اس کے ہاتھ میں اپنی مہر دے گا، یہاں تک کے دنیا کے تمام قوموں کو جو اس کی تعلیم مانے گی نجات اور رحمت پہنچادے گا اور بت پرستی کا ایسا قلع قمع کرے گا کہ شیطان پریشان ہو جائے گا۔

اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگردوں کے ساتھ طویل مکالمہ میں یہ واضح کرتے ہے کہ یہ نبی حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہوں گے۔

اور آنے (والا نبی) ان لوگوں سے انتقام لیگا جو مجھے انسان سے بڑھ کر کچھ قرار دے گے وہ ایک ایسی صداقت کے ساتھ آئے گا جو انبیاء کی لائی ہوئی صداقت سے زیادہ واضح ہوگی (باب ۷۲) باب نمبر ۹۷ میں پھر زیادہ وضاحت کے ساتھ پیشگوئی ہے سردار کاہن نے پوچھا کہ وہ کس

نام سے پکارا جائے گا؟ یسوع نے جواب دیا اس کا نام قابل تعریف ہے۔
قابل تعریف، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ کے معنی ہے، مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں نصرانیت قرآن کی روشنی میں" سید ابوالاعلیٰ مودودی، ۱۴۹ اور ۱۷۱، عیسائیت کیا ہے؟ بائبل سے قرآن تک، شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس، طہارت اور جلالت شان کا احترام نہ صرف مسلمانوں کے یہاں جزوِ ایمان ہے بل کہ عیسائی اور یہود کے ایمان کا بھی حصہ ہے بشرطیکہ وہ اپنے ہی مذہب پر عمل کرنے پر تیار ہوں، ایسی مقدس ہستیوں کی شان میں عیسائیوں کی گستاخیاں اور دل آزار جسارتیں عالم اسلام کے خلاف ان پوشیدہ بغض اور ان کے سینوں میں پلنے والی مکروہ عداوت کی آئینہ دار رہیں، یہودی اور عیسائی وہ اقوام ہیں جن کو ان کی انبیاء دشمنی اور شرارتوں کی وجہ سے خدا کے پیغمبروں نے لعنت کی اور اللہ تعالی نے ان سے ناراضگی اور غضب کا اعلان کیا اور ان کو گناہ قرار دیا۔

مسلمان جو دین فطرت کے صحیح وارث اور انبیاء کرام کے لائے ہوئے طریقوں کے بجا طور پر محافظ ہیں ان کا فریضہ ہے کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ گرامی کو عیب لگانے والے شیطانوں کا تعاقب کریں اور ان کی ناپاک زبانوں کو لگام دینے کی کوشش کریں، ایسے مخبطی لوگوں کا علاج تو قتل ہی ہے جیسا کہ تفصیل سے گزرا، جہاں اسے قتل کرنا مسلمان کے بس میں نہ ہو تو وہ ہر ممکن طریقے سے ایسے افراد اور اداروں کے خلاف تادیبی کارروائی کی راہ ہموار کریں جس سے وہ اپنی حرکتوں سے باز آنے پر مجبور ہوں۔

موجودہ صورتحال میں گستاخانہ کارٹون شائع کرنے والے ان کفریہ ممالک کو جھکانے کا ایک ہی فوری اور مؤثر راستہ ہے کہ ان کا تجارتی واقتصادی بائیکاٹ کر دیا جائے اور اس بائیکاٹ کو اتنا منظم کیا جائے کہ جب تک یہ ممالک سرِ عام معافی نہ مانگیں اور ان شیطان صفت اخبار مالکان اور کارٹونسٹوں کے خلاف تادیبی کارروائی نہ کریں اور آئندہ ایسی شر انگیز حرکتوں کے وہ ہونے کی ضمانت نہ دیں بائیکاٹ ختم نہ کیا جائے، دوسرے مملک کی مصنوعات استعمال کی جائیں، ان ممالک کی بنائی ہوئی کون سی ایسی چیز ہے جس کے استعمال کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے؟

یہ کام علماء کرام کا ہے، مسلمان سیاسی رہنماؤں کا ہے، تاجروں کا ہے، سفارت کاروں کا ہے، معاشیات کے ماہرین کا ہے، صحافیوں کا ہے، عوام کا ہے، سب اپنے اپنے دائرے میں مضبوط حکمتِ عملی کے ساتھ بطور نصب العین یہ بیڑا اٹھائیں۔

صحافی قومی اخبارات میں اس طرح کی ناپاک جسارتوں کی سنگینی سے عوام کو آگاہ کریں اور احکام وعوام کی ذہن سازی کریں کہ وہ اپنے وسائل پر انحصار کریں، بیورہ کریٹ ،سفارت کار، دانشور سب مل کر مسلم بلاک کو معاشی واقتصادی اور عسکری لحاظ سے مستحکم کرنے کی تدبیریں سوچیں۔

عوامی رہنما عوام کو ان ممالک کی اشیاء کے بارے میں معلومات فراہم کرکے ان کے طویل بائیکاٹ پر عوام کو تیار کرے، تاجران اشیاء کا متبادل دوسرے ممالک سے درآمد کرکے عوامی ضرورتیں پوری کریں، سفارت کاران ممالک سے تعلقات ختم کرکے دیگر ممالک کا دورہ کرکے ان سے تجارتی اور اقتصادی معاہدے کریں اور تجارتی واقتصادی معاہدوں میں نمایاں طور پر یہ شرط رکھیں کہ معاہدہ کرنے والا ملک ہماری مذہبی اقدار کا احترام کرے گا۔

زبانی کلامی احتجاج بھی جائز ہے مگر اس کا اثر ان گستاخ ممالک پر زیادہ نہیں پڑتا خصوصا جب کہ مظاہروں، جلسوں اور جلوسوں میں تشدد کا عنصر شامل ہوتا ہے تو یہ بجائے خود ایک ناجائز اور ناروا امر ہے، اس سے ان گستاخ افراد کو اور خوشی ہوتی ہے کہ دیکھو مسلمان غصے میں آکر اپنے گھر جلا رہے ہیں، اپنے بھائیوں کا نقصان کررہے ہیں اور جب یہ جلسے اور جلوس مذہبی حوصلے سے ہوتے ہیں تو مذہب کے نام پر ہونے والے ان نامناسب اقدامات سے دنیا کو مذہب اسلام کے بارے میں منفی پیغام ملتا ہے۔جو درحقیقت دین کا نقصان ہے۔

لہذا اس طراح کے جلسوں، جلوسوں، مارچوں اور ریلیوں میں تشدد کا راستہ ہرگز اختیار نہ کیا جائے، یہ سب احتجاج پرامن ہونا چاہیئے اور زیادہ توجہ بائیکاٹ پر مرکوز کرنی چاہیئے جو اس مسئلے کا موثر اور دیرپا حل ہے۔ واللہ الہادی الی سبیل الرشاد

چنگاری سے شعلے تک

1988ء میں وائی کنگ پہلی کیشنز کے یہودی ادارے نے "شیطانی آیات" کے نام سے ایک بدنام زمانہ منافق کی لکھی ہوئی کتاب شائع کی تھی جس کی نمایاں خصوصیت فحش گالیوں اور شہوت انگیز مضامین کی بھرمار تھی۔ رشدی نے برطانیہ کے عصمت فروش اور حیاباختہ معاشرے ہی کو برسرعام ننگا نہیں کیا تھا بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت، ازواج مطہرات اور اصحاب رسول کی شان میں بھی انتہائی غلیظ زبان استعمال کی تھی۔ اہل مغرب نے مشتعل یا منفعل ہونے کی بجائے اس شرم ناک کتاب کو ادب عالیہ کا شہ پارہ سمجھ کر ہاتھوں لیا جس کے نتیجے میں رشدی جیسا گمنام اور متعین شخص شہرت کے آسمان پر جا پہنچا۔ مسلمان سراپا احتجاج تھے مگر یورپ اور امریکا میں اس کتاب کے ایڈیشن پر اڈیشن شائع ہو رہے تھے۔ انہی دنوں لندن کے سینما گھروں میں ایک یہودی فلم ساز مارٹن سکورس کی ایک انتہائی شرم ناک فلم نمائش کے لیے پیش کی جانے والی تھی جس میں نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ والسلام کو ایک طاوائف کے ساتھ سرگرم اختلاط دکھایا گیا تھا۔ اخبارات میں اس کی تشہیر زور وشور سے جاری تھی۔ لندن کے زیرزمین سٹیشنوں میں جناب مسیح علیہ السلام کے ساتھ اس طوائف کے نیم برہنہ قد آدم پوسٹر لگائے گئے تھے اور عیسائی شہری اس کی نمائش کا بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے تھے۔ اس موقع پر مسلم جیورسٹس لندن آفس کے چیئرمین جناب ریاض احمد نے برٹش فلم انسٹی ٹیوٹ کو نوٹس دیا کہ اس فلم کی نمائش برطانیہ کے قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اگر اس فلم سازاور مالکان سینما کے خلاف لندن کے مسلمان شہریوں کی جانب سے قانونی کارروائی کی جائے گی۔ اس پر وہاں کے عیسائی شہریوں کو بھی غیرت آئی اور کیتھولک چرچ کے رہنماؤں نے فلم ساز کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کا نوٹس دیا۔ اس کے بعد لندن میں مقیم اسلامی ملکوں کے مسلمان نوجوانوں نے سینما کے سامنے احتجاج کیا جہاں اس شرمناک فلم کی نمائش ہو رہی تھی۔ ان نوجوانوں کی دیکھا دیکھی یہودیوں اور عیسائیوں کا ایک گروہ بھی احتجاج میں شامل ہو گیا جس کے نتیجہ میں فلم سازوں کو تشہیری مہم روکنا پڑی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے پوسٹر ہٹانا پڑے۔ فلم بری رح فلاپ ہو کر رہ گئی

یہ دو کردار آپ کے سامنے ہیں۔ ایک کردار ان مذاہب بیزار اور اسلام دشمن یہودیوں

اور عیسائیوں کا ہے، جنہوں نے سلمان رشدی جیسے تیسرے اور چوتھے درجے کے ناول نگار کو محض اس کی فحش نگاری کی وجہ سے سر آنکھوں پر بٹھا لیا۔ اس شخص کے بارے میں کسی مولوی نے نہیں۔ اردو کے مشہور شاعر اور انگریزی ادب کے معروف نقاد فیض احمد فیض نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ مغرب کی اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ رشدی جیسے شخص کو برطانیہ کے ناول نگاروں میں شامل کیا گیا ہے۔ اس شخص کا کمال جس کی وجہ سے وہ اہل مغرب کی آنکھوں کا تارہ بن گیا، بس یہ تھا کہ وہ گالی گلوچ اور فحش گوئی میں نہ جنس میں امتیاز کرتا تھا۔ نہ فرق مراتب کا لحاظ کرتا تھا۔ ماں باپ کو معاف کرتا تھا نہ اپنی اولاد کو۔ بھائی بہنوں کو اور نہ معروف شخصیات کو۔ اپنے گھٹیا بازاری ناول میں اس نے برطانیہ کی وزیر اعظم مسز تھیچر تک کو شہوت برانگیختہ کیا۔ ہوتے ہوتے اس کا حوصلہ اتنا بڑھا کہ اس نے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بے داغ دامن پر چھینٹے اڑانا شروع کر دیئے۔ اس کی یاوہ گوئی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے پاکستان اور ہندوستان میں تیرہ نوجوان جام شہادت نوش کر گئے۔ درجنوں زخمی ہوئے، ادھر پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج تھے۔ اُدھر یورپ میں اس بدمعاش شخص کو شہانہ پروٹوکول دیا جا رہا تھا۔ یہود و نصاریٰ کے اس ناگفتہ بہ کردار کے مقابلہ میں آپ مسلمانوں کا کردار دیکھیے۔ مذکورہ یہودی فلم ساز نے توہین کی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مگر احتجاج کر رہے تھے مسلمان! اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کون روشن خیال ہے اور کون تاریخ خیال! کس کے سینے میں بغض و عداوت بدرو بہ بدرہی ہے اور کس کا دل بلاتفریق تمام انبیا کی محبت سے منور اور معمور ہے۔

حال ہی میں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے ڈنمارک کے جس اخبار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکے اور کارٹون بنا کر کے دنیائے اسلام کے غیظ و غضب کو دعوت دی ہے، اس اخبار کے مالکان نے مسلمانوں کے اس غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنے طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس اخبار میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بھی اتنے ہی خاکے اور کارٹون شائع کیے جائیں گے جتنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے شائع کیے گئے ہیں۔ سمجھ نہیں آتا کہ اس فیصلے کو مذکورہ اخبار کے پالیسی سازوں کی اور جہالت کہا جائے یا اسے ان کی سنگ دلی اور بے ہودہ پن کا نام دیا جائے۔ اسلام کی محبت ہر مسلمان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتی ہے۔ آپ کی یاد آنے پر اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے، وہ آپ کی غلام کو آزادی سے کہیں زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ناموس سے زیادہ ناموس رسالت کو اہمیت دیتا ہے۔ اس کی شکل و صورت اور سیرت و کردار سے اس کے ''محمدی'' ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔۔۔۔ لیکن جونہی

توہین رسالت کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے اس کے پہلوئے دل میں سلگنے والی عشق رسول کی چنگاری بھڑک کر شعلہ بن جاتی ہے۔ اس کا امن وسکون تباہ ہو جاتا ہے اور وہ گستاخ زبان کو گدی سے کھینچ دینے اور بے لگام قلم اور ہاتھوں کو توڑنے کے لیے بے چین ہو جاتا ہے۔

سر محمد شفیع کا نام آپ نے سنا ہوگا، انگلش سرکار نے انہیں ان کی خدامات کے عوض ''سر'' کا خطاب دیا تھا۔تحریک پاکستان کے نامور لیڈر تھے۔کئی سال انگلستان میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۱۹ء میں وائسرائے کی ایگزیکٹوک ونسل کے رکن بھی نامزد ہوئے، روشن خیال بھی تھے اور ماڈرن زندگی کے حامی بھی تھے۔انہیں ایک ایسے مقدمہ میں عدالت کے روبرو پیش ہونا پڑا جس میں ایک غریب مسلمان خانساماں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر انگریز میجر کی بیوی کو قتل کر دیا تھا۔اس مقدمہ میں دوران بحث میاں محمد شفیع کی آنکھوں سے آنسوں جری ہو گئے۔جس پر مقدمہ کی سماعت کرنے والے ججوں نے حیرت سے پوچھا سر شفیع! کیا آپ جیسے ٹھنڈے دل ودماغ کا بلند پایہ وکیل بھی اس طرح جذباتی ہوسکتا ہے۔جس پر شفیع نے جواب دیا: جناب آپ کو نہیں معلوم ایک مسلمان کو اپنے پیغمبر کی ذات سے کتنی گہری عقیدت اور محبت ہوتی ہے شفیع بھی اگر اس وقت وہاں ہوتا یہی کرتا جو اس نے کیا ہے۔

جو لوگ ناموس رسالت کو محض ملاؤں کا مسئلہ سمجھتے ہیں وہ نہ صرف زمینی حقائق سے بل کہ مسلمانوں کی ذہنی اور نفسانی ساخت سے بھی قطعاً ناواقف ہیں۔کیا یہ حقیقت ان کی آنکھوں پر پڑا ہوا پردہ ہٹانے دینے کے لیے کافی نہیں کہ سب سے پہلے اس مسئلہ پر یورپ میں بسنے والے ان مسلمانوں نے آواز اٹھائی ہے جو سالہا سال سے وہاں کے مادر پدر آزاد ماحول میں زندگی گزر رہے ہیں۔آفرین ہے ان پر کہ مغربی ملکوں کی تہذیب وثقافت، معاشرت اور بود وباش ان کے دلوں سے روح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں نکال سکی۔انہیں کبھی تصوری کے جواز کے فتوے دکھائے جاتے ہیں کبھی زمانہ جانے پر لیکچر دیئے جاتے ہیں، کبھی گرجوں کی دیواروں پر بنی ہوئی کنواری مریم اور جناب مسیح علیہ السلام کی قدآدم تصاویر کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔کبھی ان سٹوریوں کے دیکھنے اور سننے کا مشورہ دیا جاتا ہے جو مختلف مذہبی رہنماؤں کی زندگی کا احاطہ کرتی ہیں اور ہر سینما گھر میں دیکھی اور سنی جاسکتی ہیں۔کبھی انہیں باور کرایا جاتا ہے کہ پیغمبر بھی عام انسانوں جیسے انسان تھے خور دنوش کے محتاج، ازدواجی اور بشری تقاضوں کی تکمیل کی خواہش رکھنے والے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے اور سونے جاگنے والے۔۔۔۔لہذا اگر ہٹلر اور چرچل کے خاکے بن سکتے ہیں تو پیغمبر کے کیوں نہیں بن سکتے لیکن یہ لکچر، یہ دلائل اور یہ باتیں مسلم ذہن کو اپیل نہیں کرتیں اور وہ توہین سالت کی ذراسی

آہٹ پر چونک اٹھتا ہے۔ مشرق سے مغرب تک چنگاریاں سلگ اٹھتی ہیں۔ قیادت کے بغیر خود ہی تحریک چل پڑتی ہے۔ پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس تحریک میں کچھ شدت پسند اور اغیار کے ایجنٹ شامل ہو جاتے ہیں جو مقدس تحریک کو بدنام کرنے کے لیے جلاؤ گھیراؤ کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ حالیہ تحریک میں بعض مقامات پر ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے اسلام جیسا مذہب کسی صورت بھی پرامن شہریوں کے جان و مال کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایسی حرکتیں کرتے ہیں وہ دانستہ یا نادانستہ اسلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ وہ سیکڑوں بے گناہ لوگ جن کی گاڑیاں، ٹیکسیاں، موٹر سائیکلیں کھوکھے، دکانیں اور ٹھیلے احتجاج ہڑتالوں اور جلوسوں میں نذر آتش کر دیے جاتے ہیں۔ انہیں آخر کس جرم کی سزا دی جاتی ہے اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس حرماں نصیب اخبار یا ملک نے توہین رسالت جیسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا ہے اسے ایسی حرکتوں سے اسے کیا نقصان پہنچتا ہیں؟ وہ تو الٹا خوشی سے بغلیں بجا رہا ہوگا کہ دل آزاری بھی مسلمانوں کی مانقصان بھی مسلمانوں کا اور بدنامی بھی مسلمانوں کی ہمیں خوب ٹھنڈے دل سے یہ جائزہ لینا ہے کہ ہمارا کونسا عمل اور ردعمل ایسا ہے جو اغیار کو واقعی اور حقیقی نقصان پہنچا سکتا ہے؟ انہیں اپنی حرکت کے قبیح ہونے پر سوچنے پر مجبور کر سکتا ہے اور آئندہ کے لیے انہیں لگام دے سکتا ہیں؟ گستاخی اور توہین کا نہ یہ پہلا واقعہ ہے اور نا ہی آخری واقعہ ہے بل کہ جس انداز میں امریکا سمیت تمام یورپی ممالک نے گستاخی کے مرتب ملک اور اخبار کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا ہے اور ان میں سے بعض نے ان خاکوں کی اشاعت ضروری سمجھا ہے اس سے ان کے آیندہ کے خطرناک عزائم کی نشان دہی بھی ہوتی ہے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تصدیق بھی کی کہ سارے کافر ایک ہی ملت ہے اسلام اور مسلمان دشمنی میں ان میں مثالی اتفاق پایا جاتا ہے اس موقع پر ہمارے درد دل رکھنے والے فہیم اور ذہین قائدین اور علماء کو آگے آنا چاہیے اور قوم کو دو ٹوک انداز میں بتانا چاہیے کہ وہ کونسا لائحہ عمل ہے جسے اختیار کرنے سے وہ اپنے مذہبی فریضہ سے سبک دوش ہو سکتی ہے اگر مغربی مصنوعات کا بائیکاٹ کرانا ہے تو ان کی مصدقہ فہرست بھی سامنے ہونی چاہیے ہمارے تاجر حضرات کو چاہیے کہ وہ قوم کے سامنے مغربی مصنوعات میں سے ہر ایک کا متبادل پیش کریں۔ ایسا کرنا ہماری قومی ضرورت بھی ہے اور مذہبی تقاضا بھی ــــــ حقیقت یہ کہ اگر ارباب حکومت سے لے کر تاجروں، دانش وروں، صحافیوں، علماء اور عام آدمی تک ہر ایک اپنا اپنا کام کرنے کا عزم کر لے تو پوری دنیا میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک کا سلسلہ روکا جا سکتا ہے مگر اس کی لیے چند ہنگامی جلسوں اور جلوسوں سے آگے بڑھ کر سوچنے کی ضرورت ہے۔

توہین آمیز خاکے، مذموم مقاصد اور امت کا لائحہ عمل

ڈنمارک اور اس کے بعض مغربی ممالک کے اخبارات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز اور شرانگیز خاکوں کی اشاعت کی ناپاک جسارت ۱۴۰ کروڑ فرزندان توحید کے لیے ناقابل برداشت صدمے کا باعث ہونے کے ساتھ ساتھ لمحہ فکریہ بھی ہے، ہر مسلمان کو سوچنا چاہئے کہ وہ روز آخرت کس منہ سے شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حق دار ہوگا. ایسا نظر آرہا ہے کہ بنیاد پرست عیسائیوں اور انتہا پسند یہودیوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت صرف ۵۴ لاکھ آبادی والے ملک ڈنمارک اور اس کے ایک اخبار کو استعمال کیا ہے۔ ڈنمارک کی حکومت کو بہرحال امریکہ سمیت ان مغربی طاقتوں کی حمایت حاصل ہے جہاں کی حکومتیں ان بنیاد پرست اور انتہا پسند عناصر کے زیر اثر ہیں ورنہ ڈنمارک جیسا چھوٹا ملک ان طاقتوں کی پشت پناہی کے بغیر اس مسئلے پر مسلمان ملکوں کے سفیروں سے ملنے کی درخواست مسترد کرنے کی جسارت کر ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ صورت حال اس بات کی متقاضی ہے کہ امت مسلمہ اجتماعی بصیرت ومشاورت سے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے اغراض ومقاصد کا تعین کرے اور اسلامی کانفرس تنظیم (او آئی سی) کے پلیٹ فارم سے ایک متفقہ لائحہ عمل اختیار کرے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان شرانگیز خاکوں کے مقاصد میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

(۱) اسلامی ملکوں اور یورپی یونین کے خوشگوار تعلقات کو خراب کرنا، یورپی یونین کے اہم ملکوں نے عمومی طور پر عراق پر امریکی حملوں کی مخالفت کی تھی اس بات کا امکان رہا ہے کہ امریکہ کی ایران کے خلاف جارحانہ کارروائیوں کی یورپی یونین مزاحمت کرے گی، امریکہ کی استعماری پالیسیوں سے بیشتر اہم یورپی ممالک، چین اور روس بھی پریشان نظر آرہے ہیں چناں چہ اس بات کا امکان ہے کہ اسلامی ممالک ان ملکوں کے ساتھ مل کر اگلی دو یا تین دہائیوں میں امریکہ مخالف ایک طاقتور بلاک تشکیل دے سکتے ہیں، ان خاکوں کی اشاعت سے یورپی یونین اور عالم اسلام کے درمیان کشیدگی پیدا ہوئی ہے جو کہ امریکہ کے مفاد میں ہے۔ (۲) یہودیوں کے مذموم مقاصد کے حصول میں معاونت کرنا، ان قابل نفرت خاکوں کی اشاعت سے تہذیبوں کے درمیان تصادم کے امکانات بڑھے ہیں جب کہ عیسائیت اور اسلام کے درمیان تصادم کی راہ ہموار ہونے کی سمت میں

پیش رفت کے بھی خطرات بڑھے ہیں۔ (۳) یورپی یونین اور عالم اسلام میں کشیدگی پیدا کر کے امریکہ کے اس عزم کو تقویت پہنچانا جس کے تحت وہ اس صدی میں اپنی واحد سپر پاور کی پوزیشن کو ہر حال میں برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ (۴) او آئی سی کا ایک مرتبہ پھر امتحان لینا کہ وہ اس قسم کی شرانگیزی کے خلاف موثر اقدامات اٹھانے کی سکت رکھتی ہے یا نہیں تا کہ آئندہ اس قسم کی مزید حرکتیں کرنے یا نہ کرنے کی منصوبہ بندی کی جا سکے۔ (۵) ان خاکوں کی اشاعت سے اسلامی دنیا میں ہونے والے جذباتی اور ممکنہ طور سے کہیں کہیں پر تشدد احتجاجی مظاہروں کی بڑے پیمانے پر تشہیر کرنا خصوصاً مغربی ملکوں کے عوام کو ایک مرتبہ پھر یہ باور کرانا کہ مسلمان تو ہوتے ہی دہشت گرد ہیں، واضح رہے نائن الیون کے بعد سے یہ مذموم مہم جاری ہے۔ (۶) مسلمانوں میں مایوسی و بددلی پیدا کرنا اور بہت سے اسلامی ملکوں کی حکومتوں اور ان کے عوام کے درمیان اعتماد کے بحران کو مزید سنگین بنایا یہ بات کوئی راز نہیں کہ اس قسم کے معاملات میں مسلمان ملکوں کے عوام مذہبی جماعتوں اور کچھ سیاسی جماعتوں کا ردعمل انتہائی شدید اور جذباتی ہوتا ہے جب کہ بیشتر اسلامی ملکوں کے حکمران خود او آئی مختلف وجوہات کی بنا پر مصلحت پسندی اور بے عملی کا شکار رہے ہیں۔ (۷) یورپ اور امریکہ میں رہائش پذیر مسلمانوں کے ممکنہ طور پر ہونے والے احتجاجی اقدامات کو بہانہ بنا کر ان کے خلاف کارروائیاں کرنے کی راہ ہموار کرنا یا ان کے لیے ایسے حالات پیدا کرنا کہ وہ خود ان ممالک سے رخت سفر باندھ لیں امت مسلمہ کے ہر فرد مسلمان ممالک کی حکومتوں اور او آئی سی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے انفرادی یا اجتماعی فعل یا ردعمل سے ان مقاصد کی جزوی تکمیل کا بھی دانستہ یا غیر دانستہ ذریعہ نہ بنیں، امت مسلمہ کو درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کے ضمن میں او آئی سی کا کردار غیر مؤثر رہا ہے۔ او آئی سی کے سربراہی اجلاس کے بعد ۸ر دسمبر ۲۰۰۵ء کو ''اعلان مکہ،، جاری کیا گیا تھا اس سے امت مسلمہ کو عمومی طور سے مایوسی ہوئی تھی کیوں کہ اس میں ''دہشت گردی کے خلاف جنگ،، میں غیر مشروط طور پر کردار ادا کرنے کی بات تو گئی تھی مگر دہشت گردی کی متفقہ تعریف کرنے، افغانستان سے اتحادی افواج کے انخلاء اور ان کی جگہ اسلامی ملکوں کی فوج کی تعیناتی اور عراق سے اتحادی افواج کی واپسی کے نظام الاوقات کا اعلان کرنے کا کوئی مطالبہ شامل نہیں تھا۔ ستمبر ۲۰۰۵ء میں توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی خاکے ڈینش زبان چھپنے والے ڈنمارک کے ایک اخبار میں شائع ہوئے تھے لیکن او آئی سی نے اس کا نوٹس نہیں لیا چناں چہ ڈنمارک اور یورپ کے کچھ اخبارات نے ان اشتعال انگیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف احتجاجی مظاہروں میں کہیں کہیں تشدد کا جو عنصر شامل ہوا ہے اس کی وجہ او آئی سی اور مسلمان حکومتوں کی بے عملی اور

بے حسی سے پیدا ہونے والی بددلی اور مایوسی ہے۔ اب یہ ازحد ضروری ہے کہ احتجاج پروقار اور پر امن ہوں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پیدا ہونے والے چیلنجوں سے مئوثر اور قابل عمل حکمت عملی وضع کرنا ہوگی چناں چہ یہ ضروری ہے کہ نہ صرف ان توہین آمیز خاکوں کے ضمن میں مغربی آراء بل کہ اسلامی دنیاو یورپی یونین کے درمیان معاشی واقتصادی روابط اور عالم اسلام کی معاشی، اقتصادی اور سیاسی صورتحال کو مدنظر رکھا جائے، چند مثبت آراء یہ ہے:

(۱) آسٹرا کے صدر نے جو اس وقت یورپی یونین کے صدر بھی ہیں کہا ہے کہ ذرائع ابلاغ کو مسلمانوں کے توہین رسالت کے نظریہ کی پاسداری کرنا چاہئے۔ (۲) سابق امریکی صدر بل کلنٹن نے یورپی اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ مذہبی اور اخلاقی اقدار کے خلاف ہیں۔ انہوں نے متعلقہ ممالک پر زور دیا کہ وہ ان خاکوں شائع کرنے والوں کو سزا دیں (۳) پاکستان میں متعین جرمنی کے سفیر نے کہا کہ یورپ میں اخبارات کنٹرول کرنے کا کوئی نظام ہیں (۱) یورپی یونین نے کہا کہ ڈنمارک پر حملہ یورپی یونین کے تمام ملکوں پر حملہ تصور ہوگا جب کہ یورپی کمیشن کے صدر نے تنبیہ کی کہ کچھ مسلمان ملکوں کے جانب سے ڈنمارک کے مصنوعات کا بائیکاٹ ڈراصل یورپ کی مصنوعات کا بائیکاٹ تصور ہوگا (۲) اسلام آباد میں متعین ڈنمارک کے سفیر (جو ممازکا سفارت عارضی طور پر بندہ ہونے سے پاکستان سے جاچکے ہیں) نے کہا تھا کہ ڈنمارک سے مسلم ممالک کو جانی والی برآمدات کا صرف ۳۲ فیصد ہیں اس لیے مسلم ممالک کی جانب سے ان کی منصوعات کے بائیکاٹ کا ڈنمارک پر کوئی اثر نہیں پڑے گا.

(۳) یورپی یونین کی اسمبلی ۱۶ افروری ۲۰۰۶ء کو ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں کہا گیا ہے آزادی اظہار اور آزادی صحافت ایک عالمگیر حق ہے اور اس حق پر اس وجہ سے قدغن نہیں لگائی جاسکتی کہ اس سے کوئی فرد یا گروپ ناراض ہوتا ہے قرارداد میں مزید کہا گیا ہے کہ اگر کسی کو کوئی شکایت یا تکلیف پہنچی ہے تو وہ اس کے ازالہ کے لیے عدالت سے رجوع کرے۔ (۴) یورپی یونین کے صدر نے ڈنمارک کے وزیر اعظم کے خاکوں کی اشاعت پر مسلمانوں سے معافی مانگنے کے فیصلے کی حمایت کی ہے۔ (۵) وہائٹ ہاؤس کے ترجمان نے کہا ہے کچھ مسلمان ملکوں میں پر تشدد احتجاجی مظاہروں سے مسلمانوں کے اس دعوے کی تردید ہوگئی ہے کہ وہ امن پسند ہیں۔ دنیا کی مجموعی آبادی میں اسلامی ملکوں کا حصہ ۲۲ رفیصد، مجموعی رقبے میں ۳۲ فیصد اور تیل وگیس کی پیداوار میں ۷۰ فیصد ہونے کے باوجود دنیا کی مجموعی جی ڈی پی میں انکا حصہ تقریباً ۵ فیصد اور مجموعی تجارت میں حصہ تقریباً ۷.۵ فیصد ہے۔ مسلمان ملکوں کی آپس میں تجارت کا حصہ صرف تقریباً ۱۳ فیصد

ہے جب کہ ۷۸ فیصد تجارت وہ غیر ملکوں کے ساتھ کرتے ہیں جس میں یورپی یونین کے ساتھ تجارت کا حصہ تقریبا ۶۰ فیصد ہے یورپی ممالک میں مسلمانوں کی آبادی تقریباپچاس لاکھ ہے۔ مسلمانوں کے مغربی ممالک کے بینکوں وغیرہ میں تقریبا گیارہ سوارب ڈالر کی رقوم جمع ہیں جب کہ مسلمان ممالک نے عالمی مالیاتی اداروں سمیت مختلف ملکوں سے صرف تقریبا ۱۸۵۰ ارب ڈالر کے قرضے لیے ہوئے ہیں گویا مسلمانوں کی جمع شدہ رقوم کا ایک حصہ بطور قرض دے کر یا عالمی مالیاتی اداروں سے دلوا کر مغربی استعماری طاقتیں خصوصا امریکہ مسلمان ملکوں سے اپنی سیاسی ومعاشی شرائط منواتے رہے ہیں۔

امت مسلمہ دین سے دور ہوتی جارہی ہے اور مسلم حکمراں اسلامی تعلیمات کے ضمن میں معذرت خواہانہ رویہ اپناتے نظر آتے ہیں، اسلامی نظام معیشت سے فرار اور سودی نظام پر اصرار کیا جارہا ہے جب کہ اسلامی بنکاری کو سودی نظام کے نقش قدم پر چلایا جارہا ہے۔اسی پر بس نہیں بہت سے ملکوں میں اسلامی بینکاری کے نام پر جمع شدہ رقوم کو مغرب میں رکھا جارہا ہے۔امت مسلمہ انتشار کی شکار ہے اور ٹکڑیوں میں بٹی ہوئی ہے۔کچھ اسلامی حکمراں اپنے اقتدار کو طول دینے اور کچھ سیاستداں اقتدار میں آنے کے لیے مغرب کی مدد کے طالب نظر آتے ہیں۔

تعلیم اور ٹکنالوجی میں بہت پیچھے ہونے کی وجہ سے بہت اسلامی ممالک اپنے دفاع کے لیے بھی مغرب پر انحصار کرنے پر مجبور ہیں۔توہین آمیز خاکوں کی اشاعت ان خاکوں کو شائع کر نے والے ممالک کے ساتھ مغربی طاقتوں کی یکجہتی اور اشتعال انگیز بیانات، امت مسلمہ کی حالت زار اور خاکوں کے مذموم مقاصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ اسلامی ممالک کو او آئی سی کے پلیٹ فارم سے بصیرت اور مشاورت سے کام لیتے ہوئے ایک موثر لائحہ عمل فوری طور سے اختیار کریں۔او آئی سی نے مستقبل میں توہین رسالت کے واقعات کو روکنے کے لیے جو حکمت عملی وضع کی ہے وہ قطعی ناکافی ہے مگر پھر بھی یہ یورپی یونین کو منظور نہیں ہوگی ،اس حکمت عملی میں بہر حال یہ مطالبہ شامل نہیں ہے کہ توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے ممالک مسلمانوں سے معافی مانگیں۔اور آئی سی کو ایک ایسا طاقتور ٹی وی چائینل بنانا ہوگا جو مختلف زبانوں میں اسلام کی صحیح تصویر پیش کرے اور اسلام کے تشخص کو مسخ کرنے 'اسلام کو''جہادی'' مذہب اور مسلمانوں کو''دہشت گرد'' کے طور پر پیش کرنے کی سازشوں کو ناکام بنائے۔یہ چائینل مغربی ممالک کے عوام تک یہ بات پہنچائے کہ کچھ مغربی طاقتیں اقتصادی دہشت گردی میں ملوث ہیں کیوں کہ مسلمان ملکوں اور تیسری دنیا کے ملکوں سے لوٹی ہوئی دولت کے لیے مغربی ممالک کے بینکوں میں

''محفوظ جنت'' فراہم کرنا بھی اقتصادی دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ بات بھی کہی جانی چاہئے کہ کچھ مغربی طاقتیں افغانستان اور عراق سمیت، بہت سے علاقوں میں ریاستی دہشت گردی میں ملوث ہیں جب کہ ان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور خاکوں کو شائع کرنے والے ممالک کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنا اور انکی پشت پناہی کرنا انٹلیکچول (Intellectual) دہشت گردی کے زمرے میں آتے ہیں، امت مسلمہ کو یہ ذمہ داری فوری طور سے قبول کرنا ہوگی۔ او آئی سی اور مسلمان ملکوں کو واضح طور سے دنیا کو یہ بتادینا چاہیے کہ وہ ہر قسم کی دہشت گردی کے خلاف جنگ کرتے رہے گے مگر امریکہ کی سرکردگی میں دہشت گردی کے نام پر لڑی جانے والی جنگ میں صرف اسی وقت تعاون کرے گے جب اس جنگ کا حقیقی مقصد صرف دہشت گردی کا خاتمہ ہو چناں چہ دہشت گردی اور آزادی کی تحریکوں میں فرق رواں رکھتے ہوے دہشت گردی کی جامع تعریف کردی جائے۔ اقتصادی دہشت گردی، ریاستی دہشت گردی اور انٹلیکچول دہشت گردی کے خلاف بھی اسی طرح جنگ کی جائے جس طرح عرف عام میں سمجھی جانے والی دہشت گری کے خلاف جنگ کی جارہی ہے۔ دریں اثناء توہین آمیز خاکوں کی اشاعت (انٹلیکچول دہشت گردی) کے خلاف عالم اسلام میں پروقار اور پرامن احتجاج جاری رہنا چاہئے۔ یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ مسلمان ملکوں کے علماء اکرام اور اسلامی فقہ اکیڈمی یہ فتوی جاری کرنے پر غور فرمائیں کہ اسلامی ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں اور مسلمان حکومتوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی رقوم مغربی ممالک میں جمع کرائیں کیوں کہ یہ دولت مسلمانوں کو نقصان پہچانے کے لیے استعمال کی جارہی ہے، حالاں کہ یہ دولت مسلمانوں کے پاس اللہ کی امانت ہے۔ اگر یورپی یونین توہین آمیز خاکوں کے ضمن میں امت مسلمہ م کے مطالبات پر ہٹ دھرمی کا رویہ برقرار رکھتی ہے تو متعلقہ ملکوں کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کرنیا ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے اور تیل کو کسی نہ کسی شکل میں بطور ہتھیار استعمال کرنے کے ہمہ گیر اثرات و مضمرات او آئی سی کو انتھائی سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا اور اسلامی ترقیاتی بینک و اسلامک چیمبر آف کامرس سے بھی مشاورت کرنا ہوگی یہ معاملہ ابھی تک او آئی سی کے ایجنڈے پر نظر نہیں آیا امت مسلمہ اور مسلمان حکمرانوں کو اس بات کا ادراک کرنا ہوگا کہ اس ضمن میں مومنانہ بصیرت اور مشاورت سے فیصلے کرنے اور مندرجہ بالا سفارشات پر عمل کرنے کے بجائے اگر توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کا معاملہ اقوام متحدہ میں لے جایا گیا تو یہ معاملے کو سرد خانے میں ڈالنے کے مترادف ہوگا اور اس سے امت کے مفادات کو زک پہنچے گی۔

توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمنانِ اسلام

ابتدائے کا آفرینش سے دشمنانِ اسلام نے پیغمبروں اور رسولوں کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کیا کیونکہ انسان ازلی دشمن ابلیس اس انبیائی مشن سے خوف واقف ہے کہ وقفے وقفے سے خالق کائنات اپنے پیغمبروں کو روئے زمین پر کیوں بھیجتا رہا ہے۔ انبیائی تاریخ پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ شاید ہی کوئی ایسا نبی ہوگا جسے ستایا نہ گیا ہو، جس کا تمسخر نہ اڑایا گیا ہو اور بعض اوقات ظالموں نے ان پر ظلم وستم کی انتہا نہ کردی ہو۔ قرآن مجید میں جن انبیاء (علیہم السلام) کا خاص طور سے ذکر آیا ہے وہ محض قصے نہیں بل کہ انبیائی مشن سے تعلق رکھنے والے برگزیدہ پیغمبروں اور رسولوں کی تاریخ ہے۔ اس میں ان قوموں کی دردناک تفصیلات بھی ہیں جن کا انجام رہتی دنیا تک درسِ عبرت بن گیا۔ گزشتہ دنوں روزنامہ ہائمیر، بھوپال (۲۰۔ دسمبر ۲۰۰۵ء) کے ادارتی صفحہ پر ایک رپورٹ شائع کی گئی تھی جس میں ڈنمارک کے ڈینش پیپلز پارٹی کے ترجمان مارٹن ہنرکسن کے بیان کو یوں دہرایا گیا تھا movemement.'been a terrorist its begining,islam has From یعنی ابتدا ہی سے اسلام ایک دہشت گرد تحریک رہا اس رپوٹ میں کوئن آف ڈنمارک گریتھ کی سوانح عمری کے حوالے اسلام کے بارے میں تشویش کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی لکھا گیا تھا کہ ''یورپ کی سیاسی تجربہ گاہ (laboratory) کے بطن سے جنم لینے والے نظریات، جمہوریت، سیکولرزم، سوشلزم، نوآبادیت، انارکیت، کمیونزم، نازیت، فاشزم، حتیٰ کہ صہیونیت نے بھی ''جہاد'' کے خطرے کی بو سونگھ لی تھی۔ دراصل اسلام کے سبز جھنڈے کے سائے میں ساتویں صدی کے عرب سامراجیت نے دنیا کے مختلف خطوں میں اپنے شکار کو ذہنی غلامی کا طوق پہنایا''۔ اس رپورٹ کے آخر میں ''دیگر خرافات کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ریاستہائے متحدہ نے سب سے پہلے بربروسی دہشت گردی کے خلاف دو جنگیں ۰۵۔۱۸۰۱ء اور ۱۸۱۲ء کے درمیان لڑیں۔ یہ وقت ہے کہ یورپ کو اسلام کی واپسی کے خطرات (threats) کو اس کے تاریخی تناظر میں لینا چاہئے''۔

حیرت ہے کہ اسلام کے خلاف مذکورہ نفرت انگیز رپورٹ کی اشاعت سے قبل ہی ڈنمارک کے اخبار جیلنڈس پوسٹن'' میں خاتم الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ

اور توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت ستمبر ۲۰۰۵ء میں کی گئی تھی۔ بعدازاں ناروے فرانس، جرمنی اور بہت سے یورپی ممالک اخباروں نے بھی اس کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ مگر افسوس کہ ہمارے قائدین امت خاموش تماشائی بنے رہے تاہم عوامی ردعمل کے طور پر فروری ۲۰۰۶ء کے پہلے ہفتے میں پوری دنیا میں مسلمانوں نے متحد ہو کر ان توہین آمیز خاکوں کی مخالفت میں اپنے ایمانی حرارت کے ثبوت پیش کرنے شروع کیے جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ بعض مسلم ملکوں میں ڈنمارک کے مصنوعات کے بائکاٹ اور اس سفارتی تعلقات منقطع کرنے کے مطالبے بڑھ گئے لیکن ڈنمارک کی حکومت نے پشیمانی اور افسوس کا اظہار کرنے کے بجائے احتجاج کرنے والے مسلمانوں اور مسلم ملکوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی دھمکی دی گئی۔ وہاں کے وزیر اعظم نے ڈنمارک کے مسلمانوں کے خلاف انتقامی کاروائی کا عندیہ بھی یا اور اس رویے کو اظہار رائے کی آزادی کے خلاف قرار دیا۔

جہاں تک اظہار رائے کی آزادی (Freedom of Expression) کے معروف مفہوم کا سوال ہے تو مغربی تہذیب صدیاں گزرنے کے بعد بھی آزادیٔ اظہار رائے کا واضح مفہوم نہیں بتا سکی ہے۔ اس کی مثال اس اسکرٹ کی طرح ہے جو فیشن کی دنیا میں لانگ سے شارٹ ہوتا جاتا ہے، لیکن ابھی تک یہ بھی طے نہیں ہو سکا ہے کہ شارٹ کی حد کیا ہے اور فیشن کا کلائمکس کہاں ہے؟ دراصل مغربی تہذیب ایک ایسی تجربہ گاہ ہے جہاں ہر دن اور ہر لمحے ایک نیا تجربہ کیا جاتا ہے۔ وہاں مثبت جذبات واحساسات یا آفاقی نظریات کی قدر و قیمت نہیں بل کہ اس جستجو کو اہم مقام حاصل ہے جس سے نفس کی تسکین ہو اگر اس تجربہ گاہ کی بھٹی میں تاریخی عوامل بھی داخل ہو جائیں تو اس جستجو میں انتقامی سوچ بھی داخل ہو جاتی ہے، اس تجربہ گاہ میں دنیا کی تمام آلائشوں کا داخلہ ممکن ہے لیکن اظہار رائے کی آزادی کے نام پر وہاں کسی بھی اصول اور نظریات کا داخلہ ممنوع ہے، جہاں خالق کائنات کو مالک اور حاکم تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخی لحاظ سے یہودیت نے جب آفاقی اصولوں کو ڈسٹ بن میں ڈال دیا تو عیسائیت پر قہر برپا کیا گیا۔ بالآخر اس نے بھی مغربی تہذیب بالفاظ دیگر ابلیس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور اس نے انبیائی مشن میں تحریف کر کے عقیدہ تثلیث کی ایجاد کی۔ اس طرح عیسائیت بھی انبیائی مشن کے خاتمہ کے درپے ہوئی۔ اب اس تجربہ گاہ میں یہودی اور عیسائی بظاہر متحد ہو کر کام کر رہے ہیں تا کہ خالق کائنات کی زمین کو تہہ و بالا کرنے کے بعد خلا کی تسخیر کو ممکن بنایا جا سکے۔ لیکن ان کی راہ میں صرف ایک ہی قوم حائل ہے جو من حیث القوم اس تجربہ گاہ کی بھٹی میں اترنے کو تیار نہیں، یہ قوم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ

وسلم ہے۔اس امت کی تشکیل کے عہد سے ہی اسے بھی ابلیسی تجربہ گاہ میں داخل کرنے کی کوششیں زور پکڑنے لگیں۔لیکن اس کی سر توڑ کوشش کے باوجود انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔صلیبی جنگیں بھی اسی کوشش کا نتیجہ تھیں۔جب اس ابلیسی تجربہ گاہ نے ہر محاذ پر منہ کی کھائی تو اس نے اوچھے اور لچر ہتھکنڈے شروع کر دیئے۔اولین اسلامی تحریک کے روح رواں اور امت مسلمہ کے سرخیل حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر رکیک حملے شروع کر دئے گئے تاکہ مسلمانوں کو شک و ریب میں ڈالنے کے ساتھ ساتھ انہیں ذہنی طور پر ہیجان میں مبتلا کر دیا جائے۔ابلیسی تہذیب کی تجربہ گاہ کے بے شمار دانشوروں کو تیار کیا گیا جنھوں نے چودہ سو برسوں میں مختلف انداز سے اسلام پر ہزاروں حملے کیئے۔بالآخر اسلام کی سب سے بڑی اسلامی قوت اور اجتماعیت بھی ختم کر دی گئی۔اس امت کے بچے کھچے مؤثر قائدین کو خریدنے کی کوششیں کی گئیں، جو نہیں بک سکے انہیں اذیتیں دی گئیں بلیک میل کیا گیا یہاں تک کہ صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔پھر بھی یہ امت اپنے موقف پر ڈٹی رہی من حیث القوم اس نے ابلیسی تہذیب سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔مسئلہ تو ان خود ساختہ قائدین کا رہا ہے جنہوں نے تاریخ کے تابندہ ستارے بننے کہ بجائے نشان عبرت بننے کو ترجیح دی انہوں نے اپنے عوام کا استیصال کیا ان پر ظلم ڈھائے ان کی ہمتیں پست کر دیں اور جو بچ گئے انہیں غلامی کی زنجیروں میں کسنے کی کوشش کی گئی مخلصین امت نے تو ان خود ساختہ قائدین کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اسلام کو ہمیشہ شفاف رکھنے کی کوشش کی۔اس کی برعکس بیشتر قائدین امت اور حکمرانوں پر نفس کا غلبہ رہا۔جسکی وجہ سے وہ ابلیسی تہذیب کی تجربہ گاہ کی بھینٹ چڑھتے رہے انہیں یہ ہوش بھی نہیں رہا وہ کسی نقصان عظیم سے دوچار ہوں گے۔

عہد حاضر میں الیکٹرانک میڈیا کا براہ راست تعلق عوام سے ہوتا ہے۔اگر میڈیا کوئی چیز اسلام کہ خلاف نشر ہوتی ہے تو یقیناً انسان کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ردعمل کے طور پر وہ اپنے جذبات کا بھرپور احساس کراتے ہیں دراصل یہ کیفیت ایمان کی ہے اور اندازہ ہوتا ہے ایمانی اعتبار سے مسلمانوں کی عام سطح اچھی ہے لیکن پرنٹ میڈیا یا کسی علمی کتاب میں گستاخانہ اور توہین آمیز کوئی چیز چھپتی ہے تو عوام کو بعض اوقات پتہ بھی نہیں ہوتا یا عوام کو بعد میں خبر ہوتی ہے اس کا علم صرف دانشوروں اور امت کے قائدین کو ہوسکتا ہے مثال کہ طور پر ۱۹۹۴ء میں امریکہ سے چھپنے والی پانچ جلدوں پر مشتمل کتاب Historic world leaders کی پہلی جلد میں پہلا مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر بنی ہے۔لیکن اس زہریلے مضمون پر عوام کی جانب سے کوئی ردعمل دکھائی نہیں دیتا۔لیکن یہ قیاس ضرور کیا جاسکتا ہے کے ہمارے قائدین امت اور

دانشوروں میں سے بعض حضرات نے اس کا مطالعہ ضرور کیا ہوگا۔اس مضمون میں ظالموں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی تصویر بھی چھاپنے کی گستاخی کی ہے یہ کتاب نہرو میموریل میوزیم لائبریری نئی دہلی میں آج بھی دستیاب ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ امت مسلمہ کا عوامی طبقہ تو ہمیشہ مخلص رہا ہے کیوں کہ اس طبقے کے افراد میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اور یہی افراد امت کی اسٹینڈنگ آرمی کا کردار بھی ادا کرتے رہے ہیں۔امت کے تمام افراد کو معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دنیا کی تمام محبتوں پر غالب ہے۔لہٰذا یہ لوگ اپنے محبوب رحمت للعالمین کی عصمت پر حملہ کیونکر برداشت کرسکتے ہیں۔جو لوگ اس موقع پر مسلمانوں کو محض صبر اور ضبط کی تلقین کرتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں کہ امت کے افراد ان الفاظ سے بخوبی واقف ہیں۔البتہ شاید ایلیٹ اور حکمراں طبقے کے قائدین اور ناعاقبت اندیشانہ رویے کی پیداوار ہے۔حالاں کہ اللہ تعالیٰ خبردار کرتا ہے کہ یہود ونصاریٰ اور کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ‘‘۔لیکن یہی لوگ ان کے ہم نوالہ وہم پیالہ بنے دکھائی دیتے ہیں کہ ان سے مشروط تجارتی معاہدے کی تو پوری گنجائش ہے لیکن دوستی اور رشتہ داری کی گنجائش ایمان کے بغیر قطعاً نہیں ہے۔جہاں تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر گستاخانہ حملے کا تعلق ہے تو کفار اور مشرکین کا یہ عمل نیا نہیں ہے۔بل کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بھی گستاخیاں کی جاتی رہی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر کچرا پھینکنا،اوجھ ڈالنا،لہولہان کرنا حتیٰ کہ زہر دے کر مارنے کی ناپاک سازشیں ہوتی رہی ہیں۔امت کے افراد ان حالات میں کبھی پریشان نہیں ہوئے۔وہ باطل کے مقابلے میں ہمیشہ پامردی سے ڈٹے رہے۔قرآن کریم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء (علیہم السلام) کے ساتھ تمسخر کرنے والوں کو متعدد مقامات پر جہاں تنبیہ کی ہے وہیں ان سے نمٹنے کے طریقے اور ان کے دردناک انجام کی خبریں بھی دی ہیں نمونے کے طور پر چند آیات کے ترجمے ملاحظہ ہوں: ’’جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل ہوں گے‘‘۔(المجادلہ:۲۰) ’’جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں ان پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے اس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کررکھا ہے‘‘۔(الاحزاب:۵۷)

آبروئے ما زنام مصطفیٰ

واشنگٹن امریکہ کا دارالحکومت ہے لیکن جہاں اس شہر میں دنیا کی اس سپر پاور کی دعویدار مملکت کے تمام بڑے ادارے موجود ہیں یہ شہر اپنے بڑے بڑے عجائب گھروں کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ یہ عجائب گھر ایک فرانسیسی نواب کے ایسے بیٹے نے بنائے تھے جسے وہ دنیا کے سامنے اپنا بیٹا تسلیم نہیں کرتا تھا۔ کیوں کہ وہ ایک خفیہ نتیجہ تھا یہ بیٹا مفلوک الحال میں امریکہ آیا قسمت آزمائی کی اور اپنا نام Son smiths یعنی سمو کا بیٹا رکھا۔ اس کی جائداد سے طرح طرح کہ عجائب گھر بنے بڑے ڈائنوسار کے ڈھانچوں کا موزیم دنیا کے پہلے جہاز سے خلائی شٹل والا میوزیم بڑی بڑی قیمتی پینٹنگ کا موزیم لیکن اس کی مرنے کہ بعد ان اداروں پر امریکہ کے یہودی چھا گئے اور انہوں نے اسے جنگ عظیم دوم میں مرنے والے یہودیوں کی یادگار کے طور پر ہول کاسٹ میوزیم بنا دیا۔ اس میوزیم اور دنیا بھر کہ میڈیا کے ذریعے انہوں یہ شدید ترین پروپیگنڈہ کیا کہ اس جنگ میں مغرب نے ۶۰ لاکھ یہودیوں کو مارا تھا۔ فلمیں بنی کتابیں لکھی گئیں مضمون اور پمفلٹ شائع ہوئے اور امریکہ کی سیاست پر قبضے کی وجہ سے پورے یورپ کو مطعون کیا گیا۔ ان کے عوام اور رہنماؤں قصابوں سے تعبیر کیا گیا۔

ہولوکاسٹ کے مرنے والے یہودیوں کو اس قدر مقدس درجہ حاصل ہو گیا کہ ان کہ خلاف بات کرنے والا انکی چالاکیوں نمک حراميوں اور اپنے ملک ہی سے غداری کے بارے میں گفتگو کرنے والے نفرت پھیلانے والا قرار دے کر قابل تعزیر بنایا گیا۔ وہ لوگ جنہوں نے یورپ امریکہ اور کنیڈا میں ان یہودیوں کی عیاری کا پردہ چاک کرنے کی کوشش کی ان کا جو حشر ہوا وہ ایک لمبی داستان ہے۔ میں یہاں صرف ان لوگوں میں سے چند ایک کا ذکر کروں گا۔ جنہوں نے صرف اتنا زبان سے یا قلم سے نکالا کہ یہودیوں نے جو ۶۰/ لاکھ تعداد بتائی ہے وہ غلط ہے بلکہ مرنے والوں کی تعداد تو چند لاکھ سے بھی زیادہ نہیں ہے بعض نے تو صرف اس طرف اشارہ ہی کیا تھا۔ اس سب کو نفرت پھیلانے کے جرم میں سزائیں بھگتنا پڑی۔

کنیڈا میں میلکم روس ڈوگ کولنز ارنسٹ زنڈل کو پریس میں سب سے پہلے ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور پھر من کو عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ انکی جائدادیں ضبط کرلی گئیں اور انہیں

معاشرے میں نفرت پھیلانے کے جرم میں در بدر ہونا پڑا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے سوال اٹھایا تھا کہ ثابت کیا جائے کہاں کہاں ساٹھ لاکھ یہودی مرے تھے۔ان میں سے دوزنڈل اور کریم روڈلف امریکہ چلے گئے لیکن کچھ عرصے بعد ان دونوں کو امریکہ نے اپنے ملک سے نکال کر جرمنی کے حوالے کردیا جہاں وہ آج کل نفرت پھیلانے کے جرم میں مقدمے کا سامنا کر رہے ہیں ۔آسٹریا وہ ملک ہے جہاں اسی ہولوکاسٹ کے ایک مشہور صحافی ڈیوڈ اورنگ کو گزشتہ دنوں گرفتار کر لیا گیا کیوں کہ وہ اپنی تحریر سے یہودیوں کے اس پروپیگنڈے کو غلط کر ثابت کر رہا تھا بیلجیئم کا ایک اور لکھنے والا سیک فرائنڈ در بیک ایسی ہی تحریر لکھتا تھا کہ اسے ہالینڈ کی حکومت نے گرفتار کیا اور آج کل وہ جرمنی کی عدالت میں پیش ہونے کے لیے ہالینڈ بدری کا انتظار کر رہا ہے۔وہ جرمن شہری بھی نہیں لیکن اس کی عالمی ورانٹ جرمن عدالت نے جاری کیئے ہیں۔صرف قانونی کاروائی کی بات نہیں ۱۹ستمبر ۲۰۰۵ءکو بیلجیئم کے ایسے ہی ایک لکھنے والے ویسٹ ریونارڈ چھوڑ دیا۔اسے گرفتار کر لیا گیا اور کہا گیا کہ اسے تب رہا کیا جائے گا اگر وہ پاگلوں کے ڈاکٹر سے معائنہ کروائے اور یہودیوں کے ہولوکاسٹ کیخلاف لکھنا اور بولنا بند کر دے۔

یہ سب ان ممالک میں ہوا ہے جو آج سرکار دو عالمؐ کے توہین آمیز کارٹون چھاپنے پر پریس کی آزادی کا بہانہ بناتے ہوئے کارروائی سے انکار کر رہے ہیں۔لیکن اس دنیا کے چہرے پر ایک اور طمانچے کا ذکر کروں گا۔۱۹، جون ۲۰۰۴ءکو اسرائیل کی کیبنٹ یعنی پارلیمنٹ نے حکومت کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں کہیں بھی کسی جگہ بھی کوئی شخص اگر ساٹھ لاکھ کی تعداد کو کم بتانے کی کوشش کرے تو اس پر مقدمہ چلا سکتی ہے۔اور اس ملک سے اسے نفرت کے جرم Hate Criminl کے طور پر مانگ سکتی ہے۔گرفتار سکتی ہے۔سزا دی سکی ہے یعنی اس وقت جو لکھنے والے جرمنی اور آسٹریا کی عدلتوں میں مقدموں کا سامنا کر رہے وہ کل اسرئیل کی درخواست پر اس کی جیل میں ہوں گے۔ نفرت پھیلانے والے سزا صرف ان لکھنے والوں کو دی جاتی ہے جو یہودیوں کے خلاف لکھتے ہیں۔

یہ تفصیل قدرے طویل ہے اور کئی سالوں پر پھیلی ہوئی ہے لیکن صرف اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ صرف جنگ میں اپنے ہی ملک سے غداری کے جرم میں اور اپنی عیاریوں کی وجہ سے سزا پانے والے یہودی اتنے مقدس ہیں کہ ان کی تعداد کم کرنے پر نفرت پھیلتی ہے تو وہ قوم جس کے لوگوں کی زندگیوں کا سرمایہ ہی عشق رسولؐ ہے جو اپنی جان، مال، عزت آبرو، اولاد اور ماں باپ سے زیادہ محبت کرتی ہے اس کی توہین نفرت پھیلانے کے جرم میں نہیں آتی۔

ایسا کیوں ہے؟

فرڈی ننڈ مارکوس فلپائن کا صدر تھا۔ وہ ۳۰ جون ۱۹۸۶ تک فلپائن کا حکمراں رہا۔ وہ ایک امیرانہ سوچ کا شخص تھا، اس نے ملک کی ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں لی لیے اس نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا تمام اپوزیشن لیڈروں اور اخبار نویسوں کو گرفتار کر لیا ہے، میڈیا پر سنسر شپ لگا دی۔ اس نے نیا آئین نافذ کیا اور تمام اختیارات اپنی بیوی کو دے دیئے۔ اس نے اپوزیشن لیڈر بیگنو اکینو کو ہوائی جہاز کی سیڑھیوں پر گولی مروادی۔ وہ بے انتہا کرپٹ انسان بھی تھا، اس نے دونوں ہاتھوں سے فلپائن کو لوٹا، اس نے ٹھیکوں کمیشن لی اور سرکاری خزانہ دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ امریکہ اس سارے معاملے میں مارکوس کا ساتھی تھا۔ اس کی دو وجہ تھیں۔ ایک ان دونوں فلپائن میں کمیونسٹ پارٹی بہت سرگرم تھی اور امریکہ کا خیال تھا اگر اس نے مارکوس سے تعاون نہ کیا تو کمیونسٹ اقتدار میں آجائیں گے جس کے نتیجہ میں مشرقی کی بعید کا ایک اہم ملک ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ دوسرا امریکہ نے ۱۸۹۲ء سے فلپائن میں فوجی اڈے قائم کرر کھے تھے عیسائی ۹۹/سال کی لیز پر تھے۔ امریکا کا خیال تھا کہ اگر ۱۹۹۱ء تک فلپائن میں ان کی حامی حکومت نہ ہوئی تو ان کی لیز میں اضافہ نہیں ہوگا، انہیں فلپائن چھوڑنا پڑے گا۔ مارکوس ایک ایک ایسا شخص تھا جو ان دونوں معاملات میں امریکا کی مدد کرسکتا تھا چناں چہ امریکا نے مارکوس کے ساتھ اندھا تعاون کرنا شروع کر دیا۔ مارکوس نے اس تعاون کا بھر پور فائدہ اٹھایا اور وہ چند برسوں میں فلپائن کا گھنٹہ گھر بن گیا لیکن پھر قدرت کی طاقتیں اس کے خلاف متحرک ہوگئیں۔ لوگوں کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت بیدار ہوئی۔ اپوزیشن جماعتوں نے اتحاد بنایا فوج نے اپوزیشن کی مدد کرنا شروع کی اور فلپائن میں مارکوس کے اقتدار کی صف لپیٹی جانے لگی۔ ۷/فروری ۱۹۸۶ء کو مارکوس نے الیکشن کرائے جس میں اس نے بھر پور دھاندلی کرائی، الیکشن کمیشن نے اسے کامیاب قرار دیدی۔ حسین اپوزیشن نے ان نتائج کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ عوام سڑکوں پر آئے جس سے متاثر ہو کر فوج کے سربراہ نے مارکوس کے خلاف بغاوت کر دی۔ فوج، عوام اور اپوزیشن ایک جگہ جمع ہوئے، مارکوس اکیلا ہو گیا چناں چہ وہ ستمبر ۱۹۸۶ء کو "ہوائی" فرار ہو گیا۔ وہ اپنے ساتھ ۸۶/کروڑ ۸/لاکھ ڈالر بھی لے گیا۔

مارکوس نے فرار ہونے کے بعد فلپائن کے لوگوں نے امریکا سے احتجاج کرنا شروع کر دیا۔ یہ احتجاج بہت دل چسپ تھا۔ فلپائن کا جو بھی شہری منیلا میں امریکی سفارت خانے کے قریب پہنچتا، وہ چند سیکنڈ کے لئے امریکی سفارت خانے کے گیٹ پر رکتا، اپنی گاڑی کا رخ گیٹ کی طرف کرتا، زور سے ہارن بجاتا اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہوجاتا۔منیلا کے ہر شہری نے اسے اپنی عادت بنالیا۔ احتجاج کے اس طریقے کے موجد منیلا یونیورسٹی کے چند طالب علم تھے، ان طالب علموں نے ان اخبارات میں اشتہار دیا، جس میں انہوں نے عوام سے درخواست کی: آپ لوگ فلاں تاریخ کو فلاں وقت اپنی اپنی گاڑیاں لے کر امریکی سفارت خانے کے سامنے پہنچ جائیں، ہم سب مل کر امریکی حکومت سے احتجاج کریں گے۔اس اشتہار کے جواب میں فقط دو اڑھائی سو لوگ پہنچے، یہ سب لوگ آدھا گھنٹہ تک ہارن بجاتے رہے۔ ہارن کے ذریعہ اس دل چسپ احتجاج کی خبر اگلے روز اخبارات میں شائع ہوئی، تو منیلا کے لوگوں کو یہ طریقہ دل چسپ لگا چناں چہ اگلے جو بھی شہری امریکی ایمبیسی کی طرف جاتا، وہ چند سیکنڈ کے لئے گیٹ کے سامنے رکتا، ہارن بجاتا اور آگے روانہ ہوجاتا۔ یہ سلسلہ آگے بڑھا اور فلپائن کے زیادہ تر لوگوں نے امریکی سفارت خانے سامنے ہار ن بجانا اپنا معمول بنالیا۔ منیلا کے ایک اخبار کی تحقیق کے مطابق امریکن ایمبیسی کے سامنے روزانہ ایک لاکھ سیکنڈ ہارن بجتا تھا۔ اس احتجاج کا شدید نفسیاتی ردعمل ہوا، امریکی سفارت خانے میں کام کرنے والا عملہ بیمار ہوگیا امریکہ کے پانچ بڑے سفارت کاروں نے استعفیٰ دے دیا۔ لوکل لوگوں نے کام بند کر دیا، اور امیکا کے اندر لوگ امریکی وزارت خارجہ پر ہنسنے لگے امریکا نے آنے والے دنوں میں اس احتجاج کو بڑی سنجیدگی سے لیا۔ امریکا نے ۱۹۸۶ میں دو اعلان کیے۔ ایک حکومت نے مارکوس کی حمایت سے انکار کردیا یہ انکار اس قدر پکا تھا کہ اس کے بعد امریکا نے مارکوس کو ہوائی کے دارالحکومت ہونولولو سے باہر نہیں جانے دیا۔ اس کی نقل وحرکت محدود کر دی گئی مارکوس اسی پابندی کے عالم میں ۲۸ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ہونولولو میں انتقال کر گیا دوسرا امریکا نے فلپائن قوم سے اپنی سابقہ غلطیوں پر معافی مانگ لی۔

۱۶ ستمبر کو فلپائن کی سینٹ نے امریکی اڈوں کی لیز میں اضافے کی درخواست مسترد کر دی۔ یہ امریکا کے لئے ایک بہت بڑا جھٹکا تھا لیکن امریکی حکومت یہ جھٹکا بھی چپ چاپ سہ گئی کیونکہ وہ فلپائن عوام کے احتجاج کی شدت سے واقف تھی۔ امریکا نے 27 اکتوبر کو اپنے اڈے فلپائن حکومت کے حوالے کیے اور اپنی فضائیہ واپس بلالی۔ تاریخ اس سارے آپریشن کا کریڈٹ فلپائن کے ان لوگوں کو دیتی ہے جنہوں نے ہارون کے ذریعے امریکی حکومت کو یہ باور کر دیا تھا کہ

جب کوئی قوم کسی دوسری قوم سے نفرت کرتی ہے تو ہارن بجا بجا کر بھی دوسری قوم کو پسپائی پر مجبور کر دیتی ہے۔

یہ احتجاج کا ایک شاندار طریقہ تھا اسے اب تک چار اقوام اپنا چکی ہیں۔اور چاروں اقوام نے اس سے ایکس فوائد حاصل کیے ہیں۔احتجاج کا ایک اور دلچسپ طریقہ میں نے ساؤتھ افریقہ کے کسی جدید میں پڑھا تھا۔اس جریدے میں کسی سائنس داں نے انکشاف کیا کہ ''امیریکی سنڈی'' کی ترکیب ایک جاپانی سائنس داں امیرکی قوم کا مذاق اڑانے کے لیے وضع کی تھی۔ یہ سنڈی بنیا دی طور پر پودوں کا ایک کیڑا ہے۔ یہ کیڑا گرم مرطوب علاقوں کی فصلوں کو لگ جاتا ہے۔یہ کیڑا ایک بار لگنے کے بعد پودے کی جان نہیں چھوڑتا۔ یہ کیڑا جب پودے کے تنے کو اپن گرفت میں لیتا ہے اور اسے سرکنڈا بنا کر چھوڑتا ہے۔ایک جاپانی سائنس داں نے اس کیڑے کو''امریکی سنڈی'' نام دے دیا۔اس کے بعد یہ نام پوری دنیا میں مشہور ہوگیا۔اب تیسری دنیا کے لوگ تمام امریکی کو ''امریکی سنڈی'' کہتے ہیں۔احتجاج کا ایک طرف ناٹ ویڈ (Knot Weed) نام کا ایک پودا بھی تھا' یہ ایک جاپانی پودا ہے' اسے اس وقت احتجاج پودا کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔آج سے ڈیڑھ سو برس پہلے برطانوی فوجی جاپان پہنچے' انہوں نے وہاں قبضہ کرلیا اور مقامی آبادی پر ظلم وستم شروع کردیئے۔وہاں اس وقت ایک بانس نما پودا ہوتا تھا' یہ پودا دیکھنے میں انتہائی خوبصورت تھا اس دور میں ایک برطانوی خاندان جاپان سے واپس برطانیہ آنے لگا تو جاپان کے ایک مقامی شخص نے اسے یہ پودا تحفہ میں دے دیا۔وہ خاندان برطانیہ آیا اور اس نے اپنے صحن میں یہ پودا لگا دیا۔یہاں سے برطانیہ کی زراعت کی تباہی شروع ہوگئی۔یہ دنیا کا ایک ایسا پودا ہے جو ہر قسم کی مٹی میں ہے۔یہ سرکوں چٹانوں' کنکریٹ کی دیواروں اور چھتوں تک پر اگ سکتا ہے اور نہایت تیزی سے پھیلتا ہے اس کے پھولوں پر آنیوالے زرد ذرات ہوا کے ذریعہ اڑتے ہیں اور یہ ہوا جس جس جگہ سے گزرتی ہے وہاں یہ پودا اگتا چلا جاتا ہے۔اس پودے کے بارے میں مشہور ہے کہ اگر زمین میں مٹر کے دانے کے برابر بھی اس کی جڑ ہو تو یہ بیس پچیس برس بعد دوبارہ اُگ آتا ہے۔یہ پودا جس جگہ لگتا ہے وہاں کے تمام دوسرے پودے گلنے شروع ہوجاتے ہیں وہاں کی زمین بنجر ہوتی ہے۔۱۹۴۶ء میں برطانیہ کو اس پودے کی تباہی کا اندازہ ہوا تو گوروں نے اسے جڑوں سے اکھیڑ کر باہر پھینک دیا۔لیکن جہاں جہاں یہ پودا پھینکا گیا وہاں وہاں یہ دوبارہ اگ آیا اس وقت برطانیہ نہ صرف اس پودے پر پابندی ہے بل کہ اس پودا لگانے والے کو دو سال قید بامشقت کی سزا بھی دی جاتی ہے۔برطانیہ کو اس پودے سے جان چھڑانے کے لیے ڈیڑھ ارب پاؤنڈ درکار ہیں یہ

پودا جاپانیوں کا انتقام یا احتجاج تھا وہ کمزور تھے لہٰذا وہ (برطانوی فوجوں کا مقابلہ نہیں) کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایک پودے کا تحفہ دے کر برطانیہ سے اس کے ظلم اور ستم پر ایسا احتجاج کیا جس کا سلسلہ ڈیڑھ سو سال سے جاری ہے احتجاج کا ایک طریقہ خرید و فروخت بھی ہے۔ اس وقت دنیا کو گلوبل ولیج کہا جاتا ہے۔ یہ حقیقتاً ایک ایسا گاؤں ہے جس میں ہر چیز ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہے۔ اس گاؤں میں ایک وقت میں ایک شخص خریدار بھی ہوتا ہے اور اسی وقت فروخت کنندہ یہ حقیقت ہے اس دنیا میں اب کوئی ملک دوسرے ملک کی مدد کے بغیر سلامت نہیں رہ سکتا۔ سب ملک ایک مارکیٹ کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں جس میں ایک ملک دوسرے کو گندم بیچ رہا ہے اور اس کے بدلہ میں اس سے تیل خرید رہا ہے اور یہ دونوں ملک مل کر کسی تیسرے ملک سے پانی لے رہا ہے چنانچہ اس وقت یہ مجبوری احتجاج کا سب سے بہترین طریقہ ہے۔ اس سلسلے میں ہم چین کی مثال دے سکتے ہیں چین اس وقت سوئیاں بنانے والا دنیا کا واحد ملک ہے۔ آپ کپڑے سینے کی مشینوں سے لے کر سرنج کی سوئیوں اور گھڑیوں میں نصب سوئیوں تک کو لے لیں۔ یہ سب سوئیاں چین میں بنائی جاتی ہے اس کی بنیادی وجہ وہ مخصوص فولاد ہے جس کے ذریعہ یہ سوئیاں بنتی ہے۔ یہ فولاد صرف چین میں دستیاب ہے لہٰذا اگر چین دنیا کی صرف سوئیاں بند کر دے تو دنیا کے ۱۸۲ رممالک مسائل کا شکار ہو جائیں۔ اسی طرح اس وقت دنیا میں تیل پیدا کرنے والے صرف ۱۱ ممالک ہے ان گیارہ ممالک میں سے ۱۰ ممالک اسلامی ہیں۔ ان ممالک نے عرب اسرائیل جنگ کے دوران یورپ کو تیل کی سپلائی بند کر دی تھی۔ جس کے نتیجے میں پورے یورپ اور پورے امریکا میں ٹریفک بند ہو گئی تھی۔ لوگ پیدل دفتر جاتے اور پیدل گھر آتے تھے تازہ ترین مثال عراق ہے ۱۹۹۲ء کی امریکہ عراق جنگ اقوام متحدہ نے عراق پر اقتصادی پابندیاں لگا دیں۔ ان پابندیوں کے نتیجہ میں یورپ کی کمپنیوں نے جان بچانے والی ادویات کی سپلائی بند کر دی، جس کے بعد عراق میں صحت کی سنگین مسائل پیدا ہو گئے۔ اس کے ہسپتال قبرستانوں کے شکل اختیار کر گئے۔ آپ احتجاج کی تازہ ترین لہر کو لیں: ڈنمارک میں گستاخ خاکوں کی اشاعت کے بعد سعودی عرب اور اس کے بعد متحدہ عرب امارت نے ڈنمارک کی کمپنی ''آرلے'' کی مصنوعات کا بائکاٹ کر دیا ''آرلے'' ہر سال تین ارب ڈالر کی ڈیری مصنوعات عرب ممالک کو فروخت کرتی تھی۔ اس بائکاٹ کے نتیجہ میں یہ کمپنی شدید مالیاتی بحران کا شکار ہو گی۔ کمپنی کے ترجمان کا کہنا ہے کہ اگر یہ بائکاٹ جاری رہا تو شاید کمپنی کو اپنے ملازمین کی تعداد و نصف کرنا پڑے۔ اسی طرح ''ٹیلی نار'' ناروے کی موبائل فون کمپنی ہے یہ کمپنی اس وقت ۲۱ راسلامی ممالک میں کاروبار کر رہی ہے۔ خاکوں کی اشاعت کے بعد اسلامی ممالک

میں ٹیلی نار کے دفاتر اور تنصیبات پر حملے شروع ہوگئے'لوگوں نے اس کی سروسز بند کردیں،صرف ایک ماہ میں اس کمپنی کا ریونیو نصف ہوگیا جب کہ اسلامی ممالک میں موجود اس کے نمائندوں نے دھڑادھڑ چھٹیاں لینا شروع کردیں۔ڈنمارک کے گستاخ خاکوں کے بارے میں اطلاعات جب پاکستان پہنچیں تو ہمارے عوام نے بھی ان پر شدید احتجاج کیا۔اس میں کوئی شک نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وہ ذات اقدس ہے،جس پر کوئی مسلمان سمجھوتہ نہیں کرسکتا۔توہین رسالت کے بعد مسلمان کے لیے دو راستے رہ جاتے ہیں:وہ غازی بن کر زندہ رہے یا پھر شہید ہوکر ابدی زندگی پاجائے لیکن بدقسمتی سے،ہم نے اس احتجاج کے لیے جو طریقہ استعمال کیا وہ خودکشی سے ملتا جلتا ہے۔ہم نے دشمن پر حملہ کرنے'اسے اپنا موقف سمجھانے یا اسے کوئی نقصان پہنچانے کے بجائے اپنا نقصان شروع کردیا۔

حکومت کے ایک وزیر نے ایک دن ڈنمارک کی ادویات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا اور اگلے دن حکومت نے اس اعلان کی تردید کردی۔ہم نے ڈنمارک اور ناروے کے سفارت خانوں کی حفاظت کے لیے وہاں پولیس تعینات کردی ہے۔ہماری انتظامیہ جی خان سے اسلام آباد کے سفارتی علاقے کی حفاظت کررہی ہے اور ہم لوگ اسی طرح ڈنمارک کے مکھن کے مزے لوٹ رہے ہیں،آپ پاکستان کے کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں جاکر دیکھ لیں،آپ کو ناشتے میں ڈنمارک کا مکھن ملے گا،ایسا کیوں؟یہ کیسا احتجاج ہے؟جن لوگوں کی زندگیاں اس احتجاج سے متاثر ہونی چاہئے تھیں،وہ لوگ تو اطمینان سے زندگی گزار رہے ہیں،جب کہ احتجاج کرنے والوں کی اپنی دوکانیں،اپنے گھر اور اپنی گاڑیاں جل رہی ہیں،ہماری زندگی تعطل اور پریشانی کا شکار ہے،یہ غلط ہے ہمیں بنیادی طور پر احتجاج کا طریقہ نہیں آتا'ہمیں چاہئے ہم صرف خرید وفروخت کو احتجاج کا ذریعہ بنائیں'ہم گستاخ ممالک کے مصنوعات خریدنا اور انہیں اپنی مصنوعات بیچنا بند کردیں،ہم آج فیصلہ کرلیں ہم ڈنمارک اور ناروے کو ایک قطرہ تیل نہیں دیں گے۔ہم ناروے اور ڈنمارک کی کسی کمپنی کی کوئی پراڈکٹ نہیں خریدیں گے۔اس کے بعد ہم ڈنمارک اور ناروے کے کاروباری حریف ممالک سے وہ تمام مصنوعات خریدنا شروع کردیں،جس میں ڈنمارک اور ناروے کو منا پلی Momopoly حاصل تھی۔اس کے نتیجے میں یہ دونوں گستاخ ملک شدید معاشی اور تجارتی بحران کا شکار ہوجائیں گے کہا جاتا ہے کہ ایک تاجر اپنے والد کو ناراض کرلیتا ہے لیکن وہ گاہک کی ناراضگی برداشت نہیں کرتا ہمیں تجارت کی اس نفسیاتی کمزوری کو اپنے احتجاج کا ذریعہ بنانا چاہیے اس وقت دنیا میں ایک ارب ۴۵ کروڑ مسلمان ہیں،یہ تمام صابن،توتھ پیسٹ، ہیئر ائل،شیمپو،

خوشبو اور ادویات استعمال کرتے ہیں، یہ کپڑے اور جوتے بھی پہنتے ہیں، ان میں سے نصف کسلمانوں کے پاس موبائل بھی ہیں، یہ ایک عرب ۴۵ کروڑ مسلمانوں کے پاس گاڑیاں ٹیلی ویزن فریج اور مائکرو ویو اون بھی ہیں، یہ حقیقت ہے کہ کے دنیا کی کوئی قوم کوئی ملک گاہکوں کی اتنی بڑی تعداد کو ناراض نہیں کرسکتا اسی طرح ہمارے پاس تیل ہے اور تیل کو اس وقت وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی بدن خون کو کہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، بالکل اسی طرح آج دنیا تیل کے بغیر نہیں چل سکتی، چنانچہ اگر ہم نے احتجاج کرنا ہے، تو ہم ایک طرف یورپ کا تیل بند کردیں اور دوسری طرف اپنے اپنے ملک میں یورپ کی مصنوعات کا بائیکاٹ کردیں، یقین کیجئے یورپ اپنی موت آپ مرے گا وہ اپنے ہی قدموں میں گر کر دم توڑ جائے گا.....لیکن خدا کے لیے خودکشی بند کردیں، احتجاج وہ کریں جس سے گستاخ کو ملکوں کو نقصان پہنچے اپنے پاؤں پر ہتھوڑی نہ ماریں، خود کو قتل نہ کریں۔

سوہنے محمد صلی اللہ کے نام پر

ہمیں مصنوعات کی طرح تہذیب وثقافت کا بھی بائیکاٹ کرنا ہوگا، مسلمانوں کی نفسیات میں پوشیدہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لافانی جذبے پر کافی کچھ سوچا اور لکھا جا چکا۔ اس عقیدے کی گرہ کشائی کی مغربی مفکرین نے بہت کوشس کی ہے، وحی کے علم سے محرومی کے سبب وہ اس راز کو نہیں پا سکے کہ ان کے رنگ میں پوری طرح رنگے اور دنیاداری میں بری طرح لتھڑے اس ''محمڈن'' کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنتے ہی اچانک کیا ہو جاتا ہے کہ یہ باطنی تطہیر کے سارے مرحلے کے جست میں پھلانگ کر بنیاد پرست ''مسلے'' کا دھارا جاتا ہے تو اور وہ لوگ بظاہر یوم ہی سکے مسلمان ہوتے ہیں؟ وہ بھی آپے سے باہر ہو کر مرنے مارنے پر آجاتے ہیں اور اس طرح کی کوئی بات سنتے ہی ان کے اندر سے اجلا چمکتا ہے، حب رسول سے سرشار مسلمان برآمد ہو کر اپنے پر پھیلا کر گناہوں پر سایہ کر لیتا ہے۔ میں جب مغربی مفکرین کو اس پر حیرت زدہ دیکھتا ہوں تو ان پر ہنسی اور خود پر فخر آتا ہے کہ الحمد للہ! میں بھی گنہگار مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں جس کے پاس ایسا نادر اور نایاب سرمایا ہے جو آخری دم تک اور قبر و حشر تک ہمارا سہارا ہے۔ ایسے موقع پر بخشو چاچا یاد آجاتے ہیں۔ بخشو چاچا کی ڈیوٹی یہ ہوتی تھی کہ وہ نظر رکھیں دوپہر کو سارے بچے سوتے رہیں اور کوئی بھی دھوپ میں باہر نہ نکلے جب کہ بچوں کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ کس طرح چاچا کو جل دے کر نکل جائیں اور کھیل کود کے مزے لیں یا بیر اور گوندیاں توڑ کھائیں۔ چاچا میں کمال یہ تھا کہ وہ نگرانی کرتے کرتے، خود بھی اونگھنے لگتے اور کبھی کبھی تو باقاعدہ سو جاتے لیکن ان کو غافل سمجھ کر جیسے ہی کوئی بچہ بستر چھوڑتا یا اٹھ کر باہر جانے کی کوشش کرتا' فوراً ان کی آنکھ کھل جاتی اور بچہ کو واپس بستر میں دبکنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ ہم مدتوں یہ راز معلوم نہ کر پائے کہ آخر وہ کونسا آلہ ہے جو سوتے اور اونگھتے چاچا کو بروقت خبردار کر دیتا ہے اور کیا وجہ ہے کہ وہ عین وقت پر چونک کر اٹھ جاتے ہیں اور چوری پکڑ لیتے۔ بعد میں جب خوابیات مابعد الطبیعات اور نفسیات پر کچھ پڑھنے کا موقع ملا تو معلوم ہوا کہ انسان کی فکر پر کوئی چیز ایسی مسلط ہو جائے کہ اس کا شعور، تحت الشعور اور لاشعور یکساں طور پر اس کی طرف ہمہ تن رہنے کا عادی ہو جائے، تو اس کے لیے بیداری اور نیند برابر ہو جاتے ہیں اور اس کے لاشعور میں بجنے والی گھنٹی کو اس کا شعور بروقت سن لیتا ہے۔ مسلمان کے تحت الشعور میں بھی

کلمہ پاک کا دوسرا جز ''محمد رسول اللہ'' پڑھتے ہی ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا اُنس ومحبت تکوینی طور پر فیڈ ہوجاتا ہے، کہ اس کا ظاہر کتنا ہی گندا ہوجائے، اس کے باطن میں یہ پاکیزہ اور مبارک روشنی روح کی گہرائیوں میں اتر کر لو دیتی رہتی ہے، اور جیسے ہی اس چنگاری کو پھونک ماری جائے، یہ شعلۂ جوّالہ بن کر بھڑک اٹھتی ہے۔ قدرت اللہ شہاب نے اس حقیقت کو بڑے خوبصورت انداز میں سمجھایا ہے۔ ان کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہو: ''جب میری عمر پانچ یا چھ سال کے قریب تھی، تو اس زمانے میں مجھے اسلام اور غیر اسلام کے ساتھ کسی قسم کا کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے باعث میکانکی طور پر کلمہ جانتا تھا اور دینیات کے استاذ کے خوف سے نماز کی سورتیں اور دعائیں طوطے کی طرح رٹ رکھی تھی۔ آبادی سے دور ایک مخبوط الحواس، مجنوں صفت، مجذوب نما شخص ویرانے میں بیٹھا رہتا تھا۔ اور ہمہ وقت ''لا الہ الا اللہ'' کی ضربیں لگا تا رہتا تھا۔ میں اور میرا ایک ہم عمر ہندو دوست اکثر اس کے پاس جا کر اس کا منہ چڑایا کرتے اور اس کے ذکر کی نقلیں اتارا کرتے تھے۔ میرا ہندو دوست ''لا الہ الا اللہ'' کے وزن پر مہمل مضحکہ خیز اور کبھی کبھی فحش قافیے جوڑ کر مذاق بھی اڑایا کرتا تھا۔ مجذوب نے ہمیں بار بار ڈانٹا کہ ہم اللہ کے نام کی بے حرمتی نہ کریں لیکن ہم باز نہ آئے۔ ایک دن ہم دونوں اس مشغلے میں مصروف تھے کہ ایک شخص ادھر سے چند نعتیہ اشعار الاپتا ہوگزرا جس کا ایک مصرع یہ تھا

ع محمد نہ ہوتے تو دنیا نہ ہوتی

یہ مصرع سن کر میرا ہندو دوست زور زور سے ہنسنے لگا اور اس نے اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں کچھ گستاخیاں بھی کیں۔ میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، لپک کر ایک پتھر اٹھایا اور اسے گھما کر ہندو لڑکے کے منہ پر ایسے زور سے دے مارا کہ اس کے سامنے کا آدھا دانت ٹوٹ گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس زمانے میں شعوری طور پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کے ساتھ یکساں بیگانگی تھی۔ پھر لاشعور کی وہ کونسی لہر تھی، جو اللہ کے ساتھ مذاق پر تو خاموش رہتی تھی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی پر آناً فاناً جوش میں آ گئی تھی؟ یوں بھی عام مشاہدہ یہی ہے کہ اگر کوئی ہمیں گالی دے، تو غصہ آتا ہے۔ ہمارے ماں باپ کو گالی دے، تو اور زیادہ غصہ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خلاف زبان طعن دراز کرے تو دل کڑھتا ہے اور گالی گلوچ تک نوبت آسکتی ہے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدزبانی کرے تو اکثر لوگ آپے سے باہر ہوجاتے ہیں اور کچھ لوگ تو مرنے مارنے کی بازی تک لگا بیٹھتے ہیں۔ اس میں اچھے یا برے مسلمان کی کوئی تخصیص نہیں بل کہ تجربہ تو یہی شاہد ہے کہ جن لوگوں نے ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان

عزیز کو قربان کر دیا۔ ظاہری طور پر نہ تو وہ علم و فضل میں نمایاں تھے، اور زہد و تقوی میں ممتاز تھے۔ ایک عامی مسلمان کا شعور اور لاشعور جس شدت اور دیوانگی کے ساتھ شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مضطرب ہوتا ہے، اس کی بنیاد عقیدے سے زیادہ عقیدت پر مبنی ہے۔ خواص میں یہ عقیدت ایک جذبہ اور عوام میں ایک جنون کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ یہ جذبہ یا جنون نہ تو کسی منظم تحرک کی پیداوار ہے، اور نہ ہی کسی خاص برین واشنگ کا نتیجہ ہے۔ اس کے برعکس یہ تو خودکار تخلیقی عمل کی طرح جنم لے کر فطرت انسانی کے ایسے نہاں خانوں میں پوشیدہ رہتا ہے، جس کا بسا اوقات ہمیں خود بھی علم نہیں ہوتا۔ زیادہ نیک لوگوں میں عقیدت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدت پائی جاتی ہے اور نسبتاً کم نیک لوگوں میں عقیدت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شدت پائی جاتی ہے۔ عقیدت کی حدت اور شدت کا یہ وسیع و عریض ہمہ گیر پھیلاؤ، یقیناً اس آیات کریمہ کی منہ بولتی تفسیر ہے، جس میں اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بشارت دی ہے: ورفعنا لک ذکرک: ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا" (پارہ ۳۰، آیت:۴) ظاہری طور پر تو اس بشارت کا مظہر وہ ذکر رسول ہے جو درود وسلام اور آذان اور نماز میں بار بار ہر جگہ ہر آں لازمی طور پر کیا جاتا ہے۔ لیکن باطنی طور پر اس کا کھلا مظہر احترام رسالت کی وہ پوشیدہ حقیقت ہے، جو ہر اچھے یا برے مسلمان کے لاشعور میں اسی طرح جاری وساری رہتی ہے، جس طرح خون اس کی رگوں میں گردش کرتا ہے۔ (شہاب نامہ، ص/۱۲۱۷)

الحمد للہ! ثم الحمد للہ! ہمارے لوگوں میں بھی یہی خون گردش کر رہا ہے اور جب تک یہ دنیا قائم ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کی رگوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرارت موجود رہے گی۔ میرے محمدی بھائیو! ہمیں گستاخان رسول کی مصنوعات کی طرح ان کی تہذیب وثقافت کی نفرت بھی دل میں بیٹھانی ہوگی۔ ان کے طور وطریقے کا بھی بائیکاٹ کرنا ہوگا ورنہ روز قیامت سوہنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے کا زخم تو دکھا سکیں گے، منہ دکھانا مشکل ہوگا۔ مغربی تہذیب نے بسنت کے روپ میں ہندوانہ تہذیب کے ساتھ آمیزش کر کے ہمیں غلط سمت پر ڈال دیا ہے۔ ہے کوئی جو سوہنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر وہ سب کچھ کر گزرے، جو آج نہ ہوا، تو بہت دنوں تک پھر نہ ہوگا۔

محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت اور ہماری ذمہ داریاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ومقام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کوئی عام دنیوی شخصایت کی طرح نہیں ہے، بل کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت تو وہ ہے جس کے طفیل میں آسمانوں اور زمین ستاروں اور پہاڑوں، دریاؤں اور جانداروں کو غرض دنیا وی ومافیہا کو وجود بخشا، گیا اگر نبی کریم علیہ الف الف تحیۃ وسلام کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا، یہ چہکتی مہکتی دنیا کو کبھی بھی وجود میسر نہ ہوتا نہ ہم ہوتے نہ آپ ہوتے اور نہ کوئی فرد بشر تو کیا فرد غیر بشر بھی نہ ہوتا، گویا آپ کا احسان صرف مسلمانوں پر نہیں ہے بل کہ دنیا کے ذرے ذرے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے، نبی کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات اپنے دل سے نہیں کہتے تھے، حضور اقدس علیہ الف الف تحیۃ وسلام کی لسان اقدس سے صادر ہونے والا ہر ہر حرف، ہر ہر کلمہ، اور ہر ہر کلام، اللہ کے اشارے پر ہوا کرتا تھا، قرآن نے خود اعلان کردیا: وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے نہیں باتیں بیان کرتے، بل کہ وہ تو اسی چیز کا تلفظ کرتے ہیں جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے اسی کو کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　　گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات درحقیقت اللہ کی بات ہوتی ہے، اگرچہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق مبارک سے صادر ہوئی ہو، یہ تمہید اس لیے باندھنے کی ضرورت پیش آئی کہ میں ایک روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی بیان کرنے جارہا ہوں، جس میں آپ نے خود اپنے کو تخلیقِ اولیں بیان کیا جارہا ہے، تو کوئی بدباطن اور منچلا یہ نہ کہنے لگے کہ آدمی کی بات اپنے بارے میں معتبر نہیں ہوتی، جب کہ اس مذکور تمہید سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کسی بات پر شہادت حقیقت میں آپ کی نہیں بل کہ اللہ رب العزت کی شہادت ہوتی ہے، لہذا ہمارے زمانے میں جو منچلوں کی رو بہہ چلی ہے اس کے لیے کوئی اعتراض کی گنجائش نہ رہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

خُلِقْتُ وَ آدَم بَینَ الماءِ والتراب۔ یعنی آدم سے پہلے ہی مجھے پیدا کرنے کا فیصلہ اللہ رب العزت کی جانب سے ہو چکا تھا، یعنی میرے پیدا کرنے کے فیصلے کے بعد ہی آدم اور مخلوق کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا گیا، اسی بات کو یہی کہا گیا: لولاک لما خُلقت الأفلاک ۔ اگر آپ کی پیدائش اے محمد! مقصود نہ ہوتی، تو یہ افلاک یعنی دیگر دنیا بھی پیدا نہ کی جاتی اس سے اندازہ ہو چکا ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا مقام کیا ہے، مگر جب انسان کی عقل پر پردے پر جائے، یا وہ اپنے آپ کو ضرورت سے زیادہ عاقل سمجھنے لگتا ہے، اور Ower confiudon میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو پھر بہکی بہکی سی باتیں اور حرکتیں کرتا ہے، اور ہلاکت کو وہ خود اپنی طرف بلاتا ہے اور اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے لیے خود ہی تیار ہو جاتا ہے، یہی حال ان بدباطن اور خبیث الفطرت بدنصیب اور ملعون و مطرود، مقہور اور رَ ذیل الطبیعت کارٹون بنانے والوں کا ہے، جنہوں نے محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور کارٹون بنائے، اُن کی حکومت اس پر صرف خاموش تماشائی نہیں بنی رہی بل کہ اس کی مؤید ٹھہری۔ ڈینمارک حکومت نے بزعم خود بڑا جرأت مندانہ اقدام کیا ہے کہ کارٹونیسٹ پر کوئی ایکشن نہیں لیا، مگر انجام اس کی اس جرأت کا انشاء اللہ بہت قلیل مدت میں معلوم ہو جائے گا، و ما ذالک علی اللہ بعزیز۔ صرف ڈینمارک نہیں بل کہ امریکہ جو اس وقت دنیا کا سپر پاور بن کر بیٹھا ہے اور ''انا ربکم الاعلیٰ'' کے گن گا رہا ہے اس نے بھی ڈینمارک حکومت کو تسلی دی اور اس کے ساتھ ہونے کا وعدہ کیا اور جب پہلی مرتبہ عوام سمیت دنیا کے مسلمان حکمرانوں نے جیسی جرأت ہونی چاہیئے ویسی نہیں مگر کچھ جرأت تو ضرور بتلائی ہے، عوام دنیا بھر میں احتجاج کر رہی ہے اور کچھ اسلامی حکومتیں اپنے ملکوں میں ڈینمارک کی مصنوعات پر پابندی لگا رہی ہیں، ان کے سفارت خانے بند کر چکے ہیں، یہ ایک اچھا اقدام اگرچہ ابھی ویسا نہیں جیسا ہونا چاہیئے، یہ سرمایہ دارانہ ممالک اپنی دولت کے نشے میں مست ہے، اسی لیے تو احتجاجات کے بعد بجائے کوئی کارروائی کرنے کے اور زیادہ مسئلہ کو طول دیا جا رہا ہے۔

کہاں کہاں کارٹون شائع کیئے گئے:

اس لیے کہ ایک سروے کے مطابق اب تک دنیا بھر کے ۴۰ رممالک کے اخبارات و جرائد گستاخانہ خاکے شائع کر چکے ہیں اور آئندہ اور اخبارات بھی اس مذموم دوڑ میں شامل ہونے والے ہیں اب تک آسٹریلیا میں ۲ر اخبارات نے ایک خاکہ ایک اخبار نے ۳ر خاکے، ارجنٹائن کے اکی اخبار نے ۱۲ر خاکے الجزائر کے ایک اخبار نے ایک اور ۱۵ر اخبارات نے بالترتیب ۱۲ر برازیل

کے اخبارت نے ۳/ خاکے، بلغاریہ کے اخبارت نے ۱۲/ خاکے کینڈا کے اخبارت ۳/ خاکے کروشیا کے اخبارات نے ۱۲/ چیک جمہوری کے اخبارات نے ۱۳/ ڈینمارک کے ۱۲/ اخبارات نے ۱۲/ مصر کے ایک اخبار نے ۶/ فجی کے اخبار کے اخبار نے ۱۲/ فرانس کے ۵/ اخبارات نے بالترتیب ۱۲،۲، ۱۶، ۲، ۱۲ جرمنی کے ۶/ اخبارات نے ۱۲/ سے زائد، گرین لینڈ کے اخبارات نے ۳/ خاکے ہنگری کے اخبارت نے ۱۲/ آئس لینڈ کے اخبارات نے ۶/ انڈونیشیا کے ایک اخبار نے ۱۵/ آئرلینڈ کے اخبارات نے ا/ خاکہ اسرائیل کے اخبار نے ۱۲/ خاکے اٹلی کے ۵/ اخبارات نے بالترتیب ۱۲، ۲، ۲، ۱۲، ۱۲/ خاکے اردن کے دو اخبارات نے ۱۲، ۳/ اِتھوپیا کے کے ۲/ اخبارات نے ۲/ اور ۴/ ملیشیا کے ایک اخبار نے ایک ہالینڈ کے ۳/ اخبارات نے ۱۲، ۱۲، ۲/ نیوزی لینڈ کے ۳/ اخبارات نے ۱۲/ اور ۲/ ناروے کے ۲/ اخبارات نے ۱۲، ۱۲/ خاکے پولینڈ کے ایک اخبار نے ۲/ پرتگال کے ایک اخبار نے ۴/ رومانیہ کے ایک اخبار نے ۲/ سلوامیہ کے ایک اخبار نے ۱۲/ جنوبی افریقہ کے ایک اخبار نے ۱۲/ اسپین کے تین اخبارات نے ۱۲، ۱۲/ سویڈن کے ۳/ اخبارات نے ۲، ۲/ سوئزرلینڈ کے ۶/ اخبارات نے ۳، ۳/ یوکرین کے اخبار نے ایک برطانیہ کے ایک اخبار نے امریکہ کے ۱۱/ اخبارات نے ۱، ۱، ۱، ۲، ۴/ وینیز ویلا کے ۲/ اخبارات نے یمن کے ۲/ اخبارات نے۔ ان میں سے فرانس کے ایک اخبار کے ایڈیٹر کو گرفتا کیا گیا ہے، کہ جب کہ اردن کے اخبار کے ایڈیٹر کو برطرف کر دیا گیا۔ اسی پر ان معاندوں نے بس نہیں کیا، بل کہ کوپن ہیگن سے موصول ہونے والی ایک خبر کے مطابق ان توہین آمیز خاکوں کو اسکول کی نصابی کتابوں میں شائع کیا جائے گا، ڈینمارک پبلشرز کے اکیڈمک سیکشن کے سربراہ گائیڈ نگل نے اخبار بولیکین کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ یہ ضروری ہے کہ نئی نسل کو ان خاکوں کے بارے میں معلوم ہو اس کا مقصد مسلمانوں کو مشتعل کرنا نہیں ہے، رائل لائبریری کی سوقیالین کا کہنا ہے، یہ تاریخ کے لیے ضروری ہیں اور خاکوں پر تنقید کرنا ایک تاریخی غلطی ہوگی اوڈینس میں میڈیا میوزیم کے سربراہ آروین کا کہنا ہے کہ ایک دن کارٹونوں کو شائع کرنے پر جو بھڑکایا جا رہا ہے، سب ختم ہو جائے گا۔

آپ نے پڑھ لیا ہوگا، یہ سب زخم پر نمک پاشی کے مترادف ہے: شاید یہ سب کر کے وہ بہت خوش ہوں گے، مگر انہیں کیا معلوم ہے کہ جو اللہ "عزیز ذو انتقام" ہے، وہ جب یہ اعلان کر چکا ہے: انا کفیناک المستھزین۔ کہ آپ کا مذاق اڑانے والوں کے لیے ہم کافی ہیں۔ تو ضرور یورپ اور اس کے ہم نوا بھی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہنے والے نہیں، دیر سویر عذاب خداوندی کا

کوڑا ان ظالموں اور بدبختوں پر ضرور پڑے گا، اور انشاء اللہ دنیا دیکھے گی کہ ان کیا حشر ہوتا ہے۔
فانتظروا نا معکم من المنتظرین۔
عربی میں ضرب المثل ہے: **لوم الخفاش لا تضر الشمس**۔ یعنی چمگادڑ کا ملامت کرنا سورج کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت کے ساتھ اہانت آمیز سلوک کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو مقام وسیلہ سے محروم کر سکتا ہے اور نہ ہی مقام محمود، نہ شفاعت عامہ کے لیے مانع ہو سکتا ہے، اور نہ سید الانبیاء والمرسلین جیسے عالی مقام سے اُتار سکتا ہے، اس اہانت سے نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام حبیبت پر کوئی آنچ آسکتی ہے اگر نقصان کسی کا ہوگا تو انہیں کا ہوگا جو اہانت کا ارتکاب کریں گے، انشاء اللہ دنیا میں بھی یہ لوگ ذلت وخواری، نکبت وغربت کا شکار ہوں گے اور آخرت میں تو **عذاب الیم** سے راہِ فرار کی کسی سبیل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ان لوگوں کی مثال تو ان بھنگیوں کی سی ہے جو ہزاروں کی تعداد میں کسی جگہ اکٹھا ہو جائیں اور اپنے آلات کے ذریعہ سورج کی روشنی کو روکنے کی کوشش کرنے لگیں یہ مٹی جو ان کے آلات میں ہوگی وہ انہیں کے اوپر آگرے گی اور سورج کی روشنی کا بیچارے وہ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، یا ان احمقوں کی مثال ان چیونٹیوں کی سی ہے جو سوارخ بنا کر یہ سوچنے لگے کہ اب ہاتھی کے قدم اس سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے، حالاں کہ کیا نسبت چیونٹی کے سوراخ کو ہاتھی کے پاؤں سے ایسے ہی کیا نسبت ہو سکتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اور بابرکت ذات کو جو سرتاپا نور کا مجسم، ان اہانت کرنے والوں کے درمیان جو حرام خور حرام زادے ناپاک طبیعت رکھنے والے سرتاپا نجاست وگندگی میں لت پت، جن کے نزدیک حقائق الٹ چکے ہوں، خیر شر اور شر خیر میں تبدیل ہو گیا ہو، اور اس کے باوجود وہ اسی پر خوش وخرم ہوں، اللہ ہماری ایسی حالت سے حفاظت فرمائے، اور ایسی صورت حال ہمارے اندر پیدا ہونے سے پہلے اس دنیا سے ہمیں اٹھالے، آمین یارب العالمین۔

اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دفاع کا آغاز:

وہ لوگ جو مال ودولت، طاقت وقوت، سائنس وٹیکنالوجی کے نشے میں دھت وست ہو چکے ہوں اور یہ سمجھ رہے ہوں کہ اب تو ہم دنیا کے نظام کو بھی بدل سکتے ہیں اور حقائق کو مسخ کر سکتے ہیں، کوئی ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتا، کان کھول کر سن لیں یہ محض دھوکہ ہے اور کچھ نہیں "**ان هذا الا غرور**"۔ یہ اللہ کی طرف تمہارے لیے ڈھیل ہے، جب وہ گرفت کرنے پر آئے گا تو "**مالکم من**

دون اللہ من ولی و لانصیر، ان بطش ربک لشدید' یعنی اس کی گرفت بڑی سخت اور اس سے نجات دلانے والا بھی اس کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا۔

نہر کے پانی کی مٹھاس باقی رہے گی اگرچہ ہزار لوگ اس کے بارے میں اجاج یعنی کڑوہ ہونے کی باتیں کریں، سورج برابر روشنی دیتا رہے گا اگرچہ لوگوں کا ایک بڑا طبقہ یہ کہنے لگے کہ وہ بالکل سیاہ چادر کا ٹکڑا ہے۔ بارش برابر نباتات و جمادات و حیوانات کو زندگی بخشتی رہے گی اگرچہ دعوی کرنے والے یہ دعوی کرنے لگے کہ یہ تو زہر ہے، جو اشیا میں پیوست ہو رہا ہے، دریا برابر طلاطم کے ساتھ بہتا رہے گا، اگرچہ لاکھ بچے اس میں کنکریاں ڈالتے رہیں۔ یہ کوئی پہلا موقع نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی جا رہی ہے، اور نہ ہی یہ پہلا موقع ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دفاع کیا جا رہا ہے، بل کہ یہ سلسلہ دور نبوی ہی سے چلا آ رہا ہے کبھی ابوسفیان نے اسلام لانے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہجائیہ اشعار کہے، مگر یہ بات الگ ہے کہ اللہ کی حکمت یا ان کی کسی اچھی خصلت یا عمل کی وجہ سے گرفت سے محفوظ رہے، اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے، جب کہ دیگر اہانت کرنے والوں کا حشر اور انجام برا ہوا، جیسا کہ مستقل ایک مضمون کے تحت ولید بن مغیرہ، اسود ابن عبدیغوث، اسود ابن مطلب، حارث ابن خیطل، عاص ابن وائل وغیرہ اور دیگر اہانت کے مرتکبین کا انجام کا ذکر کیا جائے گا، انشاء اللہ۔

جب ابوسفیان نے ہجو کی تو حسان ابن ثابتؓ شاعرِ رسول اللہ علیہ وسلم نے اس کا دفاع کیا اور یہ اشعار کہے:

الا ابلغ ابا سفـــــیان عنی　　　　فانت بجوف نخب هـــواءُ

میری جانب سے ابوسفیان کو یہ پیغام پہنچا دو　کہ تو بزدل اور ہوا پرست ہے

هجوت محـــــمدا فاجبت عنه　　　　و عند الله فی ذالک الجزاء

تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اور میں نے اس کا رد کیا
جس کے بدلہ اللہ مجھے اجر عطا فرمائیں گے

اتهجوه و لست له بکفء　　　　فشر کما لخیر کما فداء

تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا، جب کہ تو کہاں اور حضور کہاں، دونوں میں کوئی برابری نہیں۔ تمہاری شرارت میں کوئی انتہا ئی نہیں جب کہ حضور سراپا خیر کے مجسم ہیں لہذا حضور کی ہر ادا پر ہماری جان نچھاور اور قربان ہے۔

فمن یهجو رسول الله منکم　　　　و یمدحه و ینصره سواء

کیا جو شخص حضور اقدس علیہ الف الف تحیۃ وسلام کی ہجو کرے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و نصرت کے دونوں برابر ہو بھی سکتے ہیں؟ یعنی نہیں ہو سکتے

فإن ابی و والدی و عِرضیٓ لِعِرضِ محمد منکم فداءٗ

میرے والد و والدہ میرا مال و اسباب سب کچھ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے

دیکھ لیا آپ نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی گئی تو فدائیانِ رسول خاموش نہیں بیٹھے رہے، بل کہ پُر زور انداز میں دفاع کیا اور کیوں نہ کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات تو وہ ذات ہے، جو اللہ کے بعد ہم پر سب سے بڑے محسن ہیں آپ ہی کے طفیل میں ہمیں وجود ملا، آپ ہی کی طفیل میں ایمان و اسلام جیسی دولت ہمارے مقدر میں آئی اور انشاء اللہ آپ ہی کی محبت کے طفیل شفاعت اور جنت در اور دیدارِ خداوندی بھی میسر ہو جائے گا۔

بائیکاٹ کیسا ہو؟:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جو ہم دفاع کریں گے تو یہ کوئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر یا اسلام پر یا اللہ پر احسان نہیں کریں گے، بل کہ یہ تو ہمارا اخلاقی ودینی، ملی وانسانی فریضہ ہے، اس لیے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کھپا کر ہمیں جہنم سے دور کر دیا، اور اللہ رب العزت کی معرفت کا سامان ہمارے لیے مہیا کر دیا تو اس احسان کا صلہ اس کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی خواہشات کو قربان کر کے ان اہانت کرنے والوں کا بائیکاٹ کریں، اور ان کے پروڈکٹ کا استعمال بند کر دیں، ان کے افعال اور اعمال نقل ومشابہت بند کر دیں، مگر ان حالات میں بھی ہم تعلیمات اسلامیہ سے اپنا دامن وابستہ رکھیں، وہ اس طور پر کہ اپنا مطالبہ پُر امن طور پر بائیکاٹ کے ذریعہ سے کریں، مظاہرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر مظاہرہ کریں تب بھی کسی کی دُوکان یا کسی کی ملکیت کی کوئی چیز یا کسی کی جان سے تعرض نہ کریں اور نہ اسے جلائیں نہ اس پر پتھراؤ کریں اور نہ کسی کو کسی طرح کا نقصان پہنچائیں، اس لیے کہ مظاہروں کے دوران گاڑیاں جلانا، پتھراؤ کرنا اور فتنہ وفساد پیدا ہو، ایسی کوئی حرکت کرنا تعلیمات اسلام کے منافی ہے، لہٰذا اگر مظاہرہ کریں، تب بھی پُر امن طریقے کریں، مظاہرہ سے بھی زیادہ مؤثر یہی ہو سکتا ہے کہ ان کے مصنوعات اور ان کے عادات واطوار ان کے کلچر اور تہذیب اور فیشن پرستی سے مکمل بائیکاٹ کیا جاوے، تا کہ ان اہانت کرنے والوں کو عبرت حاصل ہو، اور وہ دوسری مرتبہ ایسی کوئی حرکت کرنے کی جرأت نہ کر سکیں۔

اسلام دشمن کمپنیاں:

تمام ملٹی نیشنل کمپنیاں اہانت کے اس جرم میں کسی نہ کسی طرح ملوث ہیں، لہٰذا ان تمام کمپنیوں کے مصنوعات سے بائیکاٹ کیا جاوے وہ کمپنیاں یہ ہیں:

Colgate Tang Milo Teem
Detiol Vimwheel Mox Bonus
Maggi Finis Surfexcell 7up
Nestle Cerelac Pepsi
Mirinda Rafhan Coco Cola Sprite Nivea
Peekfreans Mars Pizza hut Caltex
Total KFC Wella Perk
Gala Walls Gillette Kiwi
P&g Revlon Ponds Fraind
lovly signal Meldonalds
Bountysnickers Fxpresspower

اس کے علاوہ دارالعلوم کا وہ فتویٰ بھی یہاں نقل کیا جاتا ہے جس میں امریکہ کے اسلامی ممالک پر حملے کے وقت پر یورپی مصنوعات کے بائیکاٹ کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا، تو وہ یہ ہے:

دارالعلوم کے فتویٰ کے مطابق

امریکہ و برطانیہ کی وہ چند کمپنیاں جن کی مصنوعات ممنوع ہیں

پروکٹر اینڈ گیمبل (Proctor and Gamble)، ایم وے (Em Way)، پامولیو (Palmolive)، جے کے ہیمپسٹیڈ (J.K.Hampstead)، کلر جینس (Killer Jeans)، فلائنگ مشین (Flying Machince)، پیٹر انگلینڈ (Peter England)، وڈلینڈ (Wood Land)، جیٹ ایر ویز (Jet Airways)،

ریلائنس گروپ آف کمپنیز(Reliance Group of Companies)، ریکٹ اینڈ کولمن (Reckit and Colmen) ، جونسن اینڈ جونسن (Johnson and Johnson)، ریڈ اینڈ نکلسن (Red and Nicolson)، ریبین (Rayban)، بروک بونڈ(Brooke Bond)، نیسلے (Nestle)، ویلس (Wellis)، کیڈبریز (Cadbury's) ، ریڈ اینڈ ٹیلر (Reid and Tailor) ، جلیٹ (Gillete) ، ریولون (Ravlon) ، ڈیٹول (Dettole) ، کوکا کولا (Coca Cola) ، پیپسی (Pepsi)، ایلائنز ائیرویز (Allianze Airways)، ائیرامریکہ (Air America)، برٹش ائیر ویز (British Airways)، فورڈ ایسکورٹ (Ford Escort)، اوپیل ایسٹرا(Opel Astra)، وہرل پول(Whirl Pool)،اسمتھ کلین بیکم (Smith Clean Beecham)،تھومسن (Thomson)، ریمنڈ (Raymond)

وہ کمپنیاں جن کی چیزیں متبادل کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہیں۔

گودریج (Godrej)، ویڈیوکون(Videocon)، بی پی ایل (BPL)، ٹاٹا (Tata) ، برلا (Birla)، وپرو (Wipro)، انڈین ائیر لائنس (Indian Air Lines)،ائیرانڈیا(Air India)،گراویرا(Grawiara)،گوالیر(Gwalior)،بومبے ڈائینگ (Bombay Dying)، ول (Vimal) ، پیراگون (Paragon)، بجاج (Bajaj)، ہیروہونڈا (Hero Honda)، لکھانی (Lakhani)، لبرٹی (Liberty)، سیباکا(Cibaca)، مسواک(Miswak)، ایشین پینٹس (Asian Paints)، ان کے علاوہ وہ چیزیں بھی ممنوع ہیں جو امریکہ یا برطانیہ کی کسی بھی کمپنی کے اشتراک سے بنی ہیں۔

اب نیچے روزمرہ کی زندگی میں استعمال ہونے والی کچھ مصنوعات دی جارہی ہیں۔

ٹوتھ پیسٹ وٹوتھ برش(Tooth Paste & Tooth Brush)

ممنوعہ: اورل بی (Oral B)، پیپسوڈینٹ (Pepsodent)، کلوزاپ (Close up)، کولگیٹ (Colgate)، جورڈن (Jordon)، ایکوا (Aqua)، اسمتھ کلین (Smith Clean)

غیر ممنوعہ: سباکا (Cibaca)، پرومس (Promise)، گودریج (Godrej)، مسواک (Meswak)، اجنتا (Ajanta)، اینکر (Anchor)

سرف وصابن (Soap and Detergents)

ممنوعہ: لائف بوائے (Life Boy)، لائف بوائے گولڈ (Life Boy Gold)، لائف بوائے پلس (Life Boy Plus)، لکس (Lux)، ڈیٹول (Dettol)، پیرس (Pears)، لرل (Liril)، سیولون (Savlon)، بریز (Breeze)، فیر گلو (Fair Glow)، سکن کیئر (Skin Care)، جونسن بے بی سوپ (Johnson Baby Soap)، پامولیو (Palmolive)، نیچرلی فیئر (Naturally Fair)، سنو (Snow)، گلو (Glow)، مارول (Marvel)، کیمے (Camay)، ڈینم (Danim)، ٹائڈ (Tide)، سرف ایکسل (Surf Excel)، ڈھیل (Wheel)، ریکسونہ (Rexona)، روبن بلیو (Robin Blue)، روبن بلیچ (Robin Bleach)، آلا (Ala)، وم (Wim)

غیر ممنوعہ: مارگو (Margo)، نیما (Neema)، آیو (Ayu)، ہمام (Hamam)، سنتور (Santoor)، موتی (Moti)، میڈیمکس (Medimix)، پکوائٹ سوپ (Paquito Soap)، جو (Jo)، گایا (Ghaya)، ہارمونی (Harmony)، میڈیباتھ (Medibath)، سٹرس (Citrus)، فینا (Fena)، اُجالا (Ujala)، گھڑی (Ghadi)، ہینکو (Henko)

شیمپو (Shampoo)

ممنوعہ: سنسلک (Sunsilk)، ہیڈس اینڈ شولڈرس (Heads and Shoulders)، لکس (Lux) آرگنکس (Organics)، کلینک پلس (Clinic Plus)

غیر ممنوعہ: نائل (Nile)، ڈابر واٹیکا (Dabur Vatika)، چک (Chik)، ایور (Ayur)

ٹافی وچاکلیٹ (Toffees and Chocolates)

ممنوعہ: کٹکیٹ (Kit Kat)، ڈیری ملک (Dairy Milk)، کیڈبریز (Cadbury's)، نیسلے (Nestle)، پرک (Perk)، چوکوز (Chocos)، چکلیٹس (Chiklets)، سن رائز (Sunrise)، بورن ویٹا (Born Vita)، ہورلکس (Horlics)، بوسٹ (Boost)، پولو (Polo)

غیر ممنوعہ: نیوٹرین (Nutrine)، میلوڈی (Melody)، بارون (Bar One)، امول (Amul)، کوفی بائٹ (Coffee Bite)، بریٹانیا (Britania)، پارلے (Parle)، کیمپکو (Campco)، پوپنس (Popins)

کولڈرنکس، آئس کریم ودیگر مشروبات

(Cold Drinks, Ice Cream and other Drinkable)

ممنوعہ: کوکا کولا (Coca Cola)، پیپسی (Pepsi)، لمکا (Limca)، اسپرائٹ (Sprite)، مرنڈا (Mirinda)، بسلیری (Bisleri)، تھمس اپ (Thums up)، ایکوافینا (Aqua Fina)، کن لے (Kinley)، فینٹا (Fanta)، میک ڈونلڈس (Mac Donalds)، پیزا ہٹ (Pizza Hut)، ویلس (Walle's)، کوالٹی (Kwality)

غیر ممنوعہ: چیتل (Cheetal)، امول (Amul)، مدر ڈیری (Mother Dairy)، پراگ (Parag)

الیکٹرانکس (Electronics)

ممنوعہ: وہرل پول (Whirl Pool)، الیک ٹرولکس (Electrolux)، وولٹاس (Voltas)، کیلوی نیٹر (Kelvinator)، تھامسن (Thomson)، نوکیا (Nokia)، انٹیل (Intel)، ڈیل (Dell)، ایچ پی (HP)، سیلیرون (Celeron)، سائرکس (Cyrix)، اے ایم ڈی (AMD)، ایل جی (LG)

غیر ممنوعہ: گودریج (Godrej)، ویڈیوکون (Videocon)، بی پی ایل (BPL)، سیم سنگ (Samsung)، اوشا (Usha)، کھیتان (Khaitan)

چائے اور کافی (Tea and Coffee)

ممنوعہ: تاج محل (Taj Mahal)، لپٹن (Lipton)، برک بونڈ (Brooke Bond)، سی ٹی سی (CTC)، ٹی سی ٹی (TCT)، نیس کیفے (Nesscafe)، نیسلے (Nestle)، ٹی سٹی (Tea City)، تازہ (Taza)، اے ون (A1)

غیر ممنوعہ: اگنی (Agni)، تری شول (Trishool)، موہنی (Mohini)، ۵۰۲ پٹاکا (502 Pataka) تیز (Tez)، ایم ڈی ایچ (MDH)، ہنٹر (Hunter)، سرگم (Surgum)

کریم اور دیگر میک اپ کا سامان:

(Blades, Cream and Other Cosmetics)

ممنوعہ: فیئر اینڈ لولی (Fair and Lovely)، پونڈس (Ponds)، لیک مے (Lakme)، فیئر ایور (Fair Ever)

غیر ممنوعہ: بورولین (Boroline)، بوروپلس (Boroplus)، بوروسوفٹ (Boro Soft)، ویکوٹرمیرک (Vicco Termeric)، ہمانی (Himani)، امامی (Emami)، نیچرلی فیئر (Naturally Fair)

مچھر مارنے کی دوائی (Mosquito Repellents)

ممنوعہ: مورٹین (Mortein)، آڈوماس (Odomos)

غیر ممنوعہ: آل آؤٹ (All Out)، کچھوا چھاپ (Tortoise)، میکسو (Maxo)

قلم وروشنائی (Pens and Inks)

ممنوعہ: پارکر (Parker)، ایڈجیل (Add Gel)، مونٹیکس (Montex)، لکسر

(Luxar)

غیر ممنوعہ: ٹوڈے(Today)، روٹومیکس(Rotomax)، رینولڈس(Reynolds)

جوتے (Shoes)

ممنوعہ: ووڈلینڈ(Woodlands)، ایکشن(Action)، ایڈیڈاس(Adidas)، نائکی (Nike)، باٹا(Bata)

غیر ممنوعہ: پیراگون (Paragon)، لبرٹی (Liberty)، ریلیکسو (Relexo)، لکھانی (Lakhani)

ٹائرس (Tyres)

ممنوعہ: برج اسٹون(Bridge Stone)

غیر ممنوعہ: سی ایٹ (Ceat)، ایم آر ایف (MRF)، جے کے (JK)، مودی کونٹی نینٹل (Modi Continental)

دیگر سامان (Other Goods)

ممنوعہ: جلیٹ (Gillete)، ڈینم (Denim)، پامولیو (Palmolive)، رائل روس گھڑی (Royal Roce Watch)

غیر ممنوعہ: موو (Moov)، ۳۶۵ نمبر بلیڈ (563 Blade)، اجنتا گھڑی (Ajanta Watch)، ٹائٹن (Titan)، میکسیما (Maxima)

لہٰذا مسلمانوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مکمل طور پر اوپر دی گئی ملٹی نیشنل کمپنیوں کا بائیکاٹ کریں مظاہریں کرے کے بجائے یہ عمل زیادہ موثر ہوگا کیوں کہ آج دنیا میں مسلمانوں کی آبادی ایک سروے کے مطابق ۳۰ فیصد سے زائد ہے اور ایک رپوٹ کے مطابق دنیا بھر کے مسلمان سگریٹ کے مد میں روزانہ ۹۶ رلاکھ ڈالر اسرائیل کو ادا کر رہے ہیں، یہ بات امریکن سی، آئی، اے cia کی جاری کردہ رپورٹ میں بتائی گئی دنیا کی سب بڑی سگریٹ کمپنی فلپس مورس ہے جو یہودی کی ہے، کمپنی اپنے منافع کا ۲۱ فیصد پروفٹ یعنی نفع اسرائیل کو فراہم کرتی ہے، کوکا کولا

بھی اسی طرح پیپسی میکڈونلڈز سب بڑی بڑی کمپنیاں اسلام دشمن ہیں اگر مسلمان متحد ہوکر ان کا بائیکاٹ کرے، تو قلیل مدت ہی میں یہ کمپنیاں عظیم خسارے سے دوچار ہوسکتی ہیں جس کی وجہ سے اس کا اثر اعداد نہیں ہو پارہا ہے ضرورت ہے اس بات کی کہ بہانے اور باتیں بنانے کے بجائے اس سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور مسلمان کمپنیوں کو فروغ دیا جائے، وہ بھی تحقیق کے بعد اس لیے کہ بہت سی کمپنیاں مسلمانوں کے نام پر ہوتی ہیں، مگر اس کے مالک یہود ونصاری ہوتے ہیں، ہم نے اوپر ذکر کیا صرف ڈنمارک سے ہمیں بائیکاٹ نہیں کرنا ہے بل کہ تمام یورپی مصنوعات سے بائیکاٹ کرنا ہے اس لیے کہ امریکہ نے تو کھل کر ڈنمارک کی حمایت کی اور بش ملعون نے ڈنمارک کے وزیر اعظم کو تسلی دی کہ وہ گھبرائے نہیں، امریکہ اس کے ساتھ ہے، ابھی ابھی ایک خبر یہ بھی موصول ہوئی ہے کہ اسٹراس برگ میں یورپی پارلیمنٹ کے اراکین نے یورپ اور اسلامی دنیا میں توہین آمیز خاکوں کے خلاف ہونے والے پرتشدد مظاہروں کی مذمت کی ہے اور کہا کہ ڈنمارک پر کیا جانے والا کوئی حملہ یورپ پر حملے کے مترادف ہوگا، جرمنی کے شہر سٹراس برگ میں ہونے والے ایک اجلاس میں یورپی پارلیمنٹ کے اراکین نے ڈنمارک کے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ یورپ کے برابر ہے، اجلاس میں پریس سے اپیل کی گئی ہے کہ ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرے تفصیلات کے مطابق بحث میں شامل بعض اراکین نے پریس سے درخواست کی کہ وہ آزادیٔ اظہار کے استقبال میں ذمہ داری کا مظاہرہ کرے اور ان ملعونوں نے اس بات کو مکمل طور پر مسترد کیا کہ ان توہین آمیز خاکوں کے پیچھے تہذیبوں کا تصادم کارفرما ہے، بل کہ چور الٹا کوتوال کو ڈانٹے، چوری اوپر سے سینہ زوری کا رویہ اختیار کرتے ہوئے بعض خبیث الطبائع نے تو یہ دن یورپی یونین کو سنجیدہ اقدام اس سلسلے میں اٹھانا چاہئے کا مشورہ دیا۔ "فعليهم لعنة الله عليهم و الملائكة والناس اجمعين"۔

جب ڈنمارک کو یورپی یونین اور امریکہ وغیرہ کی جانب سے اتنی تائید اور پزیرائی حاصل ہوئی تو اس نے ایک قدم آگے بڑھ کر اور زیادہ شرارت کا ثبوت دیا، بایں طور کہ سعودی عرب کے تین اخبارات "الشرق الاوسط، الریاض" اور الجزیرہ نے جیلنڈ رڈ پوسٹن کے ایڈیٹر چیف کارسٹن جوسٹے کے دستخط کے ساتھ ایک معافی نامہ 21/02/2006 کو شائع کیا تھا تو 22/02/2006 پیر کے روز اخبار کے ایڈیٹر نے اس کی تردید کی اور کہا کہ ہم نے معافی نامہ شائع کرنے کی درخواست نہیں کی تھی، اور نہ ہی اخبار کا یہ موقف ہے بل کہ ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے ایڈیٹر کہتا ہے کہ ہم تحقیقات میں لگے ہوئے ہیں کہ یہ معافی نامہ کس نے جعلی بنوا کر شائع

کروادیااور حکومت نے بھی آزادیٔ رائے کا معاملہ کہہ کر معافی مانگنے سے انکار کر دیا ہے، اتنے پر بس نہیں بل کہ گیارہ مسلم ممالک کے سفراء نے ڈنمارک کے وزیر اعظم سے اس معاملہ میں ملاقات کی درخواست کی، تو اس ملعون دمردود نے ملاقات کرنے سے بھی انکار کر دیا اور کہا کہ یہ آزادیٔ رائے کا مسئلہ ہے جب کہ دوسری طرف جرمنی میں ہٹلر کی تصویر یا اس سے ملتی تصویر شائع کرنے یا اس کی تعریف پر مشتمل مضمون شائع کرنے پر سات سال قید کی سزا ہے واہ! کیا آزادیٔ رائے ہے کہ ہٹلر کی تصویر شائع کرنا تو جرم ہے مگر مسلمان کی دل آزادی کی بات آئے تو آزادیٔ صحافت کہہ کر بات ٹال دی جاتی ہے، یہ ہے مہذب تعلیم یافتہ یورپ کا کردار اور اس کی اقدار
''لاحول ولا قوۃ الا باللہ''۔

بائیکاٹ کی وجہ سے نقصانات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو مسلمان کبھی برداشت نہیں کر سکتا، جب یورپ نے بہادری اور شرارت میں جرأت کو بتلانا چاہا، تو مسلمان بھی خاموش نہ رہا اور بعض اسلام ممالک میں حکومتی سطح پر اور بعض میں عوامی سطح پر اس طرح کے کل ۲۰ کے قریب اسلامی ممالک نے بائیکاٹ کا صرف اعلان نہیں بل کہ اس پر عمل بھی کیا، جس کی وجہ سے ڈنمارک کی معیشت پر زبردست زد آئی اور دن بہ دن اس کی کرنسی بھی ٹوٹ اور ڈاؤن ہوتی جارہی ہے اور ڈنمارک کی کمپنیاں ایسے ورکروں کو چھٹی دینے پر مجبور ہورہی ہیں ان کے خسارے کا اندازہ ذیل میں دی جانے والی رپورٹوں سے کیا جاسکتا ہے، دبئی سے موصول ہونے والی ایک خبر کے مطابق ۳۰ ستمبر کو شائع کئے جانے والے توہین آمیز خاکوں کے خلاف مہم کی عالمی سطح پر اجاگر کرنے کا تمام تر سہرا متحدہ عرب امارات کی ایک مشہور و مقبول ویب سائٹ ''الساحۃ'' کے سر ہے، جس نے عرب اور بالعموم پورے عالم اسلام کو اس سنگین مسئلے کی طرف متوجہ کیا، اس ویب سائٹ کو عرب ممالک میں بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہے، اس کی بہترین رپورٹنگ اور تحقیقاتی و تجزیاتی مضامین کی وجہ سے اسی ویب سائٹ نے سب سے پہلے عرب عوام سے بائیکاٹ کی اپیل کی اور عوام نے فوری طور پر اسے قبول کرتے ہوئے ڈنمارک، فرانس، جرمنی، ہالینڈ، اسرائیل اور اسپین کی مصنوعات کو پھینکنا شروع کیا اس بائیکاٹ نے ڈنمارک کی Arlafoods نامی کمپنی کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا تو اس کمپنی نے مذکورہ ویب سائٹ کو پیش کش کی کہ وہ ڈنمارک کے متعلقہ اخبار کے ایڈیٹر کی جانب سے جاری کردہ معافی نامہ جاری کرے اور بائیکاٹ کی اپیل واپس لے لے، تو کمپنی اس سائٹ کو تین ملین ڈالر یعنی تیس

لاکھ ڈالر کا معاوضہ دے گی، ویب سائٹ نے اتنی بڑی پیش کش سختی سے مسترد کر دی، بل کہ مزید عرب عوام سے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیکاٹ سے خاطر خواہ نقصان ہوا ہے، لہذا مزید سختی کے ساتھ بائیکاٹ جاری رکھا جائے، دوسری ایک رپورٹ کے مطابق مسلم ممالک کے بائیکاٹ کے بعد ڈنمارک ہی نہیں یورپ کی بے شمار کمپنیاں خسارا اٹھانے پر مجبور ہیں، کئی کمپنیاں ایسی ہیں جنہیں یومیہ ۱۶ اربل کہ اس سے بھی زائد لاکھ ڈالر کا خسارہ ہو رہا ہے، متعدد کمپنیوں نے اپنے لیبل تبدیل کر دئے ہیں اسی طرح خلیجی اخبارات میں ایک بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے حوالے سے ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ ڈنمارک کی کمپنیاں خاص طور سے وہ کمپنیاں جو مشرقِ وسطیٰ میں تجارت کرتی ہیں اس بائیکاٹ کی وجہ سے بہت زیادہ متاثر ہو رہی ہیں، رپورٹ کے مطابق اگر چہ ڈنمارک کی حکومت کا موقف ہے کہ اس کی معیشت کو کوئی خطرہ نہیں، تاہم انفرادی تجارت اس کے اثرات کو محسوس کر رہی ہے یہاں تک، کئی کمپنیوں نے اپنے کارکنوں کو چھٹی دے دی ہے، مثلاً "ارلا فوڈز" نامی ڈنمارک کی کمپنی نے مجبور ہو کر اپنے ۱۲۵ کارکنوں کو چھٹی پر بھیج دیا ہے، کیوں کہ کام ہی نہ رہا، پروڈکٹ بند ہو گئی اور کمپنی ۲۵ کلو گرام کا مکھن کینٹر اپنے برانڈ نام کے بغیر بھیج رہی ہے ایک اور رپورٹ کے مطابق اب ڈنمارک کے وزیر اعظم کو تین ماہ بعد اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے، اور انہوں نے اب تمام مسلمان ممالک کے سفیروں کو بلا کر اپنا نقطہ نظر بیان کیا، مگر سفیروں نے کہا کہ اب پانی سر سے اوپر پہنچ گیا ہے اور اب معاملہ حکومت کی سرحد سے نکل کر عوام تک پہنچ چکا ہے، پہلے ہی ہم نے معاملہ کو پُرامن طریقے سے سلجھانے کی کوشش کی تھی، مگر تب آپ نے ملاقات تک کرنے سے انکار کر دیا تھا، اب ہمارے پاس اس کا کوئی حل نہیں، ان رپورٹوں سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ مسلم امت کے بائیکاٹ کے زبردست اثرات ان کی معیشت پر مرتب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ ہوں گے اور آثار بتلا رہے ہیں کہ حق و باطل کا معرکہ اپنی آخری حدود میں داخل ہونے جا رہا ہے اور قرآن کا اعلان ہے: **جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا**، حق آچکا اور باطل مٹ چکا اور باطل تو مٹنے ہی کے لیے ہیں، اسی طرح ایک اور جگہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: **انتم الأعلون ان كنتم مؤمنين** ،تم ہی غالب رہو گے اگر وصف ایمان سے آراستہ ہو جاؤ گے، اور الحمد للہ آخری چند دہائیوں سے مسلم امت میں بیداری اور غیرت اسلامی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں امت ایک بار پھر آہستہ آہستہ ہی سہی اسلام کی طرف رجوع کر رہی ہے، جو خوش آئند اقدام ہے، اللہ کی ذات بابرکت سے قوی امید ہے کہ وہ بہت جلد ایک بار پھر اسلام کو اس کی کھوئی ہوئی عزت اور طاقت سے سرفراز فرمائے گا، اور علم اسلام کے سائے میں دنیا پھر ایک پر امن و

اطمینان کا سانس لے گی و ماذلک علی اللہ بعزیز۔

امت مسلمہ کی ذمہ داریاں:

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہمیں اس وقت چند کام کرنے ہیں، ایک تو یورپ کے مصنوعات اور تہذیب کا بائیکاٹ کرنا ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں بائیکاٹ سے کیا ہوتا ہے تو عزیزو! آپ نے ابھی اوپر کی رپورٹیں پڑھ لیں جس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس بائیکاٹ سے کیا نقصان مرتب ہو رہا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر حق ہے کہ ہم اپنی کمزوری اور بزدلی کی وجہ سے اگر ان گستاخان رسول کو سزا نہیں دے سکتے تو کم سے کم نقصان تو پہنچائیں۔

جب ہزاروں صحابہ نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر اپنی جان جیسی قیمتی چیز کو قربان کر دیا تو کیا ہم اپنی خواہشات اور لذتوں کو رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے عظیم محسن و مربی کے خاطر قربان نہیں کر سکتے ضرور کر سکتے ہیں اور انشاء اللہ کریں گے۔

دوسرا کام قرآن اور سنت سے اپنے آپ کو وابستہ کریں قران کی کثرت سے تلاوت کریں، اور ہو سکے تو کسی معتبر عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کو سمجھنے کی کوشش کریں، ایک ہفتہ میں کم از کم ایک قرآن تو ختم ہونا ہی چاہئے ورنہ جتنا زیادہ ہو بہتر ہے اور اگر اتنا نہ ہو سکے جتنا آپ پڑھ سکیں بہر حال روزانہ کچھ نہ کچھ ضرور قرآن کی تلاوت کریں۔

تیسرا کام یہ ہے سیرت نبوی کا مطالعہ کریں اسی طرح سیر صحابہ کا مطالعہ کریں، سیرت کے مطالعہ سے آپ کو کیا حاصل ہوگا تو آیئے علامہ ابوالکلام آزادؒ کے قلم ادیبانہ سے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وہ نصیحت پڑھتے چلیں جو انہوں نے اپنے شاگرد رشید شیخ عمادالدین واسطیؒ کو کی۔

حافظ ابن کثیرؒ اپنے شہرائے آفاق کتاب "البدایہ و النہایہ" میں رقم طراز ہیں" کہ واسطی فرماتے ہیں کہ میں علم کی صحیح سمت اور روحانی غذا حاصل کرنے کے لیے حیران و پریشان ہو کر اخیر میں تمام دروں سے مایوس ہو کر ابن تیمیہؒ کے در پر پہنچا شیخ کو جب میرے حالات معلوم ہوئے تو مجھے وصیت و نصیحت کی کہ" اے واسطیؒ ساری چیزیں چھوڑ کر صرف سیرت نبویہ کے مطالعے اور اس پر تدبر و غور و فکر کو اپنے اوپر لازم ٹھہرا لو، یقین و ایمان کی تمام بہاروں کے لیے یہی نسخہ شفا ہے" پھر واسطیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مطالعہ سیرت نبویہ کو حرز جان بنا لیا اور پھر جو کچھ پایا اسی کے وسیلے سے پایا پھر علامہ آزاد فرماتے ہیں کہ ایک سرسری نظر رکھنے والا اس واقعہ کو معمولی سی بات سمجھ کر معترضانہ آگے بڑھ جائے گا، لیکن صاحب نظر و بصیرت اسی بات سے امام موصوف کے تمام علوم و

اعمال کا محور و مرکز معلوم کر سکتا ہے، اسی سیرت کے مطالعہ نے گویا امام ابن تیمیہ " کو محقق اسلام اور امام وقت اور علامۃ الدہر جیسے اونچے مقام پر فائز کیا۔

ایک اور مقام علامہ آزاد رحمۃ اللہ علیہ عجیب بات تحریر فرماتے ہیں:

سیرت نبوی کا مقام:

حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف اس عہد میں بل کہ جب تک دنیا باقی ہے صاحب قرآن کی سیرت و حیات مقدس کے مطالعے سے بڑھ کر نوع انسانی کے تمام امراض قلوب و علل ارواح کا اور کوئی علاج نہیں۔ اسلام کا دائمی معجزہ اور ہمیشگی کی حجۃ اللہ البالغہ قرآن کے بعد اگر کوئی چیز ہے تو وہ صاحب قرآن کی سیرت ہے اور دراصل قرآن اور حیات نبوت معنا ایک ہی ہیں۔ قرآن متن ہے اور سیرت اس کی تشریح۔ قرآن علم ہے اور سیرۃ اس کا عمل، قرآن صفحات و قراطیس مابین الدفتین اور فی صدور الذین اوتوا العلم میں ہے اور یہ ایک مجسم و ممثل قرآن تھا جو یثرب کی سرزمین پر چلتا پھرتا نظر آتا تھا۔ کما قالت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا و کان خلقه القران "۔

ماد رجانے آمدہ در یک بدن　　　　من کیم؟ لیلیٰ و لیلیٰ کیست؟ من

انبیائے کرام کی زندگی سے بڑھ کر "یقین" اور "ایمان" کی پکار اور کیا ہوسکتی ہے؟ مجال قطعی ہے کہ ایک صاحب استعداد سیرت نبویہ کا کوئی چھوٹا ٹکڑا بھی پیش نظر رکھتا ہو، پھر شک و اضطراب نفس کا افسون ہلاکت اس پر کارگر ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ قران حکیم نے جابجا انبیائے کرام علیہم السلام کے نفس زندگی و وجود کو بطور ایک حجت و برہان کے پیش کیا ہے۔ نہ کہ محض بطور قصص و اظہار علم ماسبق و انباء بالغیب کے، جیسا کہ عموماً سمجھا گیا ہے۔

علامہ آزاد سیرت نبویہ اور سیر صحابہ کے بارے میں ایک جگہ رقم طراز ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ:

پھر قرآن میں نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سیرت بل کہ صحابہ کرام کے حالات و خصائص کا بھی کافی ذخیرہ موجود ملا۔ صحابہ کی جماعت درسگاہ تزکیہ و تعلیم نبوت سے نکلی ہوئی "مومنون الاولون" کی جماعت تھی۔ و یزکیهم و یعلمهم الکتب والحکمۃ اس لیے ان کے سوانح و ایام بھی سیرت نبویہ کے مختلف اجزا ہیں بل کہ ہدایت قرآنی و حکمت نبوی کے عملی مجسم ثمرات ہونے کے لحاظ سے دلائل و آیات نبوت کے حکم میں داخل، پس یقیناً آپ کی سیرت مکمل نہ ہوتی اگر ان کے حالات بھی قرآن میں پوری شرح و تفصیل سے نہ ملتے۔ اس ٹکڑے کو دیکھ کر مجھ کو

آخری مرتبہ یقین اس بارے میں حاصل ہو گیا کہ اگر دنیا سے تاریخ اسلام کی ساری کتابیں معدوم ہو جائیں۔ دنیا نے جو کچھ چھٹی صدی عیسوی کے ایک ظہور دعوت کی نسبت سنا ہے، وہ سب کچھ بھلا دے اور صرف قرآن ہی دنیا میں باقی رہے۔ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت مقدسہ اور آپ کی سیرت وحیات کے براہین وشواہد مٹ نہیں سکتے۔

چوتھا کام قرآن اور سنت پر عمل مثلاً نماز باجماعت کا مکمل اہتمام شراب سود ٹی وی فحش اشیاء اور تمام منہیات سے مکمل اجتناب اور تمام اوامر کا مکمل اہتمام چاہئے نماز ہو روزہ ہو زکوٰۃ ہو حلال کمائی ہو مخلوق کے ساتھ حسن سلوک وغیرہ اب حضور کی شان میں کہے گئے چند اشعار اور آیت کریمہ پر اس مضمون کو بادل نہ خواستہ ختم کیا جاتا ہے۔ حسان ابن ثابتؓ فرماتے ہیں:

احسن منک لم تر قط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

آپ سے بہتر کسی آدمی کو میری آنکھ نے نہیں دیکھا،

اور آپ سے خوبصورت کسی عورت نے بچہ نہیں جنا

خُلِقْتُ مُبَرأً من کل عیب

کأنک قد خلقت کما تشاء

آپ ہر عیب سے مبرا پیدا کئے گئے، گویا کہ اللہ نے آپ کو ایسا ہی پیدا کر دیا جیسا آپ نے چاہا

(یعنی تمام عیوب سے پاک)

شیخ سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں:

بلغ العلی بکـــــماله

کشف الدجی بجماله

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کمال کی وجہ سے مقام ارفع پر فائز ہو گئے،

آپ کی خوبصورتی اور حسن کی وجہ سے ظلمت اور تاریکی میں روشنی پھیل گئی

حسنت جمیع خصاله

صـــــلوا علیه واله

آپ کی تمام کے تمام خصلتیں سراپا حسن ہی حسن ہیں،

اے لوگو! درود وسلام بھیجو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل واولاد پر

امام عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

أفلت شموس الاولين وشمسنا
ابداً على افق البقاء لاتغرب

پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو چکے، اور ہمارا سورج (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) آسمان بقا پر دوام اختیار گیا جو کبھی غروب نہیں ہونے والا

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: **رفعنا لک ذکرک** (اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا)۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں سیرت طیبہ کے مطالعے، اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! اور حوض کوثر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لقاء جیسی عظیم نعمت کو ہمارے لیے مقدر فرمادے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر ان گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مصنوعات سے بائیکاٹ کی توفیق عطا فرما کر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ سے ہمارے قلوب کو معمور ومزین فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

حذیفہ دستانوی

جانور بھی گستاخیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برداشت نہ کر سکا

گجراتی زبان میں ایک محاورہ مشہور ہے، جس کو اردو زبان میں یوں کہتے ہیں:

''جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شیر کی طرف بھاگتا ہے''

یہی حال یورپ اور اس کے ہمنواؤں کا ہے کہ جب انہیں اللہ کی دی ہوئی دولت وقیادت ہضم نہ ہوئی اور وہ اسی میں مست اور مدہوش ہوگئے، تو خود ہی اپنی ہلاکت کے اسباب اختیار کرنا، انہوں نے شروع کر دیا، اس لیے کہ قرآن اور احادیث شریفہ کے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے جب ذریت آدم کو راہ راست سے انحراف کی روش اختیار کرتے ہوئے دیکھا، تو انہیں راہِ راست پہ لانے کے لیے فرمایا انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو وقتاً فوقتاً مبعوث گیا جنہوں نے دنیا میں آکر اپنی ذمہ داری کا مکمل حق ادا کر دیا، اور لوگوں وحدانیت اور اخلاق حمیدہ کی تعلیم دی، مگر ہر نبی کے ساتھ ان کے معاصرین کے ایک طبقہ نے بدسلوکی اور عداوت کی راہ لی ایک مدت تک تو انبیا صبر واستقلال کا پہاڑ بنے رہے، مگر جب اللہ نے دیکھا کہ یہ قوم راہِ راست پر آنے کا کوئی ارداہ اور جذبہ نہیں رکھتی ہے تو انہیں ہدایت اور خیر سے محروم کر دیا، پھر ان بد بختوں نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ کبھی استہزا سے کام لیا، کبھی بدنی ایذا رسانی سے کام لیا، اور کبھی ان کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا بہر حال جب وہ ایذا رسانی کی تمام حدود کو پھلانگ چکے تو اللہ نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسایا اور یوں وہ بے شمار قومیں صفحۂ ہستی سے مٹادی گئیں معلوم ہوا کہ انبیا کے ساتھ بدسلوکی کا رویہ اختیار کرنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت کی طرف دھکیل دینے کے مترادف ہے، بس بالکل یہی حال یورپی برادری کا ہونے جارہا ہے، اس موقعے پر میں نے چاہا کہ ایک ایسا مضمون تیار کیا جائے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے انجام بد کو تاریخ کے حوالوں سے ذکر کیا جائے، جس کے لیے میں نے بے شمار کتابوں اور رسائل وجرائد اور ساتھ ہی ساتھ انٹرنیٹ پر اسلامی ویب سائٹس کو بھی کھنگالنا شروع کیا، الحمد للہ اس موضوع پر اچھا خاصہ مواد جمع ہونے لگا، تو اندازہ ہوا کہ یہ مضمون کافی طویل اور وقت طلب ہے، تو میں نے فیصلہ کیا کہ ماہنامہ ''بیان مصطفیٰ'' گجراتی کے صفحات پر اس کو قسط وار شائع کیا جائے، تاکہ ادارے پر ضخامت کے سبب زیادہ بوجھ نہ پڑے، اسی جستجو کے دوران ایک عربی ویب سائٹ ''الا رسـول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " جو درحقیقت "مفکرۃ الاسلام" نامی ویب سائٹ کا مخصوص حصہ ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لیے الگ سے لوڈ کیا گیا ہے کہ زیارت کا اتفاق ہوا جس میں ویسے تو اس موضوع پر بے شمار مضامین ہیں مگر ایک عنوان نے مجھ خاص طور پر اپنی طرف متوجہ کیا وہ تھا "حتی الکلاب تغضب لرسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یعنی حتی کہ کتے بھی ناموس رسالت پر حملہ کرنے والے پر غیض وغضب سے ورے نہ رہ سکے۔ جب میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا، تو واللہ میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور میرا ایمان تازہ ہو گیا اور حب رسول اللہ میں اور اضافہ ہو گیا، اللہ تعالی اس حب رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے ساتھ ہمارا خاتمہ فرمائے (آمین) تو مذکورہ مضمون کے ذیل میں اس واقعہ کے تاریخی ترتیب کے اعتبار سے کافی تاخیر ہو جائے گی، لہذا اس کو ایک مستقل عنوان دے کر قارئین "بیان مصطفی" کے سامنے پیش کیا جارہا ہے امید ہے کہ آپ کے ایمان میں بھی قوت پیدا ہوگی اور عمل بالسنہ کا جذبہ بھی بیدار ہو جائے گا، تو لیجئے واقعہ پڑھتے چلیے۔

"شریف عبدالعزیز نامی مضمون نگار رقم طراز ہیں: مجھے نہیں سمجھ میں آرہا ہے کہ مین اپنی تحریر کا آغاز کیسے کروں اور اس واقعہ کو کیسے نقل کروں جسے علامہ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ جیسے مایہ ناز محقق نے اپنی شاہکار تصنیف "الدرر الکامنہ "میں ذکر کیا ہے، اس لیے کہ اس وقت ہم ایک ایسے دور سے گذرر ہے ہیں جس میں امت مسلمہ کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کیا جارہا ہے، ہم ایک ایسے دور گذرر ہے ہیں جس میں دین کو برا بھلا کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی تنقیص ہر کافر ملحد اور زندیق کا پیشہ بن چکا ہے، ہم کافی عرصے سے دیکھ رہے ہیں کہ یہود ونصاری اور دوسرے ان کے خوشہ چیں لوگ جن کا تعلق دنیا کے مختلف مذاہب سے ہے اہانت اور استہزائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جرم کا ارتکاب مختلف طریقوں سے کر رہے ہیں، جیسا کہ ابھی ابھی ڈنمارک اور دنیا کے دیگر اخبارات نے بڑے جرأت مندانہ انداز میں اس مسئلے کو آگے بڑھایا ہے، جس پر حکومت ڈنمارک ہی نہیں، تمام یورپی ممالک نے اس کی صرف تائید ہی نہیں کی بل کہ اسے ایوارڈ تک دینے کا فیصلہ کیا ہے اس کا انجام تو انشاء اللہ بہت جلد وہ لوگ دیکھ لیں گے، ان کا گمان یہ تھا مسلمان ایسے موقعہ پر کیا کرے گا، شدید رنج وغم کا اظہار کرے گا اور کیا اگر چہ امت نے کچھ نہ کچھ جرأت اور غیرت ایمانی کا مظاہرہ کیا، لیکن یہ کافی نہیں، ہم احتجاج کرلیں اور بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کرلیں بل کہ اور بہت کچھ کرنا ہوگا، ورنہ کل قیامت کے دن ہم اللہ کے حضور کیا منہ لے کر حاضر ہوں گے اور ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حوض کوثر پر ملاقات ہوگی، تو کیا جواب دیں گے،

کیوں ہماری ایمانی غیرت حرکت میں نہیں آتی ؟! کس چیز نے ہمارے دلوں پر یاس کے پردے ڈال دیئے؟ کیا ہم لوگ آخرت کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے پروانہ وار چکر کاٹنے لگے ہیں، اور کیا ہم اس دنیائے فانی کے تعیش و تنعم میں ڈوب گئے؟ کیا ہم نے اسی دنیوی سلامتی پر اکتفا کرلیا؟ تو آؤ! میں تمہیں ایک ایسے جانور کا قصہ سنانے جارہا ہوں، جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا، ہم انسان ہوکر بھی سب وشتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احتجاج کر کے بیٹھ گئے اور اس جانور نے شاتم رسول کا کام ہی تمام کردیا، قصہ کچھ یوں ہے:

''ہلاکو خاں نے اپنی شادی ایک عیسائی عورت سے کرلی تھی جس کا نام ''ظفر خاتون'' تھا، اس ظالم بادشاہ کا میلان بھی کچھ نصرانیت کے طرف ہونے لگا اور اس نے چاہا کہ نصرانی مذہب کی دعوت اس کے خاندان میں پھیلائی جائے، لہذا اس غرض سے اس نے عیسائی مبلغوں کو موقع دیا کہ وہ اس مہم کو سر کرے، ایک مرتبہ ہلاکو کے خاندان کی ایک سرکردہ شخصیت کے نصرانیت کو قبول کرنے کی وجہ سے بڑا اجلاس بلایا گیا، اس اجلاس کے دوران ایک عیسائی مبلغ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے لگا، وہیں قریب میں ایک شکاری کتا باندھا ہوا تھا، جیسے ہی وہ گستاخانہ کلام کرنے لگا، وہ کتا اس پر جھپٹا اور شدت سے اس کو نوچنے لگا، بڑی مشکل سے حاضرین اس کو اس سے جدا کرپائے۔

پھر حاضرین میں سے کسی نے کہا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی وجہ سے ایسا ہوا۔

تو وہ صلیبی کہنے لگا: نہیں ایسا ہر گز نہیں بل کہ یہ کتا میرے ہاتھ کے اشارہ سے یوں سمجھا کہ میں اس کو مارنے جارہا ہوں، اس لیے اس نے ایسی حرکت کی، یہ کہہ کر پھر دوبارہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کرنے لگا، جیسے ہی دوبارہ اس نے برائی شروع کی، اس کتے نے اپنی رسی توڑ دی اور سیدھا اس کی گردن پر حملہ آور ہوا اور ایک لحہ میں اس کے گلے کی رگوں کو کاٹ دیا، وہیں وہ صلیبی بدبخت موت کے گھاٹ اتر گیا، اس موقع پر چالیس ہزار سے زائد لوگ اسلام میں داخل ہوگئے۔ (الدرر الکامنہ: ج ۲/ص ۲۰۲)

اے مسلمانو! کیا کتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم لوگوں سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں؟ فتذکروا یا اولی الباب۔

محمد حذیفہ وستانوی

کارٹونسٹ قانوناً عالمی مجرم:

آزادیٔ رائے

یورپی اور عالمی منشور کی روشنی میں

بہ قلم: افتخار احمد بستوی

اس بات میں قطعاً کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اظہار رائے اور مافی الضمیر کے کھلم کھلا ادائیگی کی آزادی انسان کا ایک ایسا بنیادی حق ہے جس کی حفاظت وصیانت کے لیے دنیا بھر کے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک نے مختلف النوع قوانین بنا کر نافذ العمل کیے ہیں، چوں کہ رائے عامہ کی ہمواری اور عوام کی رائے کو اپنے حقوق کی پاس داری کے ہم آہنگ بنانے میں صحافت و ادب کا خصوصاً موجودہ حالات میں بڑا اہم رول رہا ہے، اس لیے امریکی ویوروپی طاقتیں اظہار رائے کی آزادی کا حق دینے دلانے کا راگ اسی صحافت وادب کے پلیٹ فارم سے الاپتی رہی ہیں، اور صحافت وادب کا پورا کنٹرول اپنے ہی ظالمانہ قبضوں میں رکھ کر رائے عامہ ہموار کرنے میں انتھک کوشش کرتی رہتی ہیں۔

اظہار رائے کی آزادی اور صحافت وزبان کے خود ساختہ قوانین کی روشنی میں کچھ آداب وتہذیب کے دائرے بھی متعین کیے گئے ہیں، جن کے تحت ہی پوری صحافت کی چکی گردش کرتی ہے اور غیر کے حقوق کی نام نہاد ضمانت ملتی ہے، اسی اظہار رائے کی آزادی اور صحافت وقوانین کے خود ساختہ اصولوں کا بے بنیاد سہارا لے کر ابھی پچھلے دنوں ڈنمارک سے شائع ہونے والے ایک کثیر الاشاعت اخبار نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز بارہ کارٹون چھاپ ڈالے، جس میں سے ایک میں نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مبارک پر دستار اقدس کے بجائے بم رکھا ہوا دکھا گیا، دوسرے توہین آمیز اور گستاخانہ کارٹون میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس مین ایک خون آشام حربہ اس انداز میں رکھا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں طرف خوف زدہ برقع پوش دو خواتین بنائی گئی ہیں، ان دونوں گستاخانہ ہتک آمیز کارٹونوں سے بقیہ دس مزید کارٹوں کا خطرناک ہونا خود ہی معلوم ہو سکتا ہے۔

ابتدائی اشاعت کے مرحلوں میں کسی وقتی مصلحت اندیشی یا کسی اور جذبۂ غیر معلوم مستور

کے تئیں ڈنمارک کے مسلمانوں نے اس کے خلاف کوئی قابل ذکر نوٹس نہیں لیا، اسی کشمکش کے حالات میں دو ماہ کا مکمل عرصہ بیت گیا، تب خود امریکی دغا شعار، ظلم کیش صحافیوں نے ڈنمارک کے علمائے دین اور صلحائے اسلام کی توجہ اس طرف منعطف کرائی اور تیزی سے سست رفتاری چھوڑتے ہوئے یورپ و امریکہ کے مختلف کثیر الاشاعت اخباروں اور میگزینوں میں وہی گستاخانہ کارٹون چھاپنا شروع کیے، جس میں صحافت و ادب اور اظہارِ رائے کی آزادی کے تمام خود ساختہ اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر اسلام اور مسلمانوں کے جذبات کو پیغمبر اسلام کے تئیں امریکہ و یورپ کے خلاف بھڑکا کر، مسلمانوں کو نام نہاد دہشت گرد قرار دینا مقصود تھا، تاکہ آگے چل کر ایران پر بھی حملہ کرنے کا ایک عذر لنگ ہی سہی مل تو جائے اور ایران کی اینٹ سے اینٹ بجانے میں ظاہری قدغن راستے کا روڑا نہ بن سکے۔

اس اشتعال انگیز صورت حال پر قابو پانے کے لیے ڈنمارک میں مقیم ایران، ترکی، سعودی عرب، الجیریا، لیبیا، فلسطینی، مراکو، پاکستان اور انڈونیشیا کے سفیروں اور ڈنمارک کے علمائے اسلام نے بڑے صبر و استقلال کا مظاہر کرتے ہوئے ڈانش وزیر اعظم رالس مسن کو ایک مشترکہ مکتوب میں اپنے حد درجہ غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے بلا تاخیر ملاقات لینے اور ”جیولینڈس پوسٹ“ نامی اخبار اور اس کے ایڈیٹر اور ملعون کارٹونسٹ ”ویسٹ گارڈ“ (WEST GAURD) کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا، ڈنمارک کے وزیر اعظم نے امریکی صدر جارج ڈبلیو بش سے فون پر رابطہ کر کے مشورہ لینے کے بعد بڑی رعونت و نحوست سے ملاقات لینے اور جائز مطالیات پورا کرنے سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ یہ تو اظہار رائے کی آزادی اور آزدی تحریر و تقریر کا مسئلہ ہے۔

لیکن اظہار رائے کی آزادی کی حدود قیود کیا ہیں اس سی بحث کرتے ہوئے ”الاقتصادیہ“ نامی اخبار نے آزادی تحریر و تقریر پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے جو جمعرات ۳ رمحرم الحرام ۱۴۲۷ھ مطابق ۲ رفروری ۲۰۰۶ء کو منظر عام پر بھی آچکی ہے، ہم ذیل میں آزائی تحریر و تقریر کے متعلق اسی مضمون سے کچھ باتیں قارئین کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں:

(۱) اقوامِ متحدہ کی جنرل کونسل کی طرف سے منعقد ہونے والے ۱۹۴۶ء کے پہلے دَورے میں بڑی پختگی کے ساتھ یہ تجویز پاس ہوئی کہ نشر و اشاعت کی آزادی انسان کا بنیادی حق ہے، اور حقوق انسانی سے متعلق اقوامِ متحدہ کی تجویز کردہ تمام قراردادوں میں نشر و اشاعت کی آزادی کا ایک نمایاں مقام ہے، اسی پہلو کے پیش نظر کونسل نے سماجی و معاشی بورڈ آف کونسل سے اس موضوع پر پختہ گفتگو

اور بین الاقوامی معاہدوں کے دستخط کا مطالبہ کیا۔
(۲) ۱۰ ردسمبر ۱۹۴۸ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اپنی قرارداد نمبر ۲۱۷ رمیں انسانی حقوق سے متعلق عالمی منشور جاری کیا، اسی عالمی منشور کی دفعہ ۱۹ رمیں درج ذیل باتوں کا اعلان بھی شامل تھا۔
☆ ہر انسان کو اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔
☆ کسی تنگی اور تنگ دلی کے بغیر کوئی بھی اپنی رائے رکھنے کا حق رکھتا ہے۔
☆ کوئی بھی خبر دوسروں تک ارسال کرنے میں وسائل کی کوئی بھی شکل اس کی معاون بن سکتی ہے۔
☆ کسی بھی ذریعے سے اخبار رسانی کا حق اس کا اپنا ذاتی حق ہے۔
☆ کسی بھی تنظیم، ادارے، ملک، قوم، اور نسل کے بارے میں کوئی بھی اپنا ذاتی رجحان رکھنے کا انسان کو حق ہے۔
☆ ابلاغ وارسال اور آمد و یافت میں خبروں کی کسی حد کا وہ پابند نہیں۔

مندرجہ بالا جزوی دفعات سے پتہ چلتا ہے کہ اظہار رائے کی آزادی کا حق اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ایک عمومی ضابطۂ حیات بن کر منظرِ عام آیا، لیکن ان دفعات میں حقوق کے استعمال کرنے کی کیفیت اور ضابطے کی تعیین نہیں کی گئی۔

(۳) ۱۶ ردسمبر ۱۹۶۶ء کو دوبارہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد نمبر ۲۰۰ ر منظور کی جس کو ''سیاسی و شہری حقوق پیکٹ، .Politica & civilrght acts'' کہتے ہیں، یہ معاہدہ ۲۳ ر مارچ ۱۹۷۶ء سے نافذ العمل ہوا، دفعہ ۱۹ رمیں اظہار رائے کی آزادی اور آزادی تحریر و تقریر کے متعلق مندرجہ ذیل اصول طے کیے گئے:
☆ ہر انسان کو کسی تنگ دلی اور بیرونی دشواری کے بغیر اختیار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔
☆ ہر انسان کو اظہار رائے کی آزادی ہے۔
اسی جزوی دفعہ کے تحت:
۱) ہر انسان مختلف قسم کی معلومات طلب کرنے کا حق رکھتا ہے۔
۲) مختلف خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔
۳) اپنے خیالات دوسروں تک منتقل کر سکتا ہے۔
۴) ملکی و قومی حدود کا وہ پابند نہیں۔
۵) اظہار رائے کے لیے:
= تحریر

= طباعت
= فنون لطیفہ
یا کوئی اور طریقہ
اختیار کرنے کا اس کو مکمل حق حاصل ہے۔" ہر انسان کو اظہار رائے کی آزادی ہے، یہ فقرہ کچھ مخصوص قسم کی شرطیں، حد بندیاں اور ذمہ داریاں عائد کرتا ہے:
مثلاً:

الف: اظہار رائے کی آزادی میں دوسروں کے حقوق کا احترام ضروری ہے۔
ب: دوسروں کی شہرت کا احترام بھی ضروری ہے۔
ج: قومی امن وسلامتی کا خیال بھی لازمی ہے۔
د: عمومی نظام حیات عمومی صحتِ عامہ اور جنرل کلچر کی حفاظت

مذکور الصدر معاہدے (Pact) کی دفعہ ۲۰ / کے تحت آگے چل کر "اظہار رائے کی آزادی" پر ایسی مخصوص صورت حال میں پابندی لگائی گئی جو بین الاقوامی معاشرے کے لیے مضرت رساں ثابت ہو۔ مندرجہ ذیل جزوی دفعات اسی کے پیش نظر بڑھادی گئیں:
(۱) جنگی سازشوں کے لیے اظہار رائے پر پابندی۔
(۲) ایسا اظہار رائے ممنوع قرار دیا گیا، جس سے قومی، نسلی یا دینی نفرت میں بڑھاوے ملے، آپسی اختلاف رنگ ونسل کی تمیز دشمنی اور تشدد میں اضافہ ہو۔

قانون کے بعض ماہر افراد نے اس پابندی اظہار کا مطلب بیان کیا ہے کہ پر تشدد جنگوں کے پروپیگنڈا کرنے کے لیے یہ پابندی لگائی گئی اور دفاعی جنگوں کے لیے اظہار رائے کی آزادی پر پابندی اس اقوام متحدہ کی دفعہ میں شامل نہیں ہے۔ اقوام متحدہ کی اس دفعہ کی رو سے مقبوضہ علاقوں کو دشمن سے خالی کرنے کے لیے اظہار رائے کی آزادی کا حق استعمال ہوگا، البتہ پر تشدد جنگوں کے لیے نہیں۔

(۴) ۱۶ / دسمبر ۱۹۵۲ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک اور قرارداد نمبر ۶۳۰ / منظور کی، جس میں گذشتہ معاہدے میں طے شدہ چیزوں میں قدرے تصحیح تھی، یہ قرارداد منظور ہو کر ۱۹۶۲ء میں ۲۴ / اگست کو روبہ عمل آئی، اس میں جھوٹی معلومات اور تحریف شدہ بیانات جو ذرائع ابلاغ اور پرنٹ والیکٹرانک میڈیا وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہتے ہیں، ان کی تصحیح وتعیین تھی، ایسی خبریں شائع کرنے

والوں کی اور معلومات فراہم کرنے والوں کی ذمے داریوں کی جائز تصریحات تھیں۔

اظہار رائے کی آزادی کے حق کے تئیں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے مختلف اوقات میں منظور شدہ مختلف قراردادوں اور ایجنڈوں کی روشنی میں ایک سب سے اہم بات ضابطے کی شکل میں یہ معلوم ہوئی کہ:

”دوسروں کے حقوق کا احترام،
ان کی شہرت وعزت کی پاس داری
قومی
نسلی
اور دینی نفرت
پر دوسروں کو ابھارنے سے حد درجے گریز“

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی منظور شدہ قرارداد کی ایک اہم ترین دفعہ ہے۔

اب ہم ڈنمارک کے شہرت یافتہ اخبار میں شائع ہونے والے پیغمبر اسلام کے گستاخانہ کارٹون کے بارے میں صاف طور پر یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے جو قوانین وضوابط کو قرارداد کی شکل میں اظہار رائے کی آزادی کے حق کے طور پر منظوری دی ہے ”پیغمبر اسلام کے کارٹون کی اشاعت“ اقوام متحدہ کے جنرل اسمبلی کے طے کردہ قانون کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ اس طرح کارٹون کی اشاعت میں

☆ مسلمانوں کے حقوق کا احترام
☆ پیغمبر اسلام کے حقوق، ان
☆ کی عزت کی پاس داری
☆ مسلمانوں کی قومی نسلی دینی

مذہبی عزت کو نفرت سے بدلنے کی کوشش کی وجہ سے
ڈنمارک حکومت
وزیر اعظم
اخبار کا ایڈیٹر
کارٹونسٹ

”عالمی دہشت گرد“

قرار پاتے ہیں ،اقوام متحدہ کے طے شدہ قوانین کی صاف خلاف ورزی کر کے یہ سارے لوگ ”عالمی مجرم“ ہیں، یہ لوگ اظہار رائے کی آزادی کی دفعہ کا سہارا لے کر جارج ڈبلیو بش کے مشورے سے اپنے جرم سے چھوٹ نہیں سکتے، جارج ڈبلیو بش بھی مشورہ دے کر عالمی مجرم قرار پاتا ہے۔

ایسے عالمی مجرم پر عالمی عدالت میں مقدمہ چلایا جانا چاہئے اور عالمی قانون سے بغاوت کرنے والے کو عالمی بغاوت کی سزا دینی چاہے۔

چوں کہ ”ڈنمارک“ بھی ”یورپ یونین“ کا ممبر ملک ہے، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یورپی یونین کی یورپی عدالت کا وہ فیصلہ بھی سپر دقرطاس کر دیں جو وہاں کی عدالت نے حقوقِ انسانی اور اظہار رائے کی آزادی کے تحت ۲۱ر جنوری ۱۹۹۹ء کو صادر کیا، تھا جس میں یہ بات شامل تھی کہ ”صحافت اور اظہار رائے کی آزادی کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ آدمی مجرمانہ افعال کی حد بندیاں توڑ کر سزاؤں کے قانون کی زد میں آجائے“ اسی کے ساتھ یہ بھی جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ خود ڈنمارک کے ملکی قانون میں تعزیرات ڈنمارک کے تحت یہ قانون طے شدہ ہے کہ ” ڈنمارک میں جتنے مذاہب پر عمل جاری ہے، ان میں سے کسی کو بھی برا بھلا کہنے والا تعزیرات ڈنمارک کا پورا مستحق ہے“ اور یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ ”اسلام“ ڈنمارک میں جانا پہچانا ایک اہم مذہب ہے۔

خود ملکی قوانین اور تعزیرات کی موجودگی میں یہی ڈنمارک کے نائب جنرل ڈانش اور وزیر اعظم، کا ۱۱ر اسلامی تنظیموں کی اخبار کے خلاف شکایت کو یہ کہہ کر رد کر دینا کہ اظہار رائے کی آزادی کے خلاف ہے، سراسر بد دیانتی اور اپنے ملکی قوانین سے عدم واقفیت کی دلیل کے ساتھ ملکی جرم بھی ہے، اور ایسا توہین آمیز اخبار اور شہہ دینے والا ایڈیٹر تعزیرات ڈنمارک کے تحت آ کر قابل گرفت اور گردن زدنی کے لائق ہے۔

یہ بات بھی عجیب وغریب ہے کہ یورپ کے کچھ سیاسی وصحافتی حلقوں نے ڈنمارک کے موقف کی یہ کہہ کر تائید کی ہے کہ ”اظہار رائے کی آزادی“ تو بین الاقوامی حق ہے، حالاں کہ گذشتہ بین الاقوامی قوانین وضوابط کی روشنی میں ان کی دلیل صاف دھوکہ دہی اور جہالت وکم علمی پر مبنی ہے، ان ثقافتی وسیاسی حلقوں کی یہ دلیل مغرب کے دوہرے معیار کی وکالت اور منافقانہ چال کی غماز

ہے۔اس سے مغرب کی دوغلی پالیسی اور گندی فطرت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

مغرب کے اس دوہرے معیار کی ہم ماضی کے واقعات سے تعیین وتحدید بھی کرسکتے ہیں:

گذشتہ صدی کی آٹھویں دہائی میں فرانس کی ایک مشہور یونیورسٹی نے ایک قرارداد ایسی منظور کی، جس کا اس کو کوئی اخلاقی وسماجی جواز حاصل نہ تھا،قرارداد میں ایک مفکر کی ڈاکٹریٹ کی حاصل کردہ ڈگری کو واپس لینے کا فیصلہ تھا،جس کی صرف یہ بنیاد تھی کہ مفکر نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں دوسری عالمی جنگ میں یورپ یہودی نازی مقتولین اور زندہ جلائے جانے والوں کے صحیح اعداد وشمار تاریخ کے حوالوں سے پیش کیا تھا۔حالاں کہ یہ ایک علمی مقالہ تھا،مفکر کو تاریخی حقائق کھولنے کی آزادی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد اور خود یورپی یونین کی منظور شدہ دفعہ ''اظہار رائے کی آزادی'' دے رہی تھی لیکن اظہار رائے کی آزادی پر پابندی لگاتے ہوئے، بالکل دوہرا معیار اپنایا گیا،اور یہودی اور صہیونی دباؤ کے تحت حکومت وعدالت نے اپنے گھٹنے ٹیک دیئے،اور ناجائز طریقے پر مفکر کی ملی ہوئی ڈاکٹریٹ کی ڈگری صہیونی دباؤ میں آکر واپس لے لی گئی۔

اسی طرح ایک فرانسیسی مسلم ''روجیہ جارودی'' نے ایک کتاب میں صہیونی طاقتوں کے ان باطل دعوؤں اور غلط خیالات کا پردہ فاش کیا تھا،جن کو صہیونیت تحریک عظیم اسرائیل کے قیام کی دلیل بناتی ہے،تو فرانس کی عدالت نے اس مسلم مفکر جارودی کے خلاف فیصلہ سنا کر اس پر مالی جرمانہ عائد کیا اور اس کی فطری آزادی کو سلب کرکے جیل خانہ میں محبوس کردیا، یہ حکم گویا کہ ہر اس شخص کے لیے اس کی گردن پر لٹکتی تلوار قرار پائی جو صہیونیت اور اسرائیل کے خلاف زبان کھولے یا تحریر میں اشارہ کرے۔

اسی طرح کیا مغرب کا یہ دوہرا معیار نہیں کہ پیغمبرِ اسلام کے توہین آمیز کارٹون کے خلاف کوئی نوٹس نہ لے، اور گیارہ گیارہ مسلم تنظیموں کی یاد دہانی کے باوجود ''اظہار رائے کی آزادی'' کا سہارا لے کر اس کو سندِ جواز فراہم کرے؟!

اسرائیل کے حقائق اور پوشیدہ نقائص پر اگر کوئی تنبیہ کرے،تو اس کو مجرم قرار دے کر اس پر مالی جرمانہ عائد کرکے اس کی آزادی چھین لی جائے اور اس کو دیوار زنداں میں محبوس کرکے ہی دم لیا جائے۔

لیکن پیغمبرِ اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم، جن کا یہودیت وعیسائیت ہی کیا، پوری انسانیت پر احسان ہے اور یہودی عیسائی مورخین بھی جب سنجیدگی کے دائرے میں قدم رکھ کر بات

کرتے ہیں، تو مشاہیرِ عالم اور محسنِ انسانیت کی فہرست میں سب سے پہلے پیغمبر اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نام لکھنے کو سب سے بڑا دنیا کا سچ سمجھتے ہیں، انہیں پیغمبرِ اسلام محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ گوئی اور ہتک آمیزی کو اظہارِ رائے کی آزادی کا حق کہہ کر جائز قرار دیا جاتا ہے۔

اے پرستارانِ مغرب! یہ دوہرا معیار کب تک؟ اے ہروانِ وادئ دغا فریب! اے دغا شعارانِ عالم! یہ دوغلی پالیسی کب تک؟

کیا تم نے ماضی میں پیغمبر اسلام محمد عربی صلی اللہ وعلیہ وسلم کی جان لینے کے لیے زہر آلود کھانا پیغمبر اسلام محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کھلایا؟ کیا پیغمبرِ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر کے تم پر بھی احسان نہیں کیا، پھر بھی اپنے خلاف ہر چیز کو تم جرم قرار دو، ہتک عزت کا مقدمہ چلاؤ، اور محسنِ عالم کو جو کچھ چاہو کہو، یہ تمہاری دوہری پالیسی اور دوغلا معیار پوری دنیا سمجھ رہی ہے، وقت ابھی ہے، ہوش کے ناخن لو، کیوں کہ ماضی میں تمہارے دوہرے معیار کی ایک نہیں دسیوں مثالیں ہیں، ابھی ۳؍۲۰۰۳ء کا تازہ واقعہ ہے کہ متحدہ عرب امارات میں ایک ''ثقافتی و تعلیمی بورڈ'' کو امریکہ کے شدید دباؤ میں آکر بند کرنا پڑا، جس کی وجہ صرف اتنی تھی کہ اس نے فرانس کے ایک ''تیسری میسون'' نامی رائٹر کو اپنے یہاں مہمان بنا کر اتارا تھا، اس رائٹر کا صرف یہ جرم تھا کہ اس نے اپنے ایک مضمون میں ۱۱؍ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ہونے والے جانکاہ حادثے میں شک کا اظہار کر کے اس کو یہودیوں کا ایک جھوٹ قرار دیا تھا۔

صرف اتنی سی بات پر عالم عربی کو اپنے ایک اہم تعلیمی وثقافتی ادارے کو بند کرنا پڑا، جب کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں کئی ایسے ادارے اسلام کے خلاف زہر افشانی کرتے رہتے ہیں، ان کا شب وروز کا شیوہ ہی، اسلام، عرب اور مسلمانوں سے پوری دنیا کو نفرت دلانا ہے، اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کی منظور شدہ قرارداد کی رو سے یہ سارے ادارے ''عالمی مجرم'' ٹھہرتے ہیں، جن کو ایک دن بھی چلنے دینا سانپ کو زندہ رکھنے کے مترادف ہے، یہ مغرب کا دوہرا معیار جلد ہی مغرب کو اس کا خمیازہ چکھائے گا۔ اوران کے تکبر ونخوست کا سر کھیل کھیل ہو جائے گا۔

(فَانتَظِرُوْا اِنّا معکم من المنتظرین)

فیصلے کی گھڑی

مسلمان ملکوں میں ہونے والے احتجاج نے یورپ و امریکہ کو ششدر کر دیا ہے، آج ڈنمارک کے گستاخ کو ۵ ماہ ہو چکے ہیں۔ ان پانچ مہینوں کے درمیان کیا کیا ہوا؟ کس ملک نے اور کس شخصیت نے کیا کردار ادا کیا؟ یہ باتیں پرانی ہو چکی ہیں۔ اس سارے قصے کے دوران امریکا کا کردار بہ ظاہر متوازن اور غیر جانداراناہ محسوس ہوتا ہے۔ جب ڈنمارک، ناروے، فرانس، اٹلی، جرمنی، اور اسپین میں یہ خاکے شائع ہوئے اور عالم اسلام نے ان پر شدید ردعمل ظاہر کیا تو امریکا نے یورپ کی بجائے مسلم ورلڈ کا ساتھ دیا، چرچ آف امریکا نے بھی مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان بھائی چارے کی اور اخوت کی فضا قائم کرنے کا مشورہ دیا، یہ ایک پہلو تھا جب کہ دوسرا پہلو اس سے یکسر مختلف اور حیران کن ہے۔ معاشرے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ انہوں نے حکمتوں کو امریکا کا اتحادی بنا دیا، جب کہ عوام مسلمانوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

میں پچھلے دنوں برطانیہ کا ایک اخبار پڑھ رہا تھا۔ اس اخبار میں ایک تجزیہ نگار نے ان خاکوں کو امریکہ کی سازش قرار دیا۔ اس کا کہنا تھا: خاکوں کی سازش کے پیچھے امریکہ کا پورا ہاتھ تھا۔ اگر امریکہ اس ایشو میں شریک نہ ہوتا تو یہ ایشو، یوں عالمی حیثیت اختیار نہ کرتا۔ اخبار کے تجزیہ نگار کا کہنا تھا: دہشت گردی کی حالیہ جنگ میں امریکہ پوری دنیا میں اکیلا تھا۔ نائین الیون واقعے کے بعد امریکا کا اثر و نفوذ اور چوہدراہٹ خطرے کا شکار ہو گئی تھی۔ اس وقت امریکا کے پاس دو آپشن تھے، وہ اس غم کو چپ چاپ سہ جاتا، امریکا کے اندر سیکورٹی سخت کر دیتا' ساری دنیا کو غصے سے دیکھتا، دھمکیاں دیتا اور اپنی عزت بچا کر چپ چاپ بیٹھ جاتا، یا پھر وہ جھوٹے سچے ملزمان بناتا، انہیں دھمکی دیتا اور اس کے بعد پوری طاقت سے ان کے اوپر حملہ آور ہو جاتا، دشمنوں کو کچل کر رکھ دیتا، خود کو سپر پاور ثابت کر کے پوری دنیا پر حکمرانی کرتا۔ امریکا نے دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ اس نے اپنی اتحادی طاقتوں کو طلب کیا اور ''آپ ہمارے ساتھ ہے یا دشمن کے ساتھ ہیں؟'' کا نعرہ لگا دیا۔ امریکا اس وقت دنیا کا ''ہاتھی'' ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جنگل کا کوئی جانور ہاتھی کا مقابلہ نہیں کر سکتا، چناں چہ امریکا کے اتحادیوں کے پاس انکار کی گنجائش نہیں تھی۔ یورپ کے ۱۶ ممالک نے اس جنگ کے دوران امریکا کو مالی اور عسکری تعاون دینے کا وعدہ کر لیا۔ ان ممالک نے جنگ میں امریکا کا

ساتھ دیا، لیکن اس دوران یورپ کے ممالک نے ایک دل چسپ فیصلہ کیا۔ یورپی ممالک نے اپنے معاشرے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ انہوں نے حکومتوں کو امریکا کا اتحادی بنا دیا، جب کہ عوام مسلمانوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ یورپ کی حکومتوں نے امریکا کو مالی تعاون اور فوجی دیے جب کہ عوام افغانستان اور عراق کے مظلوم لوگوں کی مدد کے لیے سڑکوں پر آ گئے۔ عوام کی اس تائید اور محبت کے اچھے اثرات مرتب ہوئے اور یورپ اور مسلمان ایک دوسرے کے مزید قریب آ گئے۔

امریکا کو اس مسلم یورپین محبت کا نقصان پہنچا۔ امریکا پوری دنیا میں مسلمانوں کا دشمن ثابت ہو گیا، جب کہ یورپ غیر جانبدار اور بعض ایشوز میں مسلم امت کا دوست بن گیا۔ ۲۰۰۳ کے آخر تک امریکا اس صورت حال کا صبر سے جائزہ لیتا رہا، لیکن فروری ۲۰۰۴ء میں امریکا نے بڑی سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا، جب تک وہ پوری عیسائی دنیا کو مسلم ورلڈ کے مقابلے میں کھڑا نہیں کر دیتا، وہ اس جنگ کو "صلیبی جنگ" کی شکل نہیں دے سکے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ ۲۰۰۱ء میں جب صدر بش نے دہشت گردی کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا تو یہ اس کی خواہش اور منصوبہ تھا کہ وہ اس جنگ کو صلیبی جنگ کی شکل دے اور اس جنگ کی آڑ میں مسلمانوں کو کرۂ ارض سے صاف کر دے۔ بش نے ایک منصوبے کے تحت یورپی اقوام کو اس جنگ میں اپنا پارٹنر بنایا تھا، لیکن امریکا کی بدقسمتی اور یورپ اور مسلمانوں خوش قسمتی سے یہ جنگ افغان امریکا اور عراق امریکا جنگ بن کر رہ گئی۔ یہ صلیبی جنگ نہ بن سکی۔ اس کا دائرہ پوری اسلامی دنیا تک نہ پھیل سکا۔ صدر بش ملعون نے ۲۰۰۳ء میں اپنی ساری پالیسیوں کا از سر نو جائزہ لیا اور اس نے ہر قیمت پر یورپ کو اس جنگ میں لپیٹنے کا فیصلہ کیا، اس منصوبہ کا آغاز ۱۱/ مارچ ۲۰۰۴ء میں اسپین سے ہوا، ۱۱/ مارچ کو میڈرڈ کی تین ٹرینوں میں بم دھماکے ہوئے، جن میں ۱۹۱/ لوگ زخمی ہوئے، ان دھماکوں کے بعد بڑی دل چسپ صورت حال سامنے آئی۔ امریکہ کی تین بڑی خبر رساں ایجنسیوں نے خبر نشر کرتے ہی اسے مسلمانوں کی دہشت گردی قرار دے دیا جب کہ امریکی حکومت نے اسی دن اسپین کے ساتھ مل کر ان دھماکوں کے بارے میں تحقیقات کا اعلان کر دیا یہ اعلان، یہ خبریں اور امریکی حکومت کا یہ رد عمل بڑا معنی خیز تھا، امریکا کا خیال تھا ان دھماکوں کے رد عمل میں پورا یورپی معاشرہ مسلمانوں کی حکومت کے خلاف ہو گا، امریکا اور اسپن کی مشترکہ تحقیقات کا بھی یہی مقصد تھا امریکا کی کوشش تھی اگر کسی سطح پر یہ دھماکہ اسپن کی کسی دہشت گرد تنظیم یا گروپ کی کارستانی نکلی تو امریکی حکومت چالاکی کے ساتھ انہیں مسلمانوں کے کھاتے میں ڈال دے، لیکن بدقسمتی سے اسپن کے لوگوں اور حکومت کو بہت جلد اس سازش کا اندازہ ہو گیا اور اسپین کی حکومت اس معاملہ میں پوری طرح امریکا کی پارٹنر نہیں بن سکی، یوں میڈرڈ کے دھماکوں کی بازگشت ختم ہو گئی، یورپ کے لوگ بہت جلد اسے بھول گئے اور زندگی

دوبارہ معمول پر آ گئی۔ اسپین کے بعد ۷ر جولائی ۲۰۰۵ء کو یہی حرکت برطانیہ میں ہوئی، برطانیہ کے تین نوجوانوں نے خودکش حملے کیے، جس کے ردعمل میں یورپ ایک بار پھر لرز گیا، یہ یورپ بالخصوص برطانیہ کو صلیبی جنگ میں شریک کرنے کی بہت بڑی کوشش تھی لیکن بدقسمتی سے یہ کوشش بھی پوری طرح بارآور ثابت نہ ہوئی، برطانیہ میں مسلمانوں کے برخلاف میڈیا کمپین (مہم) شروع ہوئی۔ مسلمانوں کے گھروں، دوکانوں اور عبادت گاہوں پر حملے بھی ہوئے۔ مسلمانوں کے خلاف قوانین بننا شروع ہوئے، مسلمانوں کو شہریت دینے اور ان کی پرانی شہریتوں کی جانچ پڑتال کا بھی فیصلہ ہوا لیکن ۲۰۰۵ء ختم ہونے سے پہلے پہلے یہ ساری نفرت ختم ہوگئی اور برطانیہ میں آباد مسلمان دوبارہ اس معاشرے کا حصہ بن گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ برطانیہ کے لوگ اور حکومت نے بہت جلد اس سازش کو بھانپ لیا، اور انہوں نے کسی طرح کا ردعمل ظاہر نہ کیا جس طرح امریکہ نے نائین الیون کے بعد کیا تھا۔ اگر ہم اسپین اور برطانیہ کے واقعات کا تجزیہ کریں تو ہمیں ان دونوں میں ایک بات مشترک نظر آتی ہے، وہ مشترک بات دھماکے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی نادیدہ طاقت ان دھماکوں کو بنیاد بنا کر یورپ کے دل میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کا بیج بونا چاہتی تھی، امریکی میڈیا اور اس سے وابستہ یورپ کے اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن چینلوں نے اس نفرت کو ہوا دینے کی بہت کوشش کی، لیکن ان کے عزائم پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکے اور یورپ بہت جلد ٹھنڈا ہو گیا۔ ہم ان دھماکوں کو پس منظر میں رکھ کر اب خاکوں کا جائزہ لیتے ہیں:

یہ گستاخ خاکے سب سے پہلے ڈنمارک کے اخبار ''یولاند پوسٹن'' میں شائع ہوئے تھے۔
سوال یہ پیدا ہوتا ہے اس گستاخی کے لیے ڈنمارک ہی کو کیوں منتخب کیا گیا؟ اس کی دو بڑی وجوہات تھیں، اول: ڈنمارک دنیا کا واحد ملک ہے، جس سے عرب حلال گوشت اور ڈیری مصنوعات خریدتے ہیں، لہٰذا اس تجارت کے باعث ڈنمارک سے مسلمانوں کا بہت قریباً روزانہ کا رابطہ ہے۔ سازش کرنے والوں کا خیال تھا کہ یہ گستاخی فوراً اسلامی دنیا تک پہنچ جائے گی، وہاں احتجاج شروع ہوگا اور یہ ایشو پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔ دوسری وجہ ڈنمارک کے وزیراعظم ہیں، یہ وزیراعظم مسلمانوں کو پسند نہیں کرتے۔ ۲۰۰۴ء میں امریکا میڈیا کو مخاطب کر کے کہا تھا: میری ترجیحات کی فہرست میں مسلمان سب سے آخر میں آتے ہیں۔ نادیدہ طاقتوں کا خیال تھا کہ جب یہ خاکے شائع ہوں گے تو اسلامی دنیا وزیراعظم کے سامنے احتجاج کرے گی اور وزیراعظم ان کے اس احتجاج کو درخوراعتنا نہیں سمجھے گا، چناں چہ یہ ایک بڑا ایشو بن جائے گا، ان نادیدہ طاقتوں کا یہ خیال سچ ثابت ہوا، ۳۰ر ستمبر ۲۰۰۵ء کو یہ خاکے شائع ہوئے اور اکتوبر ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک میں موجود مسلمانوں ملکوں کے سفیروں نے احتجاج کرنے کے لیے وزیراعظم سے ملاقات کا وقت مانگا، تو وزیراعظم نے

ان سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا، اس کے بعد اس ایشو کے ابھرنے کے مواقع پیدا ہو گئے تھے لیکن عربوں اور ڈنمارک کے درمیان تجارت کا سائز اتنا بڑا تھا کہ ڈنمارک کی ''آرلا'' کمپنی اور دوسری کمپنیوں کے مشیروں نے مل ملا کر یہ مسئلہ دبا دیا ان دنوں سعودی عرب داخلی سیاست میں بھی الجھا ہوا تھا یکم اگست کو شاہ فہد کا انتقال ہو گیا تھا اور شاہ عبداللہ ان کی جگہ نئے فرمانروا بن گئے تھے۔ شاہ عبداللہ نے ابھی تازہ تازہ عنانِ اقتدار سنبھالی، وہ بھی اس نازک دور میں کوئی ایسا ایشو نہیں چاہتے تھے، جس کے نتیجے میں عوامی ردِعمل کا خدشہ ہو، یا جو سعودی کی معیشت اور سیاست کو متاثر کرے، وقتی خاموشی اختیار، متحدہ عرب امارات کی حالت بھی سعودی عرب سے زیادہ مختلف نہیں تھی، شیخ بن سلطان النہیان بھی تازہ فوت ہو گئے تھے اور ان کی جگہ بننے والے حکمران بھی ابھی کسی ایسے ایشو کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے، لہٰذا یہ ایشو اخبارات کی فائلوں میں دفن ہو کر ختم ہو گیا نادیدہ طاقتوں کی یہ سازش بھی ناکام ہو گئی چناں چہ ان لوگوں نے اسے ذرا سی وسعت دینے کا فیصلہ کیا، ''اگلا ٹارگیٹ ناروے'' تھا اس کی وجہ پاکستانی مسلمان تھے۔ ناروے کا شمار یورپ کے ان چند ممالک میں ہوتا ہے، جن میں بڑی تعداد میں پاکستانی آباد ہیں۔ ناروے میں پاکستانیوں کی کمیونٹی بڑی مضبوط ہے، ناروے ایک ایسی ویلفیئر سٹیٹ ہے جس میں بے روزگاروں کو روزگار اور ضروریاتِ زندگی فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس سہولت کے باعث ۱۹۶۰ء کی دہائی میں بے شمار مسلمان ناروے گئے اور انہوں نے نہ صرف وہاں رہنا شروع کر دیا بل کہ انہوں نے وہاں اپنی مساجد، قبرستان اور اسکول بھی بنا لیے۔ بل کہ ناروے یورپ کا ایک ایسا ملک بھی ہے، جس میں مسلمان کمیونٹی عالمِ اسلام پر ہونے والی زیادتیوں کے خلاف ایک تواتر سے احتجاج کرتی رہتی ہے۔ جس میں باجماعت نماز میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شریک ہوتے ہیں۔ اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے ناروے کے ایک میگزین تھا کا انتخاب کیا گیا۔ یہ ایک محدود سرکولیشن کا حامل میگزین تھا لیکن اسے عیسائیوں کا متعصب فرقہ چلاتا تھا۔ اس بار فیصلہ ہوا کہ یہ کاٹون حد سے زیادہ میں شائع کیے جائیں۔ یہ خاکے شائع ہوئے اور اسی شام یہ خاکے انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلا دیئے گئے۔

عالمِ اسلام اس وقت بری طرح کھول رہا ہے۔ ایک ارب ۴۵ کروڑ مسلمانوں کے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔ مسلمان ہونے کی نسبت سے ہم لوگوں کا ایمان اس وقت تک پختہ اور مکمل نہیں ہوتا، جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہماری ذات، جان اور ہمارے مال سے قیمتی نہ ہو جائے، ہم لوگ دنیا کے ہر معاملے پر سمجھوتہ کر سکتے ہیں لیکن ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتے، اور نہ ہی اس سمجھوتے کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔ بہر حال!

ان خاکوں کے پیچھے امریکا ہو یا یورپ، بہر حال دونوں ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں۔ مسلمان ملکوں میں ہونے والے غیر معمولی احتجاج نے دونوں طاقتوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ پٹے ہوئے، کچلے ہوئے اور معاشی اعتبار سے تباہ حال مسلمانوں میں اس قدر اشتعال پیدا ہو سکتا تھا یہ ان کے متحدہ موقف کے نتیجہ میں مغرب کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا، ان کا یہ خیال تھا کہ جس طرح افغانستان وعراق کا معاملہ ٹھنڈے پیٹوں برداشت کیا گیا، اسی طرح دو چار دن رو کر مسلمان چپ ہو رہیں گے مگر اب کی بار ایسا نہیں ہوا۔

امریکا ومغرب کے لیے دوسری بری خبر جوان کے عمرانی ومعاشرتی بزرجمہروں کے لیے صاعقہ آسمانی ثابت ہوئی ہے، وہ مسلمان ملکوں میں مغرب کے ''تہذیبی بائیکاٹ'' کا غیر معمولی طور پر بڑھتا ہوا رجحان ہے۔ عرب ملکوں میں خصوصاً اور دیگر عالم اسلام میں عموماً مغربی طور طریقوں کے خلاف نفرت کی ہوا تیزی سی اٹھی ہے۔ موبائل کے ذریعہ ایک دوسرے کو مغربی ملبوسات، مشروبات اور دیگر اشیا کے بائیکاٹ کے میسج کیے جا رہے ہیں۔ ان اخبارات ورسائل کی فروخت میں بے شمار ریکارڈ اضافہ ہوا ہے، جو مغرب کے تہذیبی اقتدار کے حریف سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمان سربراہوں نے بھی غالباً نوشتہ دیوار پڑھ لیا ہے اور ان کے بیانات کی تیور بھی بدل گئے ہیں۔ صبح وشام مغرب کی تسبیح پڑھنے والوں نے دھیمی سروں میں مذمتی بیانات جاری کرنے شروع کر دیے ہیں۔ مغرب نے مسلمانوں کی ثقافت بدلنے ان کے کلچر کو تباہ کرنے اور ان کو ایک بے رنگ دبو قوم بنانے کے لے اربوں کھربوں کی دولت خرچ کی تھی، یہ مہم این جی اوز کی سرکردگی میں بڑی تیزی سے اپنے مطلوبہ اہداف کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اچانک گستاخ خاکوں نے ان کا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔

انہوں نے یہ خاکے تو مسلمان کے دلوں سے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت کم کرنے کے لیے بنوائے تھے، مگر الٹی آنتش گلے گئیں۔ وہت بیداری جو شاید عشروں کی محنت کے بعد بھی نہ پیدا ہو سکتی' خاکوں نے ایک دن میں پیدا کر دی ہے۔ مسلمان مفکرین علما اور داعیوں کو چاہیے کہ ''تہذیب بائیکاٹ'' کے پرگرام پوری قوت سے چلائیں۔ نوجوانوں کو یہ باور کرائیں کہ اب فیصلے کی گھڑی ہے۔ اگر آج ہم بھی مغرب کے سحر اور طلسم سے نکل سکے تو شاید ایسے مواقع پھر جلدی نہ آئیں۔ یقین جانئے مغرب مواگر اس تہذیبی بائیکاٹ کا ہلکا سا اندازا بھی ہوتا تو وہ کروڑوں ڈالر لے کر بھی ان خاکوں کو چھو پانے پر تیار نہ ہوتا۔ ان کی سکیم فیل ہو چکی ہے۔ اب گیند ہمارے کورٹ میں ہے۔ یہ شارٹ صورت ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ یہ موقع رائیگاں نہیں جانا چاہیے۔

نمک حلالی

مولانا قاری منصور احمد

یار لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی کہ بے وقوف مسلمانوں کو کیسے سمجھائیں کہ ان کے جلسے جلوسوں، ہڑتالوں اور احتجاجوں سے بیرونی دنیا میں ان کا اور ان کے ملک کا امیج سخت متاثر ہو رہا ہے۔ بڑی مشکلوں سے ان کو باور کرایا تھا کہ کم از کم پاکستان کے مسلمان اب انتہائی معتدل مزاج، روشن خیال اور جمہوریت پسند ہو چکے ہیں۔ جمہوریت پسندی خواہ ٹوپی وردی والی ہو، اسے دل وجان سے لگا رکھتے ہیں۔ تعصب نام کی کوئی چیز ان کے ان کے اندر نہیں رہی، فرقہ واریت اور منافرت سے یہ تائب ہو چکے ہیں۔ دلیل اور ڈائیلاگ کی بات کرتے ہیں۔ عالمی برداری سے بہتر تعلقات کے لیے کوشاں رہتے، خصوصاً اہل کتاب سے تو رشتہ داری جوڑنے میں بھی ان کو باک نہیں، یہ صرف دعوی ہی نہیں تھا۔ اہل پاکستان اس کو حاصل کرنے کے لیے کڑے امتحانوں سے گزرے۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے جگر گوشوں کو پکڑ کے پنجروں میں ڈالا، وانا اور باجوڑے میں لگی آگ کو برداشت کیا، اپنے ہیروز کو زیرو ہوتے ہوئے دیکھا، اور پھر ماتھے پر شکن تک نہ لائے۔ ایٹمی پروگرام اور کشمیر سے ہاتھ کھینچ لیا۔ سب ٹیسٹوں میں کامیابی پر خوش ہونے پر جو بخششیں اور انعام ملا، اسے بھی اپنا استحقاق نہ جانا بلکہ اس کی عطا سمجھا۔ اب صرف ایک ٹیسٹ باقی تھا، فقط نہ دیکھنا تھا کہ اندرونی کیفیت بھی یہی ہے یا محض پیسے بٹورنے کو چپ سادھ رکھی ہے، چناں چہ انہوں نے دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھ دیا۔ سوچ سمجھ کر اور جان بوجھ کر رکھا ہے آخر جو اقتدار سونپتے اور خزانے بھرتے ہیں، وہ اپنا حق تو محفوظ رکھتے ہیں، وہ کافی دنوں سے ٹوہ لگا رہے تھے، گوانتانامو سے رہا ہو کر آنے والے نوجوان سے پوچھا تھا: تفتیش اور تشدد میں زور کس بات پر تھا؟ کس جہاد کیا ہے اور ایمان کی پختگی کسے کہتے ہیں؟ کس قیمت پر ان دونوں سے دست برداری ممکن ہے؟ نوجوان نے بتایا کہ سب کا جواب نفی میں تھا: اس کی کوئی قیمت نہیں اس کا کوئی بدل نہیں۔ تفتیشی رپورٹوں کا جائزہ لینے والوں کو یقین نہیں آیا، انہوں نے سوچا ہوگا ان کو بیچنے والے بھی تو مومن کہلاتے ہیں اور قرآن میں جہاد کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں، ڈھیٹ قسم کے تو سو ہوں گے یا چند ہزار اور تو سب ہمارے ہیں وہ یقیناً اس آخری امتحان میں بھی کامیاب ٹھہریں گے۔ بس اسی اندازے کی غلطی کہہ لیں یا کچھ اور، یہ واردات تو

جس میں چنگاری ثابت ہوئی اور نیل کے ساحل سے لے کرتا بخاک کاشغر آگ بھڑک اٹھی۔

اب سفارت خانوں سے ماہانہ وصول کرنے والے سخت پریشان ہیں۔کہہ رہے ہیں کہ یہ بھی ویسے ہی جھیل جاؤ، جیسے سب کچھ پہلے جھیلا تھا، ہم اپنے مظاہروں سے مغرب کے نظریہ آزادیٔ رائے کو ٹھیس پہنچانا چاہتے ہیں اور یہ بہت بری بات ہے،لیکن جہاں ہمارے دعوؤں کا پول کھلا ہے، وہاں مغرب کی رواداری کا بھانڈا ابھی تو آسٹریا نے بیچ چوراہے پر پھوڑ دیا ہے۔ڈیوڈا ارونگ کی رائے کو آزادی کیوں نہیں بخشی جارہی، وہ بوڑھا ہے، ادیب اور مورخ رہے گورا ہے کسی کی تضحیک وتذلیل بھی نہیں کی، پھر بھی یورپ سے ہمیں کوئی گلہ نہیں، وہ دشمن ہےاور دشمن سے بھلائی کی توقع حماقت ہے،اپنے قلم کی سیاہی سے باربار مسلمانوں کا ہی دامن داغ دار کرنے کی بجائے وہ اتنا سوچ رکھیں کہ جس ذات اقدس کا معاملہ اس معاملے میں کسی مسلمان سے رواداری تحمل اور رہے برداشت کی توقع بھی حماقت ہی ہے، یہ بات جتنی جلدی سمجھ آجائے،بہتر ہی ہے ورنہ جس اسلام کا حوالہ دے کر امن وسلامتی کے فروغ کی دعوت دی جارہی ہے وہ اسلام تو اسی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا سے نکلا ہے،جس کی شفقت ورحمت کے غیر بھی مداح ہیں، وہ رہبر ورہنما ہے۔فتح مکہ پر سب دشمنوں کو معاف کرنے کا حوالہ دینے والوں کو شاید معلوم نہ ہو کہ ۷ ار آدمیوں کے قتل کا حکم بھی اسی زبان عفو سے دیا گیا تھا اور ان سب کا جرم یہی تھا: دریدہ دہنی، ہجو،اور گستاخی، اس حکم پر عمل بھی ہوا۔نرم خو صدیق اکبر بھی اس میں نرم گوشہ اختیار نہ کرسکے۔یمن کے ایک شہر صنعا میں دو گانے والیوں میں سے ایک نے زبان سے اسی گستاخی کا ارتکاب کیا تھا،جس کا اظہار قلم سے ڈنمارک کے بدمعاش آرٹسٹ نے کیا۔وہاں کے حاکم مہاجر نامی صحابی نے اس کے دانت توڑے اور دونوں ہاتھ کاٹ دیئے دوسری گلوکارہ بدبخت اس حد پر نہ پہنچی تھی بس عام مسلمانوں کو گالیاں والیاں دے کر سوزش جگر کو ٹھنڈا کرتی۔صحابیٔ رسول نے اسے بھی اس انجام سے دوچار کر دیا، مزاج شناس رسول اور خلیفہ بلافصل نے اس فیصلہ کو غلط قرار دیا اور فرمایا جس نے ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریدہ دہنی کی اس کی گردن اڑانی چاہیے تھی اور عام طور پہ گالیاں بکنے والی کو زجر وتنبیہ کافی ہے، رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا حکم اور خلیفۃ الرسول کا فیصلہ اسلام کے منشا کی ترجمانی نہیں تو قومی کمیشن برائے امن وسلامتی کے فروغ کا ڈھنڈورا سوائے نمک حلالی کے کچھ نہیں۔

کوئی نورالدین یا علم الدین نہیں!؟

نبی کی دھرتی:

ادھر دیکھیں یہ ذوالحلیفہ مسجد ہے، یہاں سے مدینہ شروع ہوجاتا ہے اور یہیں سے مدینہ سے عمرہ کرنے والے احرام باندھتے ہیں، ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہم سفر نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مدینے کا نام سنتے ہی میں درود شریف پڑھنا شروع کر دیا، دعائیں مانگنے لگا اور اس کے ساتھ ہی آنکھوں سے محبت کے آنسو بھی ٹپک پڑے، میں نے اپنی آنکھیں نیچے جھکائیں تھیں کیونکہ میں نے سوچا، جب عاشق اپنے محبوب سے ملتا ہے، تو فقط سرسری نظر نہیں ڈالتا بل کہ دل بھر کر دیدار کرتا ہے، چناں چہ میں بھی جی بھر کر دیدار کروں گا اور جو آگ ایک مدت سے میرے سینے میں لگی ہوئی ہے اس کو آج بجھا کر ہی دم لوں گا، بس آخری اسٹاپ پر رکی، نیچے سر زمین مقدس تھی، بسم اللہ کرتے ہوئے بس سے نیچے پاؤں رکھا اور ''نبی کی دھرتی تجھے سلام'' کہتے ہوئے اپنا سامان اٹھایا اور ایک طرف کھڑے ہو کر مدینہ کے در و دیوار کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا رہا، نہا دھو کر بل کہ صاف ستھرے اور نئے کپڑے پہنے، عمدہ خوشبو لگائی اور درود شریف کا ورد مسلسل شروع کر دیا، تا کہ آپ کی محبت میں مزید اضافہ ہو جائے اور دریں اثنا میں یہ سوچ رہا تھا کہ جب مسجد نبوی میں داخل ہوں گا تو ذہنی کیفیت کیا ہوگی جب گنبد خضرا کی اصلی جھلک پہلی مرتبہ دیکھوں گا، تو کہیں خوشی سے مر نہ جاؤں! انہی خیالوں میں گم تھا کہ مسجد نبوی کے خوبصورت دلکش اور کہکشاں کے جھرمٹ جیسے مینار نظر آئے اور اس نے مسجد میں داخل ہونے کی اجازت دیدی، بارش کے قطرے اندر داخل ہوتے ہی ایک بے نام کا سرور محسوس ہوا جس نے دنیا کے تمام نعمتوں سے بے نیاز کر دیا۔ میں اپنے کو جنت میں محسوس کرنے لگا اگر چہ جنت بھی قریب ہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ نماز تہجد کے بعد دو رکعت صلاۃ التوبہ پڑھی۔ اس کے بعد پورے ادب واحترام کے ساتھ روضۂ مبارک کی طرف چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا چل پڑا، اگر چہ جسم کے لحاظ سے ابھی روضۂ اقدس سے دور تھا، لیکن ذہناً روضۂ اقدس کے سامنے باادب کھڑا تھا۔ اس وقت زیادہ لوگ مسجد میں تھے لیکن مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے فرشتوں اور

دوسری مخلوق سے مسجد بھری ہوئی ہے، میں جیسے جیسے روضۂ مبارک کے قریب ہوتا جارہا تھا ویسے ویسے ایک عجیب سی لذت میں اضافہ در اضافہ ہوتا چلا جارہا تھا، اور نہ جانے کیوں قدم مزید آہستہ آہستہ اٹھنے لگے تھے، کچھ دیر بعد میری نگاہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی جالی پر مرکوز ہو کر رہ گئیں اور ٹانگیں لڑکھڑانے لگیں۔ ان جانے میں تسبیح کے دانے چل رہے تھے، جن پر درود پر درود پڑھا جارہا تھا اور ندامت و شرمندگی کی وجہ سے لوگوں میں چھپنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اب روضۂ مبارک کی جالیاں اتنی قریب ہو چکیں تھیں کہ بآسانی چھونا چاہتا تو چھو سکتا تھا، لیکن وہاں پر ادب کے تقاضے کچھ اور ہی ہوتے ہیں، کیوں کہ میں جانتا تھا کہ ذرا سی بے ادبی بھی ہمیشہ کی محرومی بن سکتی ہے، اس لیے کسی بھی موقع پر ادب کا دامن نہ چھوڑا تھوڑی ہی دیر کے بعد جالیوں سے بنے ہوئے پہلے خانے کے سامنے کھڑے ہو کر بڑے ادب سے نیچی نگاہیں کر کے آہستہ سی غم زدہ آواز میں کہا: **السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ الصلاۃ و السلام علیک یا خیر الانام۔** اس طرح جتنے بھی سلام یاد تھے پڑھ دیئے غلام پڑھتے ہوئے آنکھوں سے محبت اور ندامت کے آنسو بارش کے قطروں کی طرح ٹپک رہے تھے اور میں اس آگ کو بجھانے کی پوری کوشش کر رہا تھا، جو میرے سینہ میں ایک مدت سے دبی ہوئی تھی۔

دو بد بخت یہودی۔ ا

سلام پیش کر کے جب باہر نکلا، تو سامنے تھوڑے ہی فاصلے پر مدینہ کا قدیم قبرستان "جنت البقیع" واقع ہے، یہ خوش نصیب قطعۂ زمین ہے، جس میں، بہت سے صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے دفن فرمایا۔ "جنت البقیع" جاتے ہوئے جب میں اس جگہ پہنچا جہاں سے دو بد بخت یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے، ایک دم میرے ذہن میں یہ واقعہ گردش کرنے لگا: ایک رات "نورالدین زنگی" مدینہ سے کوسوں دور اپنے محل میں سو رہے تھے کہ خواب میں آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نورالدین! دو آدمی ہمیں تنگ کر رہے ہیں۔ آپ کانپتے ہوئے اُٹھے، وضو کیا، نفل پڑھی اور دوبارہ لیٹ گئے، آپ نے دوسری بار پھر یہی خواب دیکھا، تو زیادہ پریشانی ہوئی اور آپ اسی طرح باوضو ہو کر استغفار پڑھنے کے بعد دوبارہ لیٹ گئے، تیسری بار خواب کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نورالدین کو دو آدمیوں کی شکلیں دکھانے کے بعد فرمایا: یہ لوگ ہیں جو ہمیں تنگ کر رہے ہیں۔ نورالدین اپنے وزیر کو بلا کر کہا کہ اب میرے لیے کوئی حجت باقی

نہیں رہی۔ میں فوراً مدینہ پہونچا چاہتا ہوں چناں چہ تھوڑی ہی دیر بعد یہ اولوالعزم اور بہادر حکمراں اپنے سپاہیوں کے ساتھ مدینے کا رُخ کر رہا تھا۔ یہ فوج بھوک اور تھکن کی پرواہ کیے بغیر دن و رات سفر کرتی ہوئی مدینہ پہنچی شہر کے آمد و رفت کے دروازے بند کیے گئے، اہل شہر کو یہ حکم ہوا کہ سب نور الدین کے ساتھ کھانا کھانے کے لیے آئیں۔ ہزاروں آدمی آئے لیکن نور الدین کی نگاہیں ان دو آدمیوں کو تلاش نہ کر سکیں جن کی شکلیں انہیں خواب میں دکھائی گئی تھیں شہر کے اکابر سے بار بار پوچھنے سے معلوم ہوا، دو بزرگ روضۂ اطہر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب ایک ایک مکان میں رہتے ہیں، وہ کسی سے میل جول نہیں رکھتے، نور الدینؒ ان دو آمیوں کے حلیے دریافت کرنے کے فوراً بعد اس مکان پر پہنچے، جو انہوں ایک عرصے سے کرایہ پر لے رکھا تھا۔ نور الدین زنگیؒ انہیں دیکھتے ہی پہچان گئے یہ وہی تھے جن کی صورتیں انھوں نے خواب میں دیکھی تھیں، لیکن اہل مدینہ یہ یقین کرنے لیے تیار نہ تھے یہ سفید ریش انسان کسی جرم کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ نور الدین نے ان کے مکان کی تلاشی لی، مگر وہاں کوئی قابل اعتراض چیز نظر نہ آئی، لیکن آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام کو اپنے خواب کی صداقت پر پورا پورا یقین تھا، انہوں نے مکان کا ایک ایک گوشہ دیکھا، بالآخر چٹائیاں اٹھا کر فرش کا معاینہ کیا، تو اندر ایک سرنگ تھی، سرنگ کے اندر داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ سرنگ کا دوسرا سرا روضۂ اطہر تک پہنچ چکا ہے۔ ایک روایت کے مطابق روضہ اطہر میں نقب لگانے والے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے جسد مبارک تک پہونچ گئے تھے اور آپ کا پاؤں نظر آرہا تھا۔ نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ یہ دیکھ کر باہر نکلے، تو ان کی تو یہ حالت تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں ان کے ہوتے ہوئے یہ سب کچھ کیسے ہو گیا، ساتھ ہی ان کو فخر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت میں اس غلام کو یاد فرمایا، گرفتار ہونے والے دونوں مجرم یہودی تھے، دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو روضۂ اقدس سے نکال کر لے جانے کا منصوبہ بنا کر آئے تھے اور رات کے وقت سرنگ کھودتے تھے اور اس کی مٹی مشکیزوں میں ڈال کر باہر پھینک آتے تھے مجرم قتل کر دیئے گئے اور روضۂ اطہر کو آئندہ کے لیے ایسی سازشوں سے بچانے کے لیے نور الدین نے قبر مبارک کے چاروں طرف زمین کے اندر سیسے کی مضبوط دیوار بنوا دی۔

ناقابل معافی جرائم:

اسی طرح راجپال نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کتاب چھاپی، تو اس وقت بھی اس کے خلاف تقریریں جلسے جلوس ہوے، ہڑتالیں ہوئیں علمائے کرام نے

اسے واجب القتل قرار دیا اور بالآخر وہ علم الدین نامی بہادر لڑکے کے ہاتھوں اس برے انجام کو پہنچا جہاں اس برے انجام کو پہنچنا چاہیے تھا، ہالینڈ میں توہین قرآن کرتے ہوئے ایک بد بخت اور بدنصیب فلم ساز نے جب ایک برہنہ عورت کے جسم پر ایک آیت لکھ دی۔

ایک باغیرت شخص نے اس کو بھی قتل کر کے جہنم رسید کر دیا، اب پھر ڈنمارک کے اخبار ''جیلنڈز پوسٹن'' کے ایک مردود کارٹونسٹ نے بدترین گستاخی کا ارتکاب کیا، جس پر اس وقت پورا عالم اسلام سراپا احتجاج ہے، ہونا بھی چاہیئے۔ پشاور میں کے ایک بڑے احتجاجی جلسے میں اس بدترین کارٹونسٹ کو واصل جہنم کرنے کے لیے ۱۰ لاکھ ڈالر اور ایک نئی گاڑی کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ اور دوسرا مطالبہ یہ کیا گیا کہ جس طرح حکومت پاکستان نے ایمل کانسی اور یوسف رمزی کو ان کے حوالے کیا تھا اسی طرح ڈنماک کے اخبار جیلنڈز پوسٹن کے اس کارٹونسٹ کو ہمارے حوالہ کیا جائے، کیوں کہ جس طرح وہ تمھارے مجرم تھے اسی طرح یہ ہمارے مجرم ہیں۔ اور ان کا یہ مطالبہ بالکل بجا ہے، ایسا ہی ہونا چاہیے ان حالات میں مجھے فرانس کے مشہور دانشور کا قول یاد آرہا ہے، جس میں اس نے کہا تھا جب تک مسلمان میں دو چیزیں موجود ہیں اس وقت تک ان کو کمزور نہیں کیا جاسکتا۔ مسلمانوں کا قرآن سے مضبوط تعلق اور ان کی حرمین شریفین سے سچی محبت۔ یہود و نصاری ایسے ایسے ناقابل معافی جرائم کے ذریعے حرمین شریفین سے اہل اسلام کی محبت کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں، اور انشا اللہ وہ دونوں سازشوں میں ناکامیاب ہی رہے ہیں اور رہیں گے جب کہ مسلمانوں کا قرآن اور حرمین سے تعلق پختہ ہو جائے گا۔ میں سوچتا ہوں کہ چار ارب مسلمانوں میں کیا کوئی نورالدین اور علم الدین نہیں ہے جو رہتی دنیا تک ناموس رسالت کو محفوظ کر جائے ۔

دینی جذبے کا امتحان

اکرم حاجی صاحب ہمارے محلے کی متمول شخصیت ہیں، وہ بہت ملنسار اور غریب نواز ہیں ۔تقریبا 25 سال سے برطانیہ میں مقیم ہیں۔حاجی صاحب جوانی کی ابتدا میں ہی برطانیہ چلے گئے وہ سال بھر میں پاکستان کا ایک چکر لگاتے ہیں، پچھلے دنوں وہ پاکستان آئے تو ایک دن میری ان سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے بہت سے سوالات کیے آخر میں جب انسے بچوں کی تعلیم کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ میرے تمام بچے میٹرک لیول سے اوپر کی تعلیم میں ہیں۔یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ حاجی صاحب خود ان پڑھ ہیں اس لے ان کا انداز گفتگو ابھی تک دیہاتوں جیسا ہے۔ حاجی صاحب نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ میری بڑی بیٹی نے حال میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے Law کیا ہے۔اور یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہے آکسفورڈ کا نام سنتے ہی میں ایک بار اچھلا اور کرسی گھسیٹتے ہوئے ان کے قریب آ گیا۔آپ کی بچی نے آکسفورڈ ٹاپ کیا ہے، ہمارے اس پسماندہ سے محلے کی ایک بچی نے دنیا بھر کے سب سے بڑے ادارے میں پوزیشن لی، ہے مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔میں خوشی سے بے حال ہو رہا تھا کہ حاجی صاحب گویا ہوئے: افسوس ناک بات یہ ہے کہ جس دن تقسیم اسناد کی تقریب ہوئی تھی میری بچی معمول کے مطابق اس دن بھی اسلامی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے سکارف پہن کر تقریب میں گئی، جب اس کا نام پکارا گیا تو یہ اپنا انعام حاصل کرنے کے لیے اسٹیج پر چلی گئی لیکن وہاں موجود عملے کے ارکان خوف زدہ ہو گئے ۔ہنستے مسکراتے چہروں کو سانپ سونگھ گیا، پھر لاؤڈ سپیکر سے آواز گونجی کہ میڈم آپ پہلے سکاف اتاریں پھر آپ کو انعام ملے گا، مجھے خوف ہوا کہ کہیں میری بچی اپنا سر ننگا نہ کر دے کیونکہ ایسی محفلیں انسان کو گمراہ کر دیتی ہے۔لیکن رب نے میری اور میری بچی کی مدد فرمائی اور اس نے مائیک پر آتے ہی بھر پور انداز میں کہا: یہ تعصب پرستی ہے میں اسے رد کرتی ہوں۔سکارف ہمارے مذہب وایمان کا معاملہ ہے اور ہم ایمان پر سب کچھ قربان کر سکتے ہیں اس لیے معمولی انعام کے عوض میں اپنی شریعت کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتی۔ یہ کہہ کر وہ اسٹیج سے اترنے ہی لگی تھی کہ اسٹیج سیکریٹری صاحب نے کہا: یہ انعام لیتی جائیں اب ہم تو فقط دیکھنا چاہتے تھے کہ آپ کو اپنے مذہب سے کتنی محبت ہے حاجی صاحب خاموش ہوئے تو میں اجازت لے کر گھر آ گیا۔میں نے اس واقعہ کو

بہت پہلوؤں سے دیکھا پرکھا اور آج کے حالات سے موازنہ بھی کیا بالآخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ وقت کی ہر طاقت پر مسلمان کی تاریخ کا رعب آج بھی غیروں پر مسلط ہے، اسی لیے وہ ایک بار امتحان لازمی لیتے ہیں کہ کہیں ان میں آبا کی شجاعت دوبارہ تو نہیں لوٹ آئی، جب انہیں یقین آ جاتا ہے کہ نہیں، وہ یہ مسلمان نہیں جو بدر و اُحد میں دادِ شجاعت دے گئے جن کے سامنے سپر پاور آرڈر ایک خدا کا ہوتا تھا جو غیرت مند اور بہادر تھے۔ یہ فقط اسلام کے نام لیوا ہی ہیں اور بس تبھی تو وہ ہمیں ایک غلام سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے۔ کاش اس واقعہ سے کوئی سبق لینے والا ہوتا کہ اس لڑکی نے جہاں مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کر دیا آکسفورڈ کے ایک پروفیسر نے اپنے ایک جملے میں ہم پر وہ راز افشاں کر دیا جو ہمیں صدیوں سمجھ میں نہ آسکا کہ میں تو دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ کے ہاں اپنے دین کی وقعت ہے میں تو پرکھ رہا تھا......"

قسط۲

امام ابو حنیفہ اور ان کی فقہ

از افادات: حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب شمسیؒ
سابق شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

ابو الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت رحمت اللہ علیہ کوفہ کے ایک شمول اور معزز خاندان میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے چار صحابہ حضرت انس ابن مالک، حضرت عبد اللہ ابن ابی اوفی، حضرت سہیل بن سعد، حضرت ابو الطفیل عامر رضی اللہ عنہم کا نورانی زمانہ پایا اگر چہ صحابۂ کرام سے سماع حدیث ثابت نہیں ہے لیکن ان میں سے بعض کی روایت کا شرف حاصل ہے اسی وجہ سے آپ کا شمار کبار تابعین میں سے ہے۔

کوفہ ایک مشہور اسلامی شہر ہے جو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بسایا گیا تھا، یہ شہر شروع زمانہ سے ہی علم دین کا مرکز رہا ہے صدہا صحابہ وہاں سکونت پذیر تھے، حضرت فارق اعظم رضی اللہ عنہ نے تعلیم دین کے لیے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو وہاں مقرر فرمایا جو فقہائے صحابہ میں اپنا ایک مخصوص مقام رکھتے ہیں صاحب الوسادہ والنعلین کہے جاتے ہیں اور افتاء کے بلند مقام پر فائز تھے یہی وجہ ہے کہ فاروق اعظم نے اہل کوفہ کو تحریر فرمایا کہ عبد اللہ ابن مسعود کی مجھے ضرورت تھی لیکن اہل کوفہ کی ضرورت کو مقدم سمجھ کر میں ان کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ خلافت عثمانی کے آخری دور تک کوفہ میں قرآن اور حدیث اور فقہ کی تعلیم دیتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نو آباد شہر کوفہ میں چار ہزار علماء اور محدثین پیدا ہوئے۔ خلیفہ چہارم سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جب کوفہ کو دار الخلافۃ بنایا اور وہاں تشریف لے گئے تو کوفہ کا دینی علمی ماحول دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالے ابن مسعود پر رحمت نازل فرمائے انہوں نے کوفہ کو علم دین سے بھر دیا۔ چونکہ حضرت ابن مسعود ان بلند پایہ صحابہ میں سے تھے جو فقہ کے اونچے مقام پر فائز تھے، اس وجہ سے کوفہ فقہ اسلامی کا مرکز بن گیا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قیام سونے پر سہاگہ ہو گیا، مسلم نے مسروق سے روایت کیا ہے کہ تمام صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا علم چھ اشخاص پر آکر ختم ہو جاتا ہے، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن

مسعودؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، اور حضرت ابی بن کعبؓ؛ پھر ان سب کا علم حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ میں آ کر ختم ہو جاتا ہے، عقبہ ابن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ سے زیادہ علم والا کسی نہیں سمجھتا ہوں، ابراہیم کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہؓ جب متفق ہوں تو ان کی برابر کسی کو نہیں کہا جاسکتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ قدیم الہجرت ہیں ہمہ وقت سفر وحضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، آپ کے خادم خاص تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اس کثرت سے آمد ورفت رکھتے تھے کہ نووارد لوگ انہیں اہل بیت میں سمجھتے تھے۔

الغرض کوفہ میں فقہ اسلامی کی ابتدا حضرت ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے ہوئی اور علم وثقہ، دیانت وقضاء میں ان دونوں حضرات کا مقام بلند اہل علم سے پوشیدہ نہیں امام ابوحنیفہ ؒ نے انہیں حضرات کے اصحاب سے قرآن وحدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا۔ چناں چہ ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے پوچھا کہ آپ نے علم کس سے لیا ہے تو امام صاحب نے جواب دیا کہ اصحاب عمر سے اور انہوں نے عمر سے، اور اصحاب علی سے اور انہوں نے علی سے اور اصحاب عبداللہ ابن مسعود سے اور انہوں نے عبداللہ ابن مسعود سے اور اصحاب عبداللہ ابن عباس سے اور انہوں نے ابن عباس سے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ان حضرات کا فقہی مقام اہل علم کو خوب معلوم ہے، ان میں سے ہر ایک کے لیے بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ علم فقہ کا بحر بیکراں تھے، فقہ حنفی کی جامعیت اور عالمگیر مقبولیت کا راز بھی ہے کہ یہ فقہ ان اصحاب رسول سے نسبت رکھتی ہے جو علم فقہ میں امتیازی مقام پر فائز ہے۔ امام ابوحنیفہ نے انہیں فقہاء صحابہ کے نقوش قدم پر چل کر اور انہیں کے اصولوں کو مشعل راہ بنا کر فقہ حنفی کو مرتب کیا، جو ہر اعتبار سے مکمل اور بہترین اصولوں کے لحاظ سے ہر دور اور ہر طبقہ کے لیے منارہ نور ہے۔

دنیا میں جب تک اسلامی خلافت کا سلسلہ قائم رہا ہر دور میں فقہ حنفی کے قوانین پر ہی عمل ہوتا رہا، حتیٰ کہ ہندوستان کی مسلم حکومتوں نے بھی اسی فقہ کو اپنا دستور العمل قرار دیا جس کی زندہ مثال فتاوی عالمگیری کی صورت میں آج بھی موجود ہے، جسے ہندوستان کے فقہا وعلما کی ایک بڑی جماعت نے باہمی تعاون سے مرتب کیا، اس سے یہ حقیقت بھی آشکارہ ہوگئی کہ ہندوستان میں علم وحدیث اور فقہ کی روشنی پھیلانے والے حنفی محدثین وفقہا ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں پورے ملک کی طرف سے جزاء خیر عطاء فرمائے۔ آمین

ہمارے قائد ہمارے رہبر امام اعظم ابوحنیفہ

عہدِ رسالت کی فلم بندی

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب مدظلہم

گزشتہ دنوں عیدالفطر کے موقع پر وطنِ عزیز کے ایک نجی ٹی وی چینل پر ''دی میسج'' نامی ایک فلم کی نمائش کی گئی جس میں عہدِ رسالت کے بعض واقعات کی فلم بندی کی گئی، یہ فلم سی ڈیم میں بھی کھلی عام فروخت ہو رہی ہے اور بہت سے ناداں مسلمان اس کو ایک نیک عمل سمجھ کر دیکھ رہے ہیں، افسوس کہ نہ پاکستان کی اسلامی سیاسی اور سماجی تنظیموں اور جماعتوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور نہ ہی اہلِ قلم اور علما اور واعظین نے اس کے خلاف عوام کا شعور بیدار کیا، آج سے تقریباً تین دہائی قبل ایک ایسی ہی فلم کی نمائش کی گئی تھی، حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اس وقت، اس موضوع پر لکھا تھا، ہم ان کا وہ مضمون آج شائع کر رہے ہیں، مضمون کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے مفتی صاحب نے دل کا درد بکھیرا ہے، آپ بھی پڑھئے، شاید یہ آپ کے احساس زیاں کے در پر دستک دے سکے!۔۔۔۔۔۔(مدیر)

اس شرمناک واقعہ پر کرب والم کا اظہار کن الفاظ اور کس اسلوب سے کیا جائے کہ کراچی جیسے شہر میں جہاں کم وبیش چالیس لاکھ (اب ڈیڑھ کروڑ) مسلمان آباد ہیں۔ایک ایسی فلم کی نمائش ہو رہی ہے جس میں عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو فلمانے کی جسارت کی گئی ہے، مسلمانوں کے لیے اس سے زیادہ اور کیا ڈوب مرنے کا مقام ہوگا کہ سینما ہالوں میں دن رات انسانیت، شرافت اور شرم وحیا کا دامت تار تار کیا جاتا ہو۔ جہاں عریانی وفحاشی کا عفریب شب وروز ننگا ناچتا ہو، جہاں صبح وشام بہیمانہ حرص وہوس کے بھوت دندناتے ہوں، جہاں انسانیت سے غیرت وعصمت کے تمام لبادے نوچ کر اسے کتوں اور گدھوں کے ہم جنس بنا دیا ہو، ان ہی سینما ہالوں اور انسانیت کی انہی قتل گاہوں میں عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معاشرے کو ایک کھیل بنا کر پیش کیا جائے جس کے نام سے اس روئے زمین پر انسانیت وشرافت اور عفت واخلاق کی آبرو قائم ہے؟ مسلمانوں کے لیے اس سے بڑے بے غیرتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اخبارات کے جس صفحہ پر برہنگی، حیوانیت، ہوسنا کی

اور درنگی کا جہنم دہکا ہوا ہوتا ہے اسی صفحے پر عہد رسالت کے ان صحابہؓ وصحابیاتؓ کی فرضی تصویریں شائع ہوں جن کی پاک بازی کی تعریف میں الفاظ وبیان کے سانس ٹوٹ جاتے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون!

ہم اب تک اپنے ملک کے باشندوں کو اتنا بے غیرت نہیں سمجھتے کہ وہ عہد رسالت کے ساتھ اس شرمناک جسارت کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیتے لیکن اس فلم کی نمائش کرنے والوں نے پروپیگنڈے کی خاص ٹیکنیک استعمال کر کے لوگوں کو اس طرح گمراہ کیا کہ وہ اس فلم کی قباحتیں نہ سمجھ سکے اور کم از کم اس کے بارے میں خاموش اور غیر جانب دار ہو گئے، اس فلم کے ہر اشتہار کے ساتھ یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا گیا کہ اس میں کسی مقدس ہستی کا سایہ تک نہیں پڑنے دیا گیا، حالاں کہ واقعہ یہ ہے کہ اس عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد کی فرضی تصویریں دکھائی گئی ہیں جو ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ کے سوا اور کون ہو سکتے ہیں؟ سیرت طیبہ کا یہ واقعہ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو مسلمان ہونے کی پاداش میں تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر پتھر کی سلیں رکھ دی جاتی تھیں، ہمیں معلوم ہوا کہ یہ واقعہ بھی اس فلم میں حضرت بلالؓ کی فرضی تصویر کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے بارے میں بچہ بچہ کو معلوم ہے کہ وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے ارادے سے نکلے تھے لیکن بعد میں خود حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، یہ واقعہ بھی اس فلم میں فرضی تصویروں کی مدد سے دکھایا گیا ہے، یہاں تک کہ بعض صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر خطاب کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ یہ چند مثالیں تو وہ ہیں جو بعض ذرائع سے ہمارے علم میں آ گئیں ورنہ خدا جانے اس میں عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کن کن واقعات اور صحابہ کرامؓ میں سے کن کن شخصیتوں کو اسکرین پر دکھانے کی کوشش کی گئی ہے، ان سب باتوں کے باوجود یہ اعلان کہ ''اس فلم میں کسی مقدس ہستی کا سایہ تک نہیں پڑنے دیا گیا۔'' جھوٹا پروپیگنڈہ نہیں تو اور کیا ہے؟

اس فلم کے بارے میں ایک اور پروپیگنڈہ بڑے شد و مد سے یہ کیا گیا کہ اس کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ میں بڑی مدد ملی ہے اور ہزاروں غیر مسلم اسے دیکھ کر مسلمان ہو گئے ہیں، اول تو یہ بات بھی پہلی بات کی طرح بے بنیاد پروپیگنڈا ہے۔ ایک معمولی سمجھ کے انسان کے لیے بھی یہ باور کرنا مشکل ہے کہ ایسی فلم کو دیکھ کر ہزاروں انسان اسلام میں داخل ہو گئے ہوں، لیکن اگر بالفرض یہ تماشا دیکھ کر کچھ لوگوں کے دل واقعی اسلام کی طرف مائل ہوتے ہیں تو آخر یہ کیوں فرض کر لیا گیا کہ اسلام کی تبلیغ اور لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے ہر طریقہ استعمال کرنا جائز ہے خواہ وہ اسلامی اس لیے

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس فلم کی نمائش کو جاری رکھ کر عہد رسالت کی بے حرمتی کا وبال اپنے سر نہ لے اور اسے فورا بند کرنے کا احکام جاری کرے اگر ہم اسلام کی مثبت خدمت انجام نہیں دے سکتے تو کم از کم ایسے اقدامات سے تو ہمیں پرہیز کرنا چاہیئے جن سے اکابر دین کی بے حرمتی ہوتی ہو اور جس سے دین کو ایک کھیل بنانے کا پہلو نکل سکتا ہو۔ اسی طرح ہم عوام سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر دلوں میں اسلام اور اکابر اسلام کی حرمت کا کوئی پاس ہے تو خدا کے لیے اس فلم کی حوصلہ افزائی کے وبال میں شامل نہ ہوں دوسری فلموں کو دیکھ کر تو اللہ کے بندے اپنے دلوں میں ندامت اور احساس گناہ بھی محسوس کر لیتے ہیں۔ اصولوں کے کتنا خلاف ہو، اگر "تبلیغ اسلام" کی خاطر اس دلیل کو قبول کر لیا جائے تو کل کو یہی دلیل بہ نفس نفیس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ دکھانے کے لیے بھی پیش کی جا سکتی ہے۔

"تبلیغ اسلام" کا اتنا "درد" رکھنے والے ان حضرات کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام نے اپنی تبلیغ کے لیے بھی کچھ خاص اصول مقرر فرمائے ہیں جو تبلیغ ان اصولوں کو توڑ کر کی جائے وہ اسلام کے ساتھ دوستی نہیں، دشمنی ہے۔ یہ کوئی عیسائیت یا کمیونزم نہیں ہے جو اپنے نظریات کے پرچار کے لیے ہر جائز و ناجائز طریق کار کو روا رکھتا ہے، جسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لیے اپنے اکابر کی حرمت کا بھی پاس نہ ہو اور جو دنیا میں محض اپنے ہم نواؤں کی تعداد بڑھانے کے لیے اپنی عورتوں کی عصمت بھی داؤ پر لگانے کے لیے تیار ہوں۔

سوال یہ ہے کہ اگر کسی زمانے یا کسی خطے کے لوگ موسیقی کے ذریعہ اسلام کی طرف مائل ہو سکتے ہیں تو کیا "تبلیغ اسلام" کی خاطر طبلے سارنگی پر قرآن سنانے کی اجازت دے دی جائے گی؟ اگر کسی علاقے کے لوگوں کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ دیکھ کر مسلمان ہونا ممکن ہو تو کیا مسلمان (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرضی تصویر شائع کرنے کو تیار ہو جائیں گے؟ اگر مسلمان عورتوں کے رقص و سرود سے متاثر ہو کر کچھ لوگ مسلمان ہونے پر آمادہ ہوں تو کیا ان کے پاس "تبلیغ اسلام" کے لیے رقاصاؤں کے طائفے بھیجے جائیں گے؟

یہ آخر کیا طرز فکر ہے کہ دنیا میں جس جس برائی کا چلن عام ہو جاتا ہے اسے نہ صرف جائز اور حلال کرتے جاؤ بلکہ اسلام کی تبلیغ و ترقی کے لیے اس کے استعمال کو بھی ناگزیر قرار دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس سیرت طیبہ کو فلما کر اسے تبلیغ اسلام کا نام دیا جا رہا ہے۔ اس سیرت طیبہ کا سبق تو یہ ہے کہ حق کی تبلیغ و اشاعت صرف حق طریقوں سے ہی کی جا سکتی ہے ہی کی جا سکتی ہے۔ اگر حق کی تبلیغ کے لیے اس میں کسی باطل کی آمیزش اسلام کو گوارا ہوتی تو عہد رسالت

صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں کو وہ اذیتیں برداشت نہ کرنی پڑتیں جن کے واقعات پر اس فلم کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں کو سب سے بڑی تربیت تو یہ دی گئی تھی کہ وہ اپنے آپ کو زمانے کے ہر غلط بہاؤ کے آگے سپر ڈالنے کے بجائے زندگی کی آخری سانس تک اس سے لڑنے اور اسے صحیح سمت کی طرف موڑنے کی جدوجہد کریں اور اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں انہیں خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنے کی عادت ڈالیں۔ اگر یہ بزرگ ایسا نہ کرتے اور زمانے کی ہر پھیلی ہوئی برائی کے آگے ہتھیار نہ ڈالتے جاتے تو آج دین کی کوئی قدر بھی اپنے اصلی شکل میں محفوظ نہ رہ سکتی۔

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں بھی دنیا کے لوگ کھیل تماشوں کے شیدائی تھے اور انہیں تبلیغ کرنے کے لیے بھی ایسے تماشے ایجاد کیے جا سکتے تھے جو ان کے دل لبھا سکیں، لیکن صحابہ کرام نے ڈراموں اور ناٹکوں کے ذریعہ دنیا کو بے وقوف بنانے کے بجائے اپنے مثالی کردار اور حسن عمل سے ہی لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا اور دنیا کی آخری حدود تک توحید کا پرچم لہرا کا چھوڑا۔ آج اگر ہم تبلیغ اسلام کی خاطر اپنا نفرت انگیز کردار عمل چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور محض فلمیں بنا کر اور ڈرامے رچا کر اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو یہ ایسا خیال خام ہے جس کا موجد شیطان کے سوا اور کوئی نہیں اس طرح جس ذہنیت کی تبلیغ کی جائے گی وہ اور خواہ کچھ ہو، اسلام نہیں ہو سکتی۔

ایک اور پروپیگنڈہ یہ بھی کیا جا رہا ہے کہ عرب ممالک کے بعض علماء نے اس فلم کے جواز کا فتوی دے دیا ہے۔ ہمیں اس بات کی تحقیق نہیں ہو سکی کہ اس اعلان میں کہاں تک صداقت ہے۔ جس طرح پہلے دو اعلانات غلط ہیں، بظاہر یہ بھی غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ قرآن وسنت کی بصیرت رکھنے والے کسی عالم سے یہ توقع نہیں ہے کہ اس نے عہد رسالت کی اس بے حرمتی کو سند جواز دے دی ہوگی۔ یوں علماء نام کے ایسے افراد ہر ملک میں ہوتے ہیں جو علوم اسلامی بصیرت کے بغیر شرعی احکام میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے افراد "کے فتوے" کا شرعی اعتبار سے کیا وزن ہو سکتا ہے اور اگر بالفرض کسی صحیح عالم نے ایسا کہا ہی ہو تو اسلام میں کسی شخص کی ذاتی رائے حجت نہیں، قرآن وحدیث کے احکام حجت ہیں اس لیے کسی شخص کی انفرادی رائے کو اس فلم کی حمایت میں پیش کرنا غلط اور ناقابل قبول ہے۔

اس لیے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس فلم کی نمائش کو جاری رکھ کر عہد رسالت کی بے حرمتی کا وبال اپنے سر نہ لے اور اسے فوراً بند کرنے کے احکام جاری کرے اگر ہم اسلام کی مثبت خدمت انجام نہیں دے سکتے تو کم از کم ایسے اقدامات سے تو ہمیں پرہیز کرنا چاہیے

جن سے اکابر دین کی بے حرمتی ہوتی ہو اور جس سے دین کو ایک کھیل بنانے کا پہلو نکل سکتا ہو۔

اسی طرح ہم عوام سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر دلوں میں اسلام اور اکابر اسلام کی حرمت کا کوئی پاس ہے تو خدا کے لیے اس فلم کی حوصلہ افزائی کے وبال میں شریک نہ ہوں۔ دوسری فلمیں دیکھ کر تو اللہ کے بندے اپنے دلوں میں ندامت اور احساس گناہ بھی محسوس کر لیتے ہیں۔ لیکن ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس فلم کو بعض لوگ عبادت، کار ثواب اور باعث خیر و برکت سمجھ کر دیکھ رہے ہیں اور یہ کس قدر المناک بات ہے کہ جس پر افسوس کا جتنا اظہار کیا جائے کم ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس گناہ سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اس اشتعال انگیز فلم کو رکوایئے: جب کراچی میں ''فجر الاسلام'' نامی فلم کی نمائش کا اعلان ہوا تو ہم نے ان صفحات میں اس پر شدید احتجاج کیا تھا لیکن افسوس ہے کہ ہماری معروضات حکومت کے ایوانوں میں بے اثر ثابت ہوئیں اور ایک عرصہ تک اس فلم کی نمائش جاری رہی۔ ہمیں اس وقت بھی یہ اندیشہ تھا کہ قرون اولیٰ کے واقعات کو فلمانے کا یہ سلسلہ کسی حد پر رکنے والا نہیں ہے اور اگر اس وقت ''فجر الاسلام'' نامی فلم کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیا گیا تو کل اس سے زیادہ سنگین اور اہانت آمیز فلمیں تیار ہو کر رہیں گے۔ ''فجر الاسلام'' درحقیقت وہ پہلا پتھر تھا جو امیان کے ڈاکوؤں نے مسلمانوں کی غیرت وحمیت کو ٹٹولنے کے لیے پھینکا تھا اور پتھر کو سہہ جانے کا لازمی مطلب یہ تھا کہ ان ڈاکوؤں کے حوصلے بڑھا کر انہیں مزید غارت گری پر شیر کیا جائے۔

چناں چہ ''فجر الاسلام'' کے بعد اس اسلام دشمن سازش نے ایک قدم اور بڑھایا ہے اور اب براہِ راست رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی وابی وامی) کے نام پر ایک فلم بنائی جارہی ہے جو اب تکمیل کے مراحل میں پہنچ چکی ہے اور اندازہ ہے کہ اس سال کے آخر تک نمائش کے لیے تیار ہو جائے گی۔

اس فلم کی کہانی چار مصری ناول نگاروں توفیق الحکیم، محمد علی ماہر، عبدالحمید جودا اور عبدالرحمٰن شرقاوی نے لکھی ہے۔ امریکہ میں مقیم ایک شامی کمیونسٹ مصطفیٰ العقاد اس کا ہدایت کار ہے اور برطانیہ، اٹلی، میکسیکو، ہنگری، یونان اور یورپ کے دوسرے بہت سے اداکار اس میں کام کر رہے ہیں۔ روس، اسرائیل اور بھارت اس کی تیاری میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں اور ایک اسرائیلی رقاصہ نے اس کے لیے اپنے رقص کی ''خدمات'' پیش کی ہیں۔ برطانیہ کی مس ڈالٹن نے اس فلم کے اداکاروں کے لیے ملبوسات تیار کیے ہیں، میکسیکو کا ایک فلم ایکٹر انطونی کوئن اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس چچا اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کردار ادا کر رہا ہے اور جن صحابہ

کرامؓ کے بارے میں اب تک یہ معلوم ہو سکا ہے کہ ان کا کردار فلم میں پیش کیا گیا ہے ان میں حضرت جعفر طیارؓ، حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت ہندہؓ شامل ہیں۔ **فإلی اللہ المشتکی و إنا للہ و إنا إلیہ راجعون۔**

معلوم ہوا کہ شروع میں تو مراکش، لیبیا، کویت اور بحرین نے مل کر اس فلم کی تیاری کے لیے مالی امداد فراہم کی تھی، لیکن جب مسلمانوں کی طرف سے اس پر شدید احتجاج ہوا تو لیبیا کے سوا باقی تمام حکومتوں نے اس کی مالی اعانت سے ہاتھ کھینچ لیے۔ مگر لیبیا کی حکومت بڑی تن دہی کے ساتھ نہ صرف مالی امداد کر رہی ہے بل کہ اس نے مراکش کے انکار کے بعد فلم کی شوٹنگ کے لیے طرابلس کا علاقہ بھی پیش کر دیا ہے جہاں یہ فلم تیزی کے ساتھ تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہے۔

عالم اسلام کے تمام معروف دینی و علمی حلقوں نے اس فلم کی تیاری پر شدید احتجاج کیا ہے۔ مصر کے شیخ الازہر، مجمع البحوث الاسلامیہ، مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر شیخ عبدالعزیز ابن باز اور رابطۂ عالم اسلامی کے جنرل سیکریٹری شیخ صالح القزاز کے بیانات اس سلسلے میں شائع ہو چکے ہیں، پاکستان کے ممتاز اہل علم نے بھی اس سخت احتجاج کیا ہے اور یہاں کی وزارت مذہبی امور نے بھی اس معاملے میں دلچسپی لے کر اس سلسلے میں متعدد اقدامات کیے ہیں، لیکن افسوس ہے کہ لیبیا کے حکمران کرنل القذافی صاحب کے کانوں پر ابھی تک جوں نہیں رینگی اور وہ بزعم خود اس ''کار خیر'' کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ کرنل قذافی صاحب کے متعدد کارناموں نے عالم اسلام میں بڑی مقبولیت حاصل کی ہے اور عام مسلمانوں میں ان سے محبت و مودت کا ایک مخلصانہ تعلق پایا جاتا ہے لیکن ان کے اس اقدام سے پوری اسلامی دنیا میں ان کی شخصیت کو زبردست ٹھیس لگی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس معاملے میں سلامت فکر عطا فرمائے اور وہ اس کام سے باز آجائیں جس کے تصور ہی سے مسلمانوں کے کلیجے چھلنی ہو رہے ہیں۔

سنا گیا ہے کہ اس فلم کی طرف کرنل صاحب کی غیر معمولی توجہ کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کو ''تبلیغ اسلام'' اور ''خدمت دین'' کا ایک ''ترقی یافتہ'' ذریعہ سمجھتے ہیں۔ بعض دوسرے لوگوں کے ذہن میں بھی کبھی کبھی اس قسم کے خیالات پیدا ہونے لگے ہیں کہ فلموں کو ''تبلیغ اسلام'' کے لیے استعمال کرنے میں کیا حرج ہے؟ لیکن ہم پہلے بھی ''فجر الاسلام'' نامی فلم پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کر چکے ہیں کہ یہ خیال شیطان کے بدترین دھوکے کی پیداوار ہے۔ اول تو فلموں کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا تصور آگ سے پانی حاصل کرنے کی کوشش کے مترادف ہے۔ فلم جس انداز سے بنتی ہے اس کو جاذب توجہ بنانے کے لیے جو طریقے اختیار کیے جاتے ہیں، جس ماحول میں اس کی

نمائش کی جاتی ہے اور جن جذبات کے ساتھ لوگ اسے دیکھنے کے لیے جاتے ہیں وہ انسان کو کسی پاکیزہ عقیدے یا عمل کی طرف دعوت دینے کی صلاحیت سے قطعی محروم ہیں۔ فلم کا اصلی مقصود انسان کی نفسانیت کے لیے غذا فراہم کرنا ہوتا ہے اور لوگ اسی غرض سے اسے دیکھنے کے لیے جاتے ہیں، لہٰذا کوئی لطیف اور پاکیزہ روحانی تحریک پیدا کرنا اس کے بس سے باہر ہے اور اگر بالفرض کوئی ناپختہ ذہن فلم کے ذریعہ کوئی وقتی اثر قبول کر بھی لے تو نہ صرف یہ کہ انتہائی ناپائیدار اور غیر سنجیدہ اثر ہوتا ہے بل کہ اس کی بنیاد بھی نفسانیت ہی ہوتی ہے جس پر روحانیت کا دھوکہ ہو جاتا ہے اور تبلیغ دین سے اسلام کا مقصد یہ کبھی نہیں رہا کہ جس طرح اور جس طریقہ سے ممکن ہو ایسے سطحی، متلون مزاج اور جذباتی ہم نواؤں کی زیادہ سے زیادہ بھیڑ اکٹھی کر لی جائے جو وقت بے وقت اس کی حمایت میں نعرہ بازی کر سکیں، بل کہ تبلیغ دین کا مقصد ایسے سنجیدہ لوگ تیار کرنا ہے جو پوری طرح سوچ سمجھ کر اسلام کو قبول کریں۔ اس کی حقیقی روح کو پہچانیں، بندگی کے تقاضوں سے بہرہ ور ہوں اور اپنی نفسانی خواہشات کو اعتدال پر لا کر اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کریں اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد مصنوعی سوانگ بھر کر کھیل تماشے دکھانے اور ناٹک رچانے سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اسلام نے جہاں ہمیں تبلیغ دین کا حکم دیا ہے وہاں اس کے کچھ اصول اور آداب بھی بتائے ہیں، ان اصول وآداب کو توڑ کر اور اسلامی تعلیمات کو پامال کر کے تبلیغ کی جائے گی وہ اسلام کی نہیں کسی اور مذہب کی تبلیغ ہو گی اور اگر بالفرض اس تبلیغ سے کوئی ہم نوا جماعت تیار ہوئی بھی تو وہ اسلام کی مطلوب جماعت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ہمیں معلوم ہے کہ اسلام کے سوا دوسرے بہت سے اور نظریات نے اپنی اشاعت وتبلیغ کے لیے وہ سارے صحیح وغلط طریقے اختیار کیے ہیں جن سے لوگ کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی جا سکے۔ اس غرض کے لیے رقص وسرود کی محفلیں گرم کی گئیں ہیں، مال ودولت اور حسن وشباب کا لالچ بھی دیا گیا ہے اور اسلاف کی عزت وناموس کو بھی بھینٹ چڑھانے سے دریغ نہیں کیا گیا، لیکن اسلام اپنی عورت وتبلیغ کے لیے ان طریقوں کو اختیار کرم سے معذور ہے۔ کیوں کہ اس کا مقصد محض مردم شماری کے رجسٹر میں مسلمانوں کی تعداد بڑھانے سے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ ایک اصولی اور عملی دین ہے۔ اس کا مقصد انسانیت کے صلاح اور قلب وذہن کی تطہیر ہے وہ اپنی تبلیغ کے نام پر وہ راستے اختیار نہیں کر سکتا جو انسانیت کو تباہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

مقام مسرت ہے کہ اس فلم کے معاملے میں حکومت پاکستان کا ذہن صاف ہے اور یہاں کی وزارت مذہبی امور نے اس فلم کی تیاری پر شدید احتجاج بھی کیا ہے اور یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ پاکستان میں اس کی نمائش نہیں دی جائے گی۔ نیز اس مسئلے کو مسلم وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں پیش

کرنے کا وعدہ بھی کیا گیا ہے، لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ لیبیا کی حکومت سے براہِ راست رابطہ پیدا کر کے اس مسئلہ پر گفتگو کی جائے اور اسے جگر سوز اقدام سے باز رکھنے کے لیے اپنا پورا اثر ورسوخ استعمال کیا جائے۔

سنا ہے کہ فلم بنانے والوں نے مسلمانوں کے شدید احتجاج کے پیشِ نظر فلم کا نام تبدیل کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ نیز یہ اعلان کیا ہے کہ اس میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ میں سے کسی کی شبیہ پیش نہیں کی جائے گی، لیکن یہ اعلانات مسلمانوں کا مطالبہ پورا کرنے کے لیے قطعی ناکافی ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک سیرت طیبہ کے کسی بھی حصہ کو فلمانا یا قرون اولیٰ کی کسی بھی مقدس ہستی کی فرضی شبیہ پیش کرنا اسلام اور تاریخ کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے جسے کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے سکتا۔ اس کے علاوہ اگر آج مسلمانوں نے حضرت حمزہؓ، حضرت جعفر طیارؓ، حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت ہندہؓ کی یہ اہانت گوارہ کر لی تو کل اسی کو نظیر بنا کر فلم سازوں گستاخ ہائے خلفاء راشدین تک بھی پہنچیں گے اور اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کی بے حرمتی کی اس شازشوں کو کسی حد پر روکنا ممکن نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان کے کرنے کا دوسرا کام یہ ہے کہ وہ "فجر اسلام" نامی فلم کے بارے میں اپنے رویہ کی غلطی کو تسلیم کرے اور آئندہ کے لیے اس فلم پر مکمل پابندی عائد کر دے جس نے فلمسازوں کی اس نوع کی کوششوں کو مسلمانوں کی طرف سے پہلی بار شہ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سلامت فکر عطار فرمائے اور انہیں عہد حاضر کے اس جگر سوز فتنے سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

حوادثات اور مصائب کے اسباب
حدیثِ پاک کی روشنی میں

از (مولانا) حذیفہ دستانوی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو پہلے ہی اس بات سے متنبہ کر دیا تھا کہ اگر امت اللہ کی نافرمانی کرے گی تو ضرور مصیبتوں اور پریشانیوں سے دوچار ہوگی آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ آئے دن کوئی نہ کوئی بڑا حادثہ درپیش ہے، کہیں ہلاکت خیز زلزلے تو کہیں جان لیوا بیماریاں تو کہیں ظالم و جابر حکام وامراء۔ بہرحال امت پورے طور پر مصائب اور حوادثات میں گھیری ہوئی ہے۔ مگر افسوس اس بات پر ہے کہ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود امت میں ایسی بیداری پیدا نہیں ہورہی ہے جیسی ہونی چاہئے اس لیے کہ وہ اسباب پر غور نہیں کر رہے ہیں اور اگر کر بھی رہے ہیں تو اصل اسباب کو چھوڑ کر دوسرے اسباب کی طرف جا رہے ہیں اب ظاہر بات ہے جب اصل سبب ہی ہاتھ نہ لگے تو علاج کیسے ہوگا آج کل ہر عام وخاص کی زبان زد ہوتا ہے مسلمان اس لیے پچھڑا ہوا ہے کہ اس کے پاس سائنس اور ٹکنالوجی نہیں اس کے پاس میزائل نہیں اس کے پاس عصری علوم نہیں اس کے پاس مال واسباب نہیں حالاں کہ کسی بھی حدیث میں نہ تو وہ اسباب بیان کیئے گئے ہیں جو آج کل زبان زد عام وخواص ہے بل کہ اصل علاج وہ ہے جو کہ میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیئے امام ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک صحابی روایت نقل کی جس میں آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسباب کو بیان کیا ہے، تو آئے اس روایت پر گفتگو کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میرے مہاجر بھائیو! پانچ ایسی بیماریاں جس میں تم مبتلا ہوگے میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم اس سے دوچار ہو: (۱) جب کسی قوم میں فحش اور بدکاری عام ہوجاتی ہے تو اللہ رب العزت ان کو طاعون اور اس جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا کر دیتے ہیں ایسی بیماریاں جس کے بارے میں پہلے

تصور بھی نہ کیا گیا ہو۔(۲) اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اللہ رب العزت اس کو سخت قحط سالی اور شدید مصائب سے دوچار کرتے ہیں۔(۳) کوئی زکوۃ کے لینے میں بخل کرتی ہے تو آسمان سے پانی برسنا بند ہو جاتا ہے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اگر گونگے جانور نہ ہوتے تو ایسی قوم پر کبھی بھی بارش نہ برسائی جاتی۔(۴) اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول سے تمہید کی اور ان کے اوامر ونواہی سے سرتابی کرتا ہے تو اللہ ان پر دشمن کو مسلط کر دیتے ہیں اور دشمن ان پر ظلم ڈھاتا ہے اور جو کچھ اس قوم کے پاس ہوتا وہ سب ہڑپ کر لیتا ہے اور جب مسلمان امراءِ شریعت کا نفاذ نہیں کرتے ہیں تو اللہ ان کے درمیان اختلاف وانتشار ڈال دیتا ہے۔

یہ ایک جامع حدیث ہے جس میں پانچ اسباب بیان کئے گئے اب ہم غور کریں کہ ہمارا معاشرہ ان میں مبتلا ہے یا نہیں رہا پہلا سبب یعنی فحش کاری اور زنا کاری تو جیسا کہ آئے دن ہم دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں کہ معاشرہ میں زنا عام ہو چکا ہے چاہے وہ زنا کی کوئی بھی قسم کیوں نہ ہو، علما نے زنا کی چند اقسام بیان کی:(۱) آنکھ کا زنا۔(۲) کان کا زنا۔(۳) لمس کا زنا۔(۴) اور عام زنا۔

زنا البصر ہمارے معاشرے میں اتنا عام ہو گیا ہے کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں آدمی اگر گھر سے نکلے تھوڑی سی بے احتیاطی کرے کہ فوراً اسی میں مبتلا اخبار ہاتھ میں لے تو بھی زنا البصر میں مبتلا ٹیلیفون پر تو زنا البصر کی حد ہی نہ رہی انٹرنیٹ پر بیٹھے تو بھی غرض اگر ذرہ برابر بھی بے احتیاطی کی پھٹ سے زنا البصر میں مبتلا ہوتا ہے جب کہ بدنظری کے نقصانات اور اس سے بچنے کا علاج آپ حکیم اختر صاحب کی کتابوں میں پڑھ سکتے ہو۔ پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ نگاہ ایک کیمرہ ہے جیسا کیمرے تصویر کو رول پر عکس کرتا ہے ایسے ہی آنکھ دیکھتی ہے اور تصویر کو دل پر چسپاں کر دیتی ہے پھر آدمی اس تصویر کے خیال میں اوقات صرف کر دیتا ہے یوں بارئی میں مبتلا ہو جاتا ہے، بڑے وساوس سے بچنے کی دعا حدیث میں ہے: اللّٰھم اجْعلْ وَساوِسَ قَلبی خَشِیَتکَ و اجْعلْ هِمَّتِیْ وَ هَوایَ فِیمَا تُحِبُّ وَ تَرضیٰ۔ اسی طرح آنکھ کی مثال ایک چھوٹے سے سراخ کے مانند جس کو بند نہ کیا جائے تو ذرات حجرے میں داخل ہوتے رہتے ہیں ایسے ہی اگر نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے تو گناہ دل پر جمتے رہتے ہیں اللہ مجھے اور آپ کو نگاہوں کی حفاظت کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

زنا کی دوسری قسم زنا الاذن ہے یعنی کان کا زنا ایسی باتوں اور نغموں اور گانوں کا سننا جو زنا کی دعوت دیتے ہوں جس کو سن کر انسان کے اندر زنا کا داعیہ پیدا ہو یہ بھی ہمارے معاشرے میں بہت عام ہو چکا ہے اذان مائک میں ہو تو لوگوں کو صوتی آلودگی محسوس ہونے لگے گی اور گانے کتنے

بلند آواز سے ہو تو کوئی صوتی آلودگی نہیں محسوس ہوگی گانے تو اتنے زوروں سے بجائیں گے کہ پورے محلے والوں کی نیند حرام ہو جائے گی جب کہ یہ بھی زنا کے حکم میں داخل ہے اللہ بچائے۔

رہ گئی تیسری قسم لمس تو یہ بھی عام ہے کیونکہ اجنبی عورتوں سے اختلاط میل جول کو معیوب نہیں سمجھا جا رہا ہے بل کہ بہت سے علاقوں میں تو میڈم کہہ کر ہاتھ بھی ملا لینگے اور بوسہ و کنار سے بھی گریز نہیں کریں گے پھر بوائی فرینڈ کی وبا میں تو یہ کوئی چیز رہی ہی نہیں آخری یعنی عام زنا یہ بھی معاشرے میں کم نہیں بل کہ حکومت تو اسی پر اجازت نامے اور لائسنس بھی دینے لگی ہے اور معاشرے کا ایک بڑا طبقہ کھلے عام اس میں مبتلا ہے چاہئے دیہاتوں میں ہو یا شہروں میں، اللہ ہر قسم کے زنا سے میری اور آپ کی حفاظت فرمائے اس لیے کہ آج طرح طرح کی بیماریاں کبھی ایڈز کبھی بلیڈ فلو کبھی ہنلیگ کینسر شوگر بلڈ پریشر برٹنیڈ ہمسر تج فالج ہارڈ اٹیک اور بے شمار جان لیوا امراض عام ہوتے چلے جا رہے ہیں، ۸۰ سے ۹۰ فیصد معاشرہ ان مذکورہ بیماریوں میں مبتلا ہے اب اس سے نجات کی ایک ہی صورت ہے کہ معاشرے، انفرادی و اجتماعی طور پر ایسی کوشش کی جائے کہ زنا پر سخت اقدام کیا جائے تا کہ لوگ عام ابتلا سے بچنے لگے ورنہ آنے والے ایام اور بھی خطرناک بیماریاں لے کر آسکتے ہیں۔ **اللھم انا نسألک العفو و العافية فی الدين و الدنيا و الآخرة۔**

حدیث کے دوسرے جز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو قحط سالی سے دوچار ہوتی ہے آج دنیا کے بے شمار خطے میں لوگ قحط سالی سے دوچار ہیں اور ترقی یافتہ ملکوں کو کوستے رہتے ہیں کہ یہ ممالک غریب لوگوں کی قحط سالی کی پرواہ نہیں کرتے حالاں کہ اس کا آسان علاج یہ ہے کہ ناپ تول میں کمی اور لوگوں کے ساتھ دھوکہ دہی کے معاملات سے اجتناب کرنے کی مہم چلائی جائے تو انشاء اللہ یہ قحط سالی دور ہو جائے گی۔

تیسری چیز جو حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ زکوۃ دینے میں بخل کرنا اور زکوۃ ادا نہ کرنا آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ وقفہ وقفہ سے دنیا کا کوئی نہ کوئی خطہ بارش کی قلت یا بالکل بارش کے نہ ہونے سے دوچار ہوتا رہتا ہے اب اس کے لیے کہا جاتی کہ بھائی ریگستان ہونے کی وجہ بارش نہیں ہوتی یا کوئی اور وجہ سے لیکن یہ سب بے سود ہے اصل سبب وہ ہے جس کو نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا اور وہ ہے زکوۃ نہ دینا، تعجب سے مسلمان مالداروں پر اس خالق و مالک نے جو مال بھی دینے والا ہے اسی کے راستہ میں اپنے مال کا چالیسواں حصہ ادا کرنے کے لیے بھی تیار نہیں جب کہ اسی مالدار سے حکومت اگر پچپن فیصد ٹیکس کا مطالبہ

کرے تو اس کا ادا کر دینا ہے مگر زکوٰۃ کے لیے تیار نہیں ہوتا ہے اور اگر دیتا بھی ہے تو دینے والے پر احسان کرتا ہے اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے حدیث پاک میں زکوٰۃ کے نہ دینے پر بارش کے بند ہونے کا ذکر کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انسان کے علاوہ یہ جو گونگی مخلوق ہے نہ ہوتی ہے تو اللہ کو ایسی قوم اتنا غصہ آتا ہے بالکل ہی بارش نازل نہ کرتے یہ تو دنیا کا عذاب آخرت کا عذاب کو بھی اس سے بھی سخت جس کو قرآن نے ذکر کیا کہ اس دن اسی مال کو آگ پر گرم کیا جائے گا اور پھر زکوٰۃ نہ دینے والوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں پر داغا جائے گا اور ان کی پشتوں پر بھی اور کہا جائے گا یہ وہ مال جس کو تم اپنے سے جمع کیا کرتے تھے تو جمع کر کر کے روکے رکھنے کا مزہ چکھو۔

چوتھی چیز جو اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی وہ ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں سے سرمنہ انحراف اس کی سزا یہ کہ دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے اب جب امت پر کوئی ظالم و جابر حاکم مسلط ہوتا ہے تو کہتے ہیں۔ ارے قوم نے اس کو ووٹ دے دیا اس کو نہیں دینا تھا یا پھر کہہ دیا کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی اور طرح طرح کی باتیں یہ سب غلط توجیہات ہے اصلی وجہ تو وہ ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے کہ اطاعت خداوند اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عدول اسی ایط اور روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمالکم عمالکم۔ یعنی تمہارے اعمال تمہارے عمّال ہے یعنی برے اعمال کریں گے تو برے حاکم سے دوچار ہونگے اور اچھے اعمال کرو گے تو اچھے حاکموں سے۔

آپ تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو یہ بات بہ خوبی نظر آئے گی صحابہ بڑے نفس اور صالح لوگ تھے تو ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضٰی رضی اللہ عنہم وارضاہم جیسے لوگ ان پر حاکم ہوئے جب صحابہ رخصت ہو گئے تو عبید اللہ ابن زیاد حجاج بن یوسف اور اس جیسے لوگ ان پر حاکم بنے جنہوں نے صحابہ کو ستایا تھا اور ان پر خوب ظلم ڈھایا گیا۔

پانچویں چیز جو روایت میں بیان کی گئی وہ ہے ائمہ اور حاکموں کا اسلامی قوانین کے نفاذ سے احتراز اس کی بھی نظیریں موجود ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپسی اختلاف آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ساری دنیا کی باطل قوتیں متحد اگر متحد نہیں تو وہ مسلمان حکومتیں تمام باطل طاقتیں مل کر اگر اسلامی مملکت کی اینٹ سے سے اینٹ بھی بجا دیوے دوسرے ملکوں پر جوں بھی نہیں رینگتی بل کہ مزید اس پر یہ کہ مسلمان حکومتیں اپنی اسلامی مملکت کے خلاف جنگ میں بلا تامل امداد و نصرت کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتی ہے العیاذ باللہ من ذالک معلوم ہوا اس بیمار کا حل نفاذ شریعت

اسلامیہ ہے اس کے بغیر تمام تدابیر بے سود ہے۔
اللہ سے دعا گو ہوں کے سب سے پہلے اللہ مجھے مکمل طور پر اسلام پر چلنے کی توفیق دے
اور پھر پوری ملت اسلامیہ کو اس دولت عظیمہ سے سرفراز فرمائے، آمین۔

اللہ انا نسئلک الصحۃ و العفۃ و الامانۃ و حسن الخلاق۔

ڈنمارک کا ڈنک مارنا

کیفر کردار تک پہنچایا جانا ضروری

مفتی محمد القدوس خبیب رومی مظاہر علوم وقف سہارنپور

اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان شانئک ھو الابتر

(بے شک جو دشمن ہے آپ کا وہی ہے ابتر)

بخشی ہے تم کو ثر ہم نے تو اے نبی تم میری نمازیں پڑھنا قربانیاں بھی کرنا
جو ہے تمہارا دشمن انجام ہوگا اس کا گمنام ہو کے مرنا

حقیقت میں ابتری وہی ہے جو ایسی مقدس ومقبول ہستی سے بغض اور عداوت ودشمنی رکھے اور اپنے بعد کوئی ذکر خیر اور اثر نیک چھوڑ کر نہ جائے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اسلام آپ کے آثار صالحہ عالم میں چمک رہے ہیں، آپ کی یاد نیک نامی اور محبت وعقیدت کے ساتھ کروڑوں انسانوں کے دلوں کو گرمارہی ہے۔ دوست دشمن سب آپ کے اصلاحی کارناموں کا سچے دل سے اعتراف کر رہے ہیں پھر دنیا سے گزر کر آخرت میں جس مقام محمود پر آپ کھڑے ہوں گے اور جو مقبولیت ومتبوعیت عامہ آپ کو علی رؤس الاشھاد حاصل ہوگی وہ الگ رہی، کیا ایسی بابرکت ہستی کی شان اقدس میں گستاخی سوائے بدبخت کے کوئی اور کر سکتا، آپ مقابلہ میں اس گستاخ کو خیال کیجئے جس نے آپ کی شان میں کبھی اور کہیں بھی کوئی گستاخی اور نازیباں حرکت کی تو اس کا نام و نشان باقی نہیں رہاں، نہ آج بھلائی کے ساتھ اس کو کوئی یاد کرنے والا ہے یہی حال ان تمام گستاخوں کا ہوا جنہوں نے کسی زمانہ میں آپ کے ساتھ بغض وعداوت پر کمر باندھی اور آپ کی شان مبارک میں گستاخی کی ان کے ساتھ ہماری قوم نے جو پہلے کیا وہی اب بھی کرنا چاہئے اور آئندہ بھی۔

ڈنمارک کے ڈنک ماری کی ایسی بے ہودہ اور گستاخانہ حرکت بلاشبہ ہر مسلمان کا خون

کھولا دینے والی ہے،اس کے خلاف جتنا بھی جوش وخروش پیدا ہو وہ صاحب ایمان کے لئے بالکل فطری ہے۔

جو جان مانگو تو جان دیدیں جو مال مانگو تو مال دیدیں
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا نبی کا جاہ وجمال دیدیں

البتہ اصل ضرورت اس فتنہ کے سر چشمہ کو بند کرنے کی ہے،قومی غیرت کے اظہار کے ساتھ ساتھ اتباع سنت اور اہتمام شریعت لازم وضروری ہے کہ اس کے بغیر ہماری کوئی تدبیر موثر اور عنداللہ مقبول اور موجب اجر وثواب نہیں ہو سکتی۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج پہنچاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہوتی ہے اور ان کے لئے دردناک اور ذلیل کرنے والا عذاب بھی ہے۔قال اللہ تعالی:

"ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ و اعد لھم عذابًا مھینًا اس آیت میں ایذا پہنچانے سے مراد وہ افعال واقوال ہیں جو عادۃ ایذا کا سبب بنا کرتے ہیں۔

ائمہ تفسیر نے ان افعال واقوال کو ایذائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق ٹھہرایا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی احادیث میں بتلایا گیا ہے کہ فلاں فلاں امور اللہ تعالی کی ایذا کا سبب ہیں اور فلاں فلاں امور اللہ کی ایذا کا سبب ہیں اور فلاں فلاں کام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا سبب ہے'بعض روایات میں ہے کہ جاندار چیزوں کی تصویر بنانا اللہ تعالی کی ایذا کا سبب ہے،اس کی روشنی میں انسانی پتلا بنانے کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے جس کو بت گری کے حکم میں داخل کیا گیا ہے جو بلا شبہ گناہ کبیرہ اور ناجائز وحرام ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ انسانی پتلا جلانے کا عدم جواز بھی فقہاء کرام نے تحریر فرمایا ہے کیونکہ اس طرح کسی سے نفرت کا اظہار ایک ایسے عمل سے کیا جاتا ہے جو ایک ناجائز عمل (آدمی کو جلانے) کی تمثیل ہے۔

دنیا میں اہل ایمان واسلام کی کامیابی پر طاغوتی قوتیں'شیطانی طاقتیں بوکھلا اٹھی ہیں اور انہوں نے اپنے جذبہ عداوت کی بنیاد پر اعلاء کلمۃ اللہ کو دہشت گردی اور اس کی کوشش کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دینے کی ہر ممکن کوشش شروع کر دی ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں پر ظلم وستم کرنے کے بعد بھی وہ مطمئن نہیں ہوئے ہیں اور اب انہوں نے براہ راست ہمارے دین ومذہب کے اصل پیشوا پر بالکل ایسے انداز سے حملہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جیسے کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کی کوشش کرنے والے دنیا

اور آخرت میں ملعون ومردود اور سخت رسوا کن ذلت آمیز عذاب میں مبتلا ہوں گے اوران پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی طرف سے لعنت پھٹکار پڑتی رہے گی۔

اس وقت دو چیزوں کی خاص ضرورت ہے ایک تو اس گستاخی پر اظہار غیرت اور دوسرے اظہارِ غیرت کے ساتھ ساتھ اتباع سنت اور اہتمام شریعت۔

اس میں کوئی شک نہیں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے اہل فقہ وفتوی اس پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا مستحق قتل ہے ایسے شخص (یا ایسی جماعت) کا جرم دوسرے مجرمین کے جرم سے زیادہ سنگین ہے۔

گستاخ رسول کو حداً قتل کیا جائے گا اور اصلاً اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی یہی مذہب اول الخلفاء الراشدین خلیفہ رسول برحق حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا ہے اور اس پر پوری امت کے علماء دین کا اجماع ہے کہ گستاخ رسول کافر ہے اسے گستاخی کی سزا میں قتل کیا جائے گا اور اس کی کوئی توبہ نہیں اور جو اس کے عذاب وکفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔(کما صرح به خیر الدین الرملی في الفتاوی الخیریة ص/۱۷۰) ہماری جماعت دیوبند کے فقیہ النفس حضرت مولانا گنگوہیؒ کی تحقیق اور فتوی کا حاصل یہ ہے کہ ایسی گستاخی جناب کبریاء تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا موذی اور گستاخ ہے(مستفاد از فتوی رشیدیہ)۔المختصر فقہ حنفی میں فتوی اسی پر ہے کہ جو شخص جناب رسالت مآب میں علانیہ گستاخی کرے وہ واجب القتل ہے اور ایسے گستاخ کا واجب القتل ہونا تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ تفصیل کے لئے تنبیہ الولاۃ والحکام کی شاتم خیر الانام از علامہ ابن عابدین شامیؒ اہل علم ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

امام کعبہ محمد بن عبد اللہ السبیل اور علماء حجاز مقدس کا فتوی بھی یہی ہے کہ گستاخ رسول کا قتل کرنا واجب ہے۔

"تاریخ شاہد ہے کہ اگر کسی یہودی ونصرانی اور غیر مسلم کبھی اور کہیں ایسی حرکت کی ہے تو اس کو بھی یہی سزا دی گئی ہے جس کی تفصیل، تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور گستاخ رسول کی سزا" نامی کتاب میں مذکور ہے"۔

سلطنت مغلیہ کے سقوط کے بعد ۱۸۶۰ء میں جب برٹش گورنمنٹ نے توہین رسالت کے قانون کو منسوخ کیا تو مسلم سرفروشوں نے اس قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور گستاخانِ رسول کو قتل کر کے انہیں کیفرِ کردار تک پہنچاتے رہے۔(ناموس رسالت اور قانون توہین رسالت از محمد اسماعیل قریشی ص ۲۶۸)

اصل ضرورت ایسے گستاخ کو کیفر کردار تک پہنچانے کی ہے جس کی صورت ایسی اختیار کی

جائے کہ سانپ جائے اور لاٹھی نہ ٹوٹے ایسا نہ ہو کہ لاٹھی بھی ٹوٹ جائے اور سانپ بھی نہ مرے یہ تو دین و عقل کے سراسر لاف ہے، اللہ تعالی دین و عقل کی رہنمائی میں جوش کو ہوش کے ساتھ استعمال کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اظہار غیرت کے ساتھ ساتھ اہتمام شریعت عطا فرمائے۔ ان المحب لمن یحب مطیع

یہ اظہار محبت، بے اطاعت جھوٹ روحی
محب، محبوب کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے

دنیا میں جو ناموس نبوت کا امیں ہے!

مولانا محمد طاہر رزاق صاحب لاہور

مولانا طاہر رزاق :علمی دنیا میں ایک جانا پہچانا نام ہے ”تحفظ نبوت“ کے پلیٹ فارم سے ان کی ہمہ جہت اور ہمہ گیر خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں، انہوں نے ملی تشخص، شعائر اسلامی اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں، اسلام دشمن یورپی ملک ڈنمارک کے اخبار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون کی اشاعت کے تناظر میں، جناب ساجد اعوان صاحب کی تصنیف ”تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور گستاخ رسول کی سزا“ نامی کتاب کے مقدمہ میں مولانا طاہر رزاق صاحب کا زیرِ نظر وقیع مضمون اپنی اہمیت اور افادیت کے باعث اس لائق تھا کہ اسے قارئین کرام کے سامنے پیش کیا جائے۔ (ناصر الدین مظاہر)

میرے نبی! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

جن کے لیے یہ بزمِ ہستی سجائی گئی جن کے لیے عروس کائنات کے گیسو آراستہ کئے گئے، جنہیں تخت ختم نبوت پہ جلوہ گر کیا گیا، جن کے سر اقدس پر تاجِ ختم نبوت سجایا گیا، جن کی نبوت کا پرچم پوری کائنات میں لہرایا گیا، جنہیں سید الاولین والآخرین بنایا گیا، جنہیں شافع محشر کا اعزاز عطا کیا گیا، جنہیں ساقئی کوثر کا منصب عظیم مرحمت فرمایا گیا۔

میرے نبی! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وی آلہ وسلم!

اللہ کو ان سے اتنا پیار اتنا پیار کہ اللہ کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ ان کا نام سجائے، اللہ کو ان سے اتنی محبت کہ اذانوں میں اللہ کے اسم گرامی کے ساتھ ان کا اسم گرامی بھی آئے، اللہ کو ان سے اتنا لگاؤ کہ اللہ قرآن کریم میں ان کے شہر کی قسم اٹھائے، وہ اللہ کے اتنے لاڈلے کہ انہیں یا ایھا

المزمل یا ایھا المدثر اور یس و طٰہٰ کے محبت بھری ناموں سے پکارے، جن کے بارے میں اللہ اتنے محترم کہ اللہ ان کی زندگی کی قسم اٹھائے، وہ اللہ کو اتنے مکرم کہ اللہ ان کا سایہ بھی پیدا نہ کریں، جن کے بارے میں اللہ اتنا باغیرت کہ ان کے جسم اطہر پر مکھی بھی نہ بیٹھنے دیں، جنہیں اللہ یہ عظمت بخشیں کہ وہ سب سے پہلے باب جنت کھولیں، جو اللہ کے نزدیک اتنے محتشم کہ اللہ ان کی اکاعت کو اپنی اکاعت قرار دے، جن کا اللہ کے یہاں یہ مقام کہ اللہ انہیں مقام محمود پر فائز کرے، جن کا اللہ اتنا محب کہ انہیں عرش پر بلا کر مہمان بنائے اور دیدار کرائے، جنہیں اللہ یہ وقار بخشے کہ روز محشر سارے نبی ان کے جھنڈے تلے جمع ہوں، جن کے احترام میں اللہ اتنا حساس کے مسلمانوں کو حکم دے کے اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، جو اللہ کے اتنے لاڈلے کہ ان کے روضہ اطہر پر صبح وشام ستر ستر ہزار فرشتے حاضری دیں، جو اللہ کے یہاں اس قدر قابل قدر کہ جبرئیل ان کے گھر کی نگہبانی کرے، جن کی رفعت کا یہ عالم کہ اللہ کے جلیل القدر انبیاء ابراہیم وعیسیٰ علیہم السلام ان کی آمد مبارک کی دعائیں کریں، جن کی یہ شان کہ وہ معراج کی رات سارے انبیاء کرام کی امامت کریں، جن کی یہ قدر و منزلت کہ اللہ انہیں دنیا میں بھیج کر احسان عظیم کرے، جن سے اللہ کو اتنا پیار کہ اللہ اس کے فرشتے ان پر درود بھیجیں.... وہ اللہ کو اتنے چہیتے کہ اللہ ان کی امت کو خیر الامم قرار دے، اللہ کی ان کے دوستوں سے اتنی دوستی کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ کا سلام آئے، ان کے رفیقوں سے اللہ کو اتنی چاہت کہ اللہ انہیں دنیا ہی جنت کے سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔ میرے نبی! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جمالِ کائنات، حسنِ کائنات، زینت کائنات، جن کے چہرے سے سورج کو ضیاء ملتی ہے، جن کے رخساروں کی دمک سے چاند، چاندنی حاصل کرتا ہے، جن کی آنکھوں کی چمک سے ستارے جگمگانا سیکھتے ہیں، جن کے دانتوں کے تنویر سے جواہرات چمکنے کا ہنر جانتے ہیں، جن کی لبوں کی نزاکت سے غنچے چٹخنا سیکھتے ہیں، جن کے ماتھے کے نور سے انسامیت کو راہ ملتی ہیں، جن کے قدِ زیبا سے سرو اپنے قد کی رہنمائی حاصل کرتا ہیں، جن کے سانسوں کی مہک سے مشک وعنبر خوشبوں پاتے ہیں، جن کے زلفوں کی لہک سے کائنات بنناسنورنا سیکھتی ہیں، جن کی آنکھوں سے کلیاں شرمانا سیکھتی ہیں، جن کی مسکراہٹ سے قوس قزاح رنگ بکھیرنا جانتی ہیں، جن کی چال سے ست خرام ندیاں چلنے سے آشنا ہوتی ہیں، جن کی گفتگوں سے بلبل نغمے سیکھتی ہیں، جن آنکھوں کی سیاہی سے کالی گھٹاؤں کو حسن ملتا ہیں، جن کی آنکھوں کی سفیدی سے دن کو اجالا ملتا ہیں، جن کی پلکوں کی دل آویز حرکت سے قوم جھلملانا سیکھتے ہیں، جن کے ابروخم دار کو دیکھ کر ہلال اپنی صورت تراشتا ہیں، جن کے جلال سے بجلیاں لڑکنا اور جن کے جمال سے

باب مسیم چلنا جانتی ہیں، جن کی کفنگوں کے قدموں کے نشان سے انسانیت کو منزل کا سراغ ملتا ہیں، میرے نبی! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جنہوں نے سب سے پہلے انسانی حقوق کی صدا بلند کی، جنہوں نے سب پہلے انسانیت کو بین الاقوامی نشور عطا کیا، جنہوں نیانسانیت کوایک انٹرنیشنل پلیٹ فارم عطا کیا، جنہوں نے رنگ ونسل کے بتوں کو پاش پاش کر دیا، جنہوں نے عربی، عجمی، کالے گورے کوایک صف میں لا کھڑا کیا، جنہوں نے وڈیروں کے طلسم کوتوڑا، جنہوں نے ظالم کے خلاف شمشیریں بلند کی، جنہوں نے یتیموں کو سینے سے لگایا اوران کی سرپرستی فرمائی، جنہوں نے غلاموں کی ہتھکڑیاں وبیڑیاں کھولیں، جنہوں نے بے نواؤں کو قوت اظہار بخشی، جنہوں نے کمزوروں کوطاقتوروں کے مقابل لا کھڑا کیا، جنہوں نے عورت کوقعر مذلت سے نکال کراس کے سر پرعزت وعظمت کی چادر رکھی، جنہوں نے محنت کشوں کو معاشرہ میں وقار عطا کیا اور اسے اللہ کا دوست قرار دیا، جنہوں نے جاہلیت گھٹاٹوپ اندھیروں میں علم کی شمعیں جلائیں اور ہر مردوزن پرعلم حاصل کرنا فرض قرار دیا، جنہوں نے قرآن وحدیث کی تعلیمات سے لوگوں کے دلوں کو جگمگایا جن کی درسگاہ نبوت سے ایسے لوگ نکلے جنہوں نے علم کے چہار سو علوم کا چراغاں کر دیا، جنہوں نے جہالت کے صحراؤں میں بھٹکتی ہوئی مخلوق کا تعلق خالق سے جوڑ دیا، جنہوں نے بتوں کی خدائی کا ناٹ لپیٹ دیا اورانسانوں کوصرف ایک خدا کا سامنے جھکنا سکھایا۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہر زمانے کے سعید الفطرت لوگ جناب خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و پیغام کے جانب یوں لپک لپک آئے ہیں جیسے پروانے شمع کے جانب! وہ آپ کی شخصیت کوخراج تحسین پیش کرتے ہیں...... آپ کے لائے ہوے پیغام کوہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اورآپ کے غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالنا دنیا کی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں لیکن ازلی مردود شیطان ملعون کوکب یہ گوارا ہوسکتا ہے کہ انسان آپ کی شخصیت سے ولہانہ محبت کریں اورآپ کے لائے ہوئے دین حنیف کی شاہراہ پرگامزن رہیں اس لئے شیطان نے ہر زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بکواس کرنے اور ہذیان بکنے کیلئے کچھ لوگوں کوکھڑا کیا جواپنے پرتعفن اورزہریلی زبان اور مجرمانہ ہاتھوں سے اتنا بڑاظلم کرتے ہیں کہ کائنات کانپ کانپ جاتی ہیں لیکن اس نازک مسئلہ میں غلامان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑے حساس اور غیرت مندرہے ہیں، وقت گواہ ہے کہ جب بھی کسی بدبخت نے شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کی، غیور مسلمان شاہین کی طرح اس پرجھپٹے ہیں اوراسے جہنم واصل کیا ہے۔

پچھلے چند برسوں سے یورپ نے ایک سنگین سازش کے تحت پوری دنیا میں توہین

رسالت کا طوفان برپا کر رکھا ہے، سید الکائنات کی شخصیت میں عیب نکالنے جا رہے ہیں۔ محسن انسانیت کی ذات اقدس پر ظالمانہ تنقید ہو رہی ہے۔ محبوب خدا کے اوصا اوصاف ومحاسن پر بکواس ہو رہی ہے۔ فخر موجودات کے اہل بیت اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے بارے میں ہذیان بکا جا رہا ہے، آپ کے کے لائے ہوئے دین قیم پر کیچڑ اچھالا جا رہا ہے۔ آپ کے منصب نبوت پر ہرزہ سرائی کی جا رہی ہے۔ اس طاغوتی سلسلہ میں بہت سے قلم، بہت سی زبانیں اور بہت سا پیسہ متحرک ہے، یہود اور نصاریٰ کے علاوہ نطفہ بے تحقیق سلمان رشدی اور عصمت دریدہ پروفیشنل زانیہ تسلیمہ نسرین بھی شامل ہیں، یہی یورپ، پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں توہین رسالت کے قانون میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ بین الاقوامی اور ٹیلی ویژن میڈیا کے ذریعہ زبردست پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔۔ ضمیر کی عصمت فروشی کی کمائی کھانے والے صحافیو سے انگریزی جرائد واخبارات میں مضامین لکھوائے جا رہے ہیں جب بھی کوئی بدبخت توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے تو یہ یورپی شاتمان رسول اس رذیل کائنات کو مہمان خصوصی بنا کر یورپ لے جاتے ہیں اور اس دریدہ دہن کو خوب خوب انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ یورپ یہ سب کچھ کیوں کر رہا ہے؟ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کی صرف ایک وجہ ہے۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

اے یورپی دریدہ دہنو! تم نے اللہ کے محبوب کی عصمت پر بھونکنا شروع کیا تم نے اللہ کے رسول کی عزت پر کیچڑ اچھالنا شروع کیا تو اللہ نے تم سے عزت وعصمت کا مفہوم چھین لیا اور تم خنزیر کی طرح بے غیرت ہو کر رہ گئے۔

اے یورپی بھیڑیو۔ ذرا اپنے معاشرہ میں ایک نظر دوڑا کر تو دیکھو

تم میں سے ہر ایک شخص یہ سوچتا رہتا ہے کہ وہ حلالی ہے یا حرامی تمہارے بچے نائٹ کلبوں کی پیداوار ہیں تمہاری عورتیں وائف ایکسچینج کلبوں کی زینت ہیں تمہارے بچے اپنی ماں کے بوائے فرینڈ کے جھرمٹ میں سے اپنا باپ تلاش کرتے رہتے ہیں تمہاری بیٹیاں جنسی بے راہ روی کی تاریک آندھیوں میں سیٹیاں بجاتی پھرتی ہیں اور تم شتر بے مہار ہو۔

اے یورپی ظالمو! تمہارے یہاں کتنے باپ اپنی بیٹیوں سے منہ کالا کرتے ہیں تمہارے یہاں کتنی بہنوں کے بطنوں سے بھائیوں کے بچے پیدا ہوتے ہیں تمہارے مختلف ملکوں میں حرامیوں کی کتنی تنظیمیں ہیں.....تم خنزیر کھا کھا کر خنزیر کی طرح بے غیرت ہو گئے ہو.....تم ام الخبائث

پی پی کر خبیث ہو گئے ہو.. تمہاری اخلاقی موت واقع ہو چکی ہے:: تمہارا ضمیر کب سے پیوند زمین ہو چکا ہے..... تمہاری غیرت کب سے متعفن لاش بن چکی ہے..... اور اس پر نوحہ خوانی کرنے لا بھی کوئی..... نہیں دیکھا.... اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنے کی سزا

دیکھو گے برا حال محمد کے عدو کا

منہ پہ ہی گرا جس نے چاند پہ تھوکا

اے صلیب کے پجاریو! تمہاری ملکہ وکٹوریہ نے غلام احمد قادیانی سے دعوی نبوت کرا کے ہندوستان میں جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچایا تھا تا کہ جہاد حرام قرار دیا جاسکے اور مسلمانوں کا رُخ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ سے موڑ کر قادیان کی جانب کر دیا جائے لیکن قادیانی کی جھوٹی نبوت کی موجودہ ملکہ وکٹوریہ کا انجام دیکھو کہ تمہارے انگلستان دواس کالرز بھائیوں نے دنیا کے سامنے اپنی ریسرچ پیش کی ہے کہ ملکہ وکٹوریہ حرامی تھی کیونکہ اس کی ماں کے ایک شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے...... دیکھا انتقام قدرت

نہ جا اس کے تحمل پہ کہ بے ڈھب گرفت اس کی

ڈر اس کی دیر گیری میں کہ ہے سخت انتقام اس کا

”مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے“

مفتی محمد راشد ندوی مظاہری

صیہونیوں وصلیبیوں کی اسلام مخالف ذہنیت کوئی نئی بات نہیں ہے ،ان کی یہ خباثت صدیوں پرانی ہے البتہ مختلف ادوار میں اس کے روپ مختلف رہے ہیں ،اس میں کبھی شدت آجاتی ہے تو کبھی خفت ،لیکن چنگاری بجھا ہوا تصور کر لیا جائے تو یہ امر ناممکن ہے۔افسوس اس پر ہے کہ امت مسلمہ مرحومہ ان کے کرتوں توں کے تئیں جوان ہوں یہ ماضی میں انجام دئے خاطر خواہ بیدار نظر نہیں آتی ،جب کہ صلیبی وصیہونی درندے ماضی کا انتقام لینے کے خاطر آج بھی اپنی شکستوں کے زخموں کو بھولے نہیں ہے۔ہمارے اسلاف نے انکی عظمت وشجاعت' کبر ونخوت کے جس قلعہ کو اپنی تلواروں جھنکاروں اور کی ٹاپوں سے زمین بوس کیا تھا وہ آج ہمارے رفعت وقعت اور جسم وجان کے ملبے پر اس کی تعمیر کرنا چہتے ہے۔

دسویں صدی ہجری میں سقوط غرناطہ کے بعد خون مسلم سے کھیلی گئی ہولی کے دستان سے لے کر افغانستان وعراق میں انسانیت واسلامیت کی پامالی کے ننگے ناچ تک یہ بھیڑئے اپنے ناپاک عزائم کے حصول میں سرگرداں وپریشان نظر آتے ہیں ،وہ اپنے مقصد کی تکمیل میں کوئی موقع گنوانا اور ایک لمحہ بھی فروگزاشت نہیں کرنا چاہتے ،آج پوری دنیا ان شاطرانہ دماغ اور عیارانہ فطرت رکھنے والوں کی دریوزہ گر معلوم ہو رہی ہے' گویا کہ خدا کے بعد زمین پر یہی حاکم مطلق ہیں، اسلام واہل اسلام پر ان کی ”نظر عنایات“ کچھ زیادہ ہی ہیں ،چونکہ اسلام ہی انکا اصل حریف ہے' ان کا ہی نہیں بل کہ تمام طریقہ ہائے زندگی اور دنیا میں موجودہ باطل مذاہب کے ٹھاٹ باٹ کو ختم

کرنیوالا دراصل اسلام ہی ہے، اوراس حقیقت سے معاند کے علاوہ کون انکار کرسکتا ہے کہ آج دنیا کے اندر آسمانی مذہب صرف ایک ہےاور وہ ہے''اسلام'' ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اسلام کے محاسن وماٰثر کی گونج آج خود دشمنان اسلام کے ایوانوں میں سنائی دے رہی ہے'صرف یورپ بل کہ پوری شیطانی دنیا اسلام سے لرزہ براندام ہے، اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو سب سے زیادہ زوداثر اور زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے والا واقع ہوا ہے، اسلام کی وجہ سے دوسری تہذیبوں، ادیان وملل اور گمراہ کن نظام ہائے حیات کے مصنوعی محلات گرتے اور ان کی ظاہری چمک دمک ماند پڑتی نظر آتی ہے آدج نہ صرف یورپ وامریکہ پوری دنیا کو ان کے گمان کے مطابق اگر خطرہ ہے تو صرف اسلام اور اسکے پیروؤں سے ہے۔ گردش لیل ونہار نے ایک مدت کے بعد تاریخ عالم کی ورق گردانی کرتے ہوئے اہل اسلام کے ضمیر پر دستک دی ہے، ان کی قلوب کو جھنجھوڑا' اور انھیں ماضی کے جھروکوں سے پکارا ہے ؎

اٹھ! کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

آج یورپ وامریکہ متشکین اسلام سے خائف اور ان کی بیداری سے بوکھلا اٹھے ہیں کیونکہ وہ حق کو گرچہ نہیں لیکن حق شناس ضرور ہیں، وہ اسلامی تہذیب کی حقیقت وحقانیت اور اس کی ناقابل تسخیر طاقت سے خوب واقف ہیں وہ جان تے ہیں کہ عیاری ومکاری کے تودے پر بنے ان کی فحش تہذیب اور پرمکر سیاست کے بالاخانے اسلامی ثقافت کے سیل رواں کے سامنے ٹکنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

افغانستان کے مظلوم وبے گناہ انسانوں، ذخائر کے لالچ میں وہاں کے کہساروں پر بے پناہ بمباری اور عراق میں مہلک ہتھیاروں کے نام پر مچائی جانے والی تباہ کاری نیز ایران سے ایٹمی توانائی کے بہانے خطرہ کا احساس یہ سب امریکہ ویورپ کی بوکھلاہٹ وبزدلی کا مظہر ہیں، افریقی ملک مصر میں اخوانیوں اور مشرق وسطی میں حماس کی غیر متوقع کامیابیوں کے بعد تو مسیحی درندوں کی بوکھلاہٹ کی انتہا نہ رہی اور حالیہ سانحہ یعنی ڈنمارک کے ایک لعین صحافی کے غیر متوقع کامیابیوں کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توہین آمیز خاکہ بنانے کے ردعمل میں پورے عالم اسلام کے اندر ہو نے والے سلسلہ وار احتجاجی مظاہروں نے عیسائی بل کہ ساری دنیا میں ایک بھونچال سا بپا کردیا اور کیوں نہ ہوتا؟ مسلمانوں کے نزدیک ناموس رسول سے بڑھ کر کیا چیز محبوب ہوسکتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلمسے زیادہ مقدس ومکرم شخصیت کس کی ہوسکتی ہے؟ لہذا ناموس نبی پر دست درازی کرنے

اور شان رسالت میں گستاخی کرنے والوں کے خلاف اس طرح ردعمل کا ہونا ایک جذباتی بل کہ فطری امر ہے۔

سارے عالم کے مسلمانوں کی طرف سے مخالفین اسلام کی مذمت اور ان کے خلاف احتجاج کرنا ان پر لعنت بھیجنا اور ان کے خلاف قرار دادیں پاس کرنا واقعی آج کی ''مہذب دنیا'' میں اپنے غم وغصہ کے اظہار کا بہترین طریقہ اور مدمقابل کی ہوا اکھاڑنے کا موثر ذریعہ ہے لیکن کیا مسلمانوں کے لیے اتنا ہی کر لینا کافی ہے کہ وہ یورپ اور ان کے ہم افکار شیطانوں کے خلاف کسی پارک، اسٹیڈیم، چوراہے یا میدانوں میں جمع ہو کر جذباتی تقاریر و بیانات، فلک شگاف نعروں کے ذریعہ وقتی طور پر اپنے پرستاران اسلام، محبین دین اور عاشقان رسول ہونے کا ثبوت پیش کر دیں؟

واقعہ یہ ہے کہ صرف اس طرح کے جلسے وجلوس، نری تقاریر، مضمون نگاری اور قرار دادیں اہل باطل کو زک نہیں دے سکتیں، بل کہ تاریخ کی روشنی میں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ موجودہ ترقی یافتہ زمانہ کے آلات حرب وضرب بھی اہل اسلام سے وفا نہیں کر سکتے، جب تک کہ الفاظ کے پیکر میں حقیقی روح کی جلوہ گری اور اعمال کے پیچھے دین کی سچی محبت اور اخلاص کی کرم فرمائی نہ ہوگی، تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کا کوئی معرکہ صرف طاقت یا کمیت کی بنیاد پر سر نہیں ہوا بل کہ اسلامی جاں بازوں کی فتح وکامرانی کے جھنڈے ان کے اندرون میں روحانی قوت اور ظاہر وباطن میں مذہبی ہدایات سے والہانہ عقیدت کے مرہون منت ہیں اور مذہبی امور میں شدت سے عمل؛ دینی معلومات میں تصلب ومضبوطی میں ہی ہماری سربلندی وسرفرازی کا راز مضمر ہے۔ آج پرستاران اسلام وعاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم توہین آمیز خاکوں کے ردعمل میں ایک طرف توڈنمارک؛ اٹلی؛ جرمنی؛ ناروے، فرانس وغیرہ یورپی ممالک کے خلاف اپنے غم وغصہ کا اظہار کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف افسوس کہ ان کی مصنوعات کا استعمال برابر جاری ہے اسلامی ممالک میں اقتصادیات وسیاسیات کے میدانوں میں ان سے کئے ہوئے معاہدے بعینہ باقی ہیں ممالک اسلامیہ کے بعض نمائندہ تنظیموں کے سربراہ تو یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ میں مسلمانوں کا خلیفہ نہیں ہوں جو کہ یورپی مصنوعات کے بائیکاٹ کی ہدایت دو..... ذرا وہ اخلاص سے سوچیں کہ تمام معاملات میں خلافت اسلامیہ کا خیال رکھا جاتا ہے؟ افسوس کہ اسلامی سیاسی قیادت کا ضمیر اتنا مردہ ہو چکا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

الغرض دل کو جھنجھوڑ دینے والے احتجاجوں کی شدید لہروں کے باوجود مسلمانوں کی

ایک تعداد کے روز وشب اسی بے دینی کی ڈگر پر رواں دواں ہیں جس پر کے کل تھے کوئی ان دیوانوں سے پوچھے کہ یہ کیسی دیوانگی اور محبت رسول ہے جو صرف نعروں اور احتجاجوں تک ہی محدود اور دل کے دروازے اس کے لیے مسدود ہیں عملاً دین سے بیزاری کل بھی تھی آج بھی نظر آ رہی ہے نبوی تعلیم سے کل بھی دوری تھی اور آج بھی مجبوری ہے۔

خلاصہ یہ کہ گستاخان رسول کی تہذیب وتمدن سے عملی طور پر جو لگاؤ کل تھا آج بھی مشاہدہ ہے، ذرا پیچھے ہٹیے، اور اپنی تاریخ کے اوراق پلٹیے!، پھر فیصلہ کیجئے کیا عشق رسول کے یہ زبانی دعوے انقلاب برپا کر سکتے ہیں اور ان جزباتی نعروں سے کیا امید کی جا سکتی ہے جن کے پیچھے حقیقی روحانی کی پشت پناہی نہ ہوں؟

جب جب نبی کا دم بھرنے والا خود ہی تہذیب رسول واسوہ نبی کو اپنانے میں عار اور گم کردہ راہ یورپ کی بے جان مگر مہلک تہذیب کو اپنانے میں افتخار محسوس کرتا ہے جب نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے تو اے "مسلمان وقت" کسی دوسرے کا شکوہ کیوں کر کیا جا سکتا ہے۔

یورپ کی غلامی پر رضامند ہوا تو مجھ کو تو گلہ
مجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے

واقعہ یہ کہ مغربی تہذیب وتمدن کے تسلط کو اپنی زندگیوں سے اکھاڑ پھینکنے کے بعد ہی کچھ کیا جا سکتا ہے، جب تک سنت نبوی سے حقیقی قرب اور دین محمدی سے سچی محبت اور عملی طور پر اس کا اظہار نہیں ہوگا تو ہمارے احتجاج بے جان اور ہماری آوازیں بے اثر اور ہمارا نشاط انگیزی وفلک شگاف نعرے یونہی فضا میں تحلیل ہوتے رہیں گے۔

لہٰذا وقت کی اہم ضرورت ہے کہ جاری احتجاجی جلسوں کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو اپنا کر اور آپ کی سنتوں کو حقیقی سہارا سمجھ کر اس کے آگے بڑھا جائے اور جس ایمانی رشتہ کو یورپ کاٹنا چاہتا ہے اسے اور مضبوط کیا جائے جس مطلوبہ روح ایمانی کو وہ پامال کرنا چاہتا ہے اسے اور تقویت بخشی جائے جس تعلق کو منقطع کرنا چاہتا ہے اسے اتصال مزید کے استحکام سے طاقتور بنایا جائے جب ایسا کریں گے تو انشاء اللہ میدان آپ کا ہوگا صرف آپ کا۔

و ماذالک علی اللہ بعزیز